امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد ترجمان

ماہنامہ شریعت اردو

جلد 1 ربیع الاول 1434ھ بمطابق فروری 2013ء شمارہ 11

دشمن کے مغرضانہ پروپیگنڈے اور امارت اسلامی کی کامیاب پالیسی

امریکہ اور کرزئی انتظامیہ کے درمیان ہونے والے امن معاہدے کے متعلق امارت اسلامیہ کا اعلامیہ

سال 2012 کی جہادی کامیابیوں کا مختصر جائزہ

امریکہ کیسا افغانستان چاہتا ہے؟

اپنے ہاتھوں اپنی موت

جب کابل لرز اٹھا

ظالم کا انجام

میڈیا پر جھوٹا پروپیگنڈہ دشمن کی ناکام کوشش ہے

امریکا تباہی اور زوال کے راستے پر

صوبہ فاریاب کے معاون مولانا عبدالباقی سے گفتگو

فرمان نبی کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عن ابی هريرة عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من امن بالله و برسوله، و اقام الصلوٰة ، و صام رمضان، كان حقاً على الله ان يدخله الجنة، جاهد فى سبيل الله، اوجلس فى ارضه التى ولد فيها) فقالوا: يا رسول اللّٰه، افلا نبشر به الناس؟ قال (ان فى الجنة مائة درجة، اعدها اللّٰه ، للمجاهدين فى سبيل اللّٰه، مابين الد رجتين كما بين السماءو الارض فاذا سالتم اللّٰه فاسألوه الفردوس، فانه اوسط الجنة ، و اعلیٰ الجنة - اراه - فوقه عرش الرحمن ، و منه تفجر انهار الجنة) بخارى ، حديث نمبر 2637، باب درجات المجاهدين فى سبيل الله-كتاب الجهاد۔

ترجمہ: " سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لایا، نماز ادا کی، اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ پر واجب ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے، خواہ وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرے یا اس جگہ بیٹھا رہے جہاں وہ پیدا ہوا ہے۔(اس عبارت میں آپ ﷺ اس شخص کو جو جہاد نہ کر سکتا ہو تسلی دے رہے ہیں کہ وہ بھی اجر سے محروم نہیں ہے کیونکہ ایمان پر استقامت اور دیگر فرائض کی ادائیگی کا احترام اسے جنت میں پہنچا دے گا، اگرچہ اس کا درجہ مجاہدین کے درجہ سے کم ہو۔ (فتح الباری) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا ہم لوگوں کو اس کی بشارت نہ دے دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جنت میں سو منازل ہیں، جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کیا ہے۔ دو منزلوں کا درمیانی فاصلہ اتنا ہے جتنا کہ زمین اور آسمان کا درمیانی فاصلہ اور جب تم اللہ تعالیٰ سے طلب کرو تو فردوس طلب کرو بے شک فردوس جنت کا افضل اور اعلیٰ حصہ ہے اور اس کے اوپر رحمن کا عرش ہے، اور فردوس ہی سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں۔

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد ترجمان

اردو ماہنامہ

شریعت

جلد 1 ربیع الاول 1434ھ بمطابق فروری 2013ء شمارہ 10

ماہنامہ شریعت امارت اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے، جو امارت اسلامیہ کے میڈیا ونگ اور ثقافتی کمیشن کی زیر نگرانی شائع ہوتا ہے۔ ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری کشمکش، حالات و واقعات اور مظلوم مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے بھیانک مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔

مدیر اعلیٰ: ولید افغان

نائب مدیر: سلیمان غوری

مجلس مشاورت

- ملا اسد افغان
- شمس ابدالی
- ہارون بلخی
- فرہاد ہروی
- استاد فریدون

عکس درون

- دشمن کے مغرضانہ پروپیگنڈے اور امارت اسلامی کی کامیاب پالیسی 2
- امریکہ، کرزئی، امن معاہدے کے متعلق امارت اسلامیہ کا اعلامیہ 3
- جب کابل لرز اٹھا 4
- طالبہ پر تشدد اور ہندوستانی خواتین کی حالت زار 6
- سال 2012 کی جہادی کامیابیوں کا مختصر جائزہ 8
- میڈیا پر جھوٹا پروپیگنڈہ دشمن کی ناکام کوشش ہے 14
- اپنے ہاتھوں اپنی موت 16
- صوبہ فاریاب کے گیارہ سالہ جہادی سرگرمیوں پر ایک نظر 18
- تعلیم اور تربیت سے متعلق امارت اسلامیہ کا اعلامیہ 21
- ظالم کا انجام 22
- مولانا عبدالرب آخندزادہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 24
- امریکا تباہی اور زوال کے راستے پر 25
- طالبان میڈیا کی کہانی 26
- قانونی تحفظ، کھلی جھوٹ 29
- امریکہ کیسا افغانستان چاہتا ہے؟ 31
- عظیم مبلغ مولانا بجلی گھر صاحب کی وفات کے بابت تعزیتی پیغام 35
- صوبہ فاریاب کے معاون مولانا عبدالباقی سے گفتگو 36
- سنجیدہ مزاح 37
- جنگی جرائم 40
- افغانستان میں دسمبر 2012 کا مہینہ 41

ڈیزائننگ: سلمان بدر

رابطہ کے لیے برقی پتہ:
shariatmagazine@yahoo.com

انٹرنیٹ ایڈیشن ملاحظہ کیجیے:
www.shahamat-urdu.com

قیمت فی شمارہ: 30 روپے

سالانہ زر تعاون: 350 روپے

سالانہ زر تعاون

امریکہ، آسٹریلیا، افریقہ اور یورپی ممالک.........40 ڈالر

سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات.........30 ڈالر

بنگلہ دیش.........28 ڈالر

دشمن کے مغرضانہ پروپیگنڈے اور امارت اسلامی کی کامیاب پالیسی

ساری دنیا جانتی ہے کہ امارت اسلامیہ کے دشمن عسکری میدان میں ناقابل یقین شکست سے دوچار ہو چکے ہیں۔اس شرمناک شکست کو چھپانے کے لئے اب وہ میڈیا وار کا سہارا لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جس کے لئے وہ مجاہدین پر طرح طرح کے الزامات لگاتے رہتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ مجاہدین عوام کو مارتے ہیں، کبھی شوشہ چھوڑتے ہیں کہ مجاہدین عالمی جنگی قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔اور کبھی عوام کی ذہنی گمراہی اور مجاہدین کی سیاسی پوزیشن کو نقصان پہنچانے کے لئے کہتے ہیں کہ مجاہدین کے سیاسی فیصلوں کی کوئی اہمیت نہیں اس لئے کہ وہ آئے روز بدلتے رہتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ آج ہمارا ہر دوست و دشمن امارت اسلامیہ کی مدبرانہ قیادت اور مضبوط موقف سے واقف ہو چکا ہے۔ امارت اسلامیہ نے اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے جہاں فوجی میدان میں پوری دنیا کے اعلیٰ فوجی ماہرین کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے اور ترقی یافتہ ممالک کے فوجی حربوں اور جدید ٹیکنالوجی کو مات دی ہے وہاں خود ایک مضبوط سیاسی موقف اور پختہ پالیسی اپنا کر اپنی آواز، حقانیت اور موقف مغرب کے قلب و دماغ تک پہنچانے میں کامیاب ہوا ہے۔ اور مزے کی بات یہ ہے کہ اس ساری کارروائی میں امارت اسلامیہ اپنی شرعی پالیسی سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹی۔امارت اسلامیہ کا پہلے دن سے یہی کہنا ہے کہ ہم افغانستان کی سرزمین پر اسلامی نظام اور ایک آزاد حکومت کے قیام کے خواہاں ہیں۔ ہم اپنی سرزمین پر کفار کی تسلط اور بالادستی کو تسلیم نہیں کرتے اور نہ ہی سرزمین افغانستان کو کسی کے ضرر اور نقصان کے لئے استعمال کرنے کا خیال رکھتے ہیں۔ ہمارا کل بھی یہ موقف تھا، آج بھی ہے اور ان شاءاللہ کل بھی ہم اس موقف پر کاربند رہیں گے۔اسی موقف کی روشنی میں ہمارے مسئولین اور عام مجاہدین کی تربیت کی گئی ہے۔اور الحمدللہ ہم نے اس پر عمل کر کے دکھایا بھی ہے

لہٰذا نہ امارت اسلامیہ کے عمل میں کسی قسم کی تبدیلی آئی ہے اور نہ ہی پالیسی میں کسی قسم کی ردوبدل واقع ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دشمن کا میڈیا وار اور مسلمانوں کو تشویش میں ڈالنے والی چیخ وپکار بے اثر ثابت ہو رہی ہے اور آئندہ بھی بے اثر ہی ثابت ہو گی۔

دشمن کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ہم عسکری میدان کو گرم رکھنے کے ساتھ ساتھ میڈیا وار سے بھی غافل نہیں ہیں اور پوری تندہی اور جانفشانی کے ساتھ اس محاذ پر بھی سرگرم عمل ہیں۔اس لئے کہ مسلمان جانتے ہیں کہ اپنے اہداف کو حاصل کرنا ایک ایسا فریضہ ہے جسے پورا کرنا مال وجان کی قربانی اور قلم، تلوار اور زبان کے استعمال سے ہی ممکن ہے۔اس بارے میں کسی بھی راسخ العقیدہ مسلمان کے ذہن میں تشویش پیدا نہیں ہوتی اور نہ ہی دشمن تشویش پیدا کرنے میں کامیاب و کامران ہو سکتا ہے۔

ہماری مسلح اور سیاسی جدوجہد دونوں ایک ہی جہاد کے دو جڑوے حصے ہیں جو یونہی ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے اپنی منزل کی طرف گامزن رہیں گے اور بہت جلد کامیابی و کامرانی کے آغوش تک رسائی حاصل کر لیں گے۔ان شاءاللہ۔

امریکہ اور کرزئی انتظامیہ کے درمیان ہونے والے امن معاہدے

کے متعلق امارت اسلامیہ کا اعلامیہ

جیسا کہ امریکی صدر اوباما نے افغانستان میں ایک تعداد امریکی فوجیوں کو باقی رکھنے کے حکم پر کرزئی سے دستخط لینے کے لئے انہیں اپنی خدمت میں طلب کیا تھا تاکہ امریکہ خطے میں دوغلی پالیسی کے باعث اپنی موجودگی برقرار رکھ سکے۔امارتِ اسلامیہ اس بارے میں مندرجہ ذیل موقف رکھتی ہے:

۱۔اگر امریکہ افغانستان اور خطے میں پائیدار امن اور اپنی قوم کو موجودہ سنگین بحران سے نجات دلانے کے لئے سنجیدہ ہے اور عملی طور پر اس بلا جواز اور بے مقصد جنگ کا خاتمہ چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ جلد از جلد افغانستان سے فوجی انخلاء کے لئے عملی اقدامات اٹھائے۔

۲۔اگر امریکہ کا یہ خیال ہے کہ اپنے کچھ فوجی یہاں رکھ کر اسے محفوظ جائے پناہ اور اپنے مکار منصوبوں کو پورا کرنے کا موقع مل جائے گا تو ہم کھلے لفظوں میں اس کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ اس سوچ کا انجام بھی اس جنگ کی طرح ہی ہوگا، جس سے گیارہ سال گزرنے کے بعد بھی امریکہ کوئی نتائج حاصل نہیں کر سکا۔اس کو ہر گز اپنے ان عزائم کو پورا کرنے کی فرصت نہیں ملے گی۔

۳۔جیسا کہ افغانستان اور خطے میں امریکی موجودگی سے ہر طرف بدامنی پھیلی ہے اور پورے علاقے کا امن واستحکام تباہ ہو گیا ہے۔اگر امریکی طویل یا قلیل کسی بھی مدت تک اپنے تھوڑے یا زیادہ فوجی افغانستان میں رکھنا چاہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ اتنے عرصے تک خطے میں جنگ اور تباہی کو طول دینا چاہتا ہے۔اس صورت میں سب سے زیادہ خسارہ امریکہ کو ہی اٹھانا پڑے گا۔

۴۔امریکی اور خطے کی دیگر اقوام کو چاہئے کہ وہ اپنی حکومتوں کو اس نام نہاد جنگ کو دوام بخشنے سے روکیں جس میں امریکہ کو مکمل اور ذلت آمیز شکست کا سامنا ہے اور اسے اس فضول اور بے مقصد تماشے کو بند کرنے پر مجبور کریں۔

۵۔امریکہ اور حامد کرزئی کو معلوم ہونا چاہئے کہ افغانستان میں امریکی فوجیوں کی موجودگی کے متعلق معاہدہ اس کا امریکہ کے ساتھ ذاتی معاملہ ہے۔افغانستان کے عوام اس کو پوری قوت سے مسترد کرتے ہیں۔اس کی کوئی شرعی یا قانونی حیثیت نہیں ہے۔امارتِ اسلامیہ اس کے خلاف بھی گذشتہ گیارہ برس کی طرح اپنا مقدس جہاد جاری رکھے گی۔

۶۔کرزئی آگاہ رہے کہ اگر اس نے یہ قدم اٹھایا تو یہ جنگ کے خاتمے کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکنے کے مترادف ہوگا۔اس کے بعد اسے کسی قسم کے اطمینان اور سکون کی خوش فہمی نہیں ہونی چاہیے۔

۷۔اگر کرزئی کی سربراہی میں کابل انتظامیہ نے افغانستان میں ایک بھی امریکی فوجی کی موجودگی کو تسلیم کیا تو پہلے کی طرح آئندہ بھی تمام تباہی اور جانی نقصان کی ذمہ داری انہی پر ہوگی۔یہی لوگ افغان قوم کے لئے جنگ کے شعلوں کو بھڑکانے اور اسے مزید طول دینے کا سبب بنیں گے۔

۸۔اس معاہدے کے طے پانے کے بارے میں جو حقائق ہم نے اوپر بیان کیے ہیں وہ فقط ہماری بات یا موقف نہیں ہے بلکہ عوام کی اکثریت کے یہی جذبات ہیں۔عنقریب تمہیں ہمارے عملی رد عمل سے اندازہ ہو جائے گا۔

۹۔امارتِ اسلامیہ اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ افغانستان پر امریکی قبضہ پورے خطے کے لئے ایک طوفان کی مانند ہے اور یہ ایک فطری امر ہے کہ طوفان جب آتا ہے تو پھر سبزے یا ویرانی کی تفریق نہیں کرتا اور کسی کی حدود کا خیال نہیں رکھتا۔بلکہ آن واحد میں سب کچھ تباہ کر دیتا ہے۔چنانچہ خطے کے تمام ممالک کو یہاں امریکی موجودگی کے خطرے سے خبردار ہونا چاہئے اور اپنے ملکوں کو جنگ ،بدامنی اور امریکی موجودگی سے پیدا ہونے والے دیگر خطرات سے بچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

۱۰۔ہم اپنی زخم خوردہ قوم ،سارے خطے اور تمام اسلامی ممالک کو دعوت دیتے ہیں کہ یہاں امریکہ کی موجودگی سارے خطے کو ایک طویل جنگ کے حوالے کر دے گی اور اگر ان سب نے اس ناسور کے مکمل خاتمے اور اپنے ملکوں کو اس خطرے سے محفوظ بنانے کے لئے امارتِ اسلامیہ کے ساتھ تعاون اور مدد نہ کی تو ان سب کے مفادات خطرے میں پڑ جائیں گے۔اسی طرح ہم مغربی اقوام کو کہتے ہیں کہ اپنے بیٹوں اور افغانی قوم کو اس جنگ کی آگ میں جھونکنے سے باز رہیں اور اپنے وطن دشمن حکمرانوں کو اپنے من پسند معاہدے کرنے سے باز رکھیں۔

امارتِ اسلامیہ افغانستان

23.2.1434ھ ق   5.01.2013م۔

●●●

محمد فرہاد جانباز

جب کابل لرز اٹھا

شہید کی موت اس کی قوم کے لیے حیاتِ نو کا سامان ہوتی ہے۔ شہید کا لہو، موت سے گھٹم گھٹا زندگی کی پیاس سے بلکتی قوم کے لیے آبِ حیات کا کام دیتا ہے۔ شہید خود فنا ہو کر قوم کو بقا اور استحکام دے جاتا ہے۔ شہید اپنے انفاسِ طیبہ قوم کی درازیٔ عمر کے لیے تحفہ کر جاتا ہے۔ شہید خود کو لیلائے شہادت کے گہہِ الفت میں سُلا کر قوم کے بخت بیدار کر جاتا ہے۔ شہید اپنی جان کا نذرانہ دیکر قوم کو حیاتِ جاوداں (بہ معنی عزت و وقار اور بلندی) عطا کر جاتا ہے۔ شہید فردوس کے بالا خانوں میں چلا جاتا ہے، مگر اس کی قوم کے چمن میں فصلِ بہاراں اسی کے خون سے آتی ہے۔ شہید فنا ہو جاتا ہے۔ شہید سو جاتا ہے، شہید موت سے ہم کنار ہو جاتا ہے۔ ہاں! یہ سب ٹھیک ہے، لیکن صرف ہماری نظر اور ہمارے شعور کی حد تک ورنہ قرآن شہید کو زندہ و جاوید کہتا اور حیاتِ ابدی پالینے والا باور کراتا ہے۔ وہ کہتا ہے: شہید زندہ ہوتا ہے۔ اس کو رزق دیا جاتا ہے، لیکن اے لوگو! تم اس کا ادراک نہیں رکھتے۔ بہ قول اقبال:
مسلمان ہونا اگرچہ آسان کام نہیں ہے، البتہ ''مسلمان'' ہو کر لیلائے شہادت کے لیے جان ہتھیلی پر رکھ کر خدا سے باندھے ہوئے وعدہ مہر و وفا کی خار زار گھاٹیوں میں قدم رنجہ فرمانا ضرور آسان کام ہے۔ کیوں کہ بہ قول اقبال ہی

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

مجاہد کو دنیا سے کوئی مطلب ہے نہ ہی کوئی غرض۔ اسے دنیا سے کچھ نہیں لینا ہوتا۔ اس کا مشن فقط اعلائے کلمۃ اللہ کی جدوجہد میں شہادت ہوتا ہے۔ اسی لیے جب وہ اپنے مطلوب و مقصود کو پالیتا ہے، تب بھی دنیائے رنگ و بو کے چمن زار قبرستانوں میں دفن ہونا پسند نہیں کرتا۔ وہ پہاڑوں میں دفن ہوتا ہے اور برف اس کا کفن ہوتی ہے۔ بلکہ بعض تو شہادت کے ایسے دیوانے اور متوالے ہوتے ہیں کہ ان کی صدائیں، نوائیں اور دعائیں یہ ہوتی ہیں

کوئی تلاش کرنا چاہے تو تلاش کر سکے ناں
چمن چمن کے میرے ٹکڑے پوری لاش کر سکے ناں
میں کٹوں کچھ اس ادا سے کہ ہر جز میرا بکھر جائے
نہ کفن مجھے کوئی دے نہ جنازہ کوئی پڑھائے
نہ ہو دفن کرنے والا نہ قبر کوئی بنائے
کوئی نشاں میرا پوچھے تو نشاں بتا سکے ناں

شہادت کے روپ میں موت جنت کے اعلیٰ درجوں کے عوض اپنے عاشقوں اور محبوب بندوں کی حقیر جانوں کا سودا کرنے والے رب العالمین اللہ کی طرف سے وہ تحفہ، ہدیہ، اور سوغات ہے، جو ترکیب میں خاص قوم رسولِ ہاشمی کے سوا دنیا کی کسی قسم کو نصیب نہیں ہوا۔ اسی لیے تو خود رسول ہاشمی ﷺ نے بے اختیار فرمایا ''میں اس بات کو بہت پسند کرتا ہوں میں اللہ کی راہ میں شہید کیا جاؤں اور زندہ کیا جاوں، پھر شہید کیا جاوں اور زندہ کیا جاوں پھر شہید کیا جاوں '' تو کیوں نہ ایسی مبارک موت کا جام پی لینے والوں کی مائیں خوشی کے آنسو بہائیں، وہ کیوں نہ مسرت کے لڈو بانٹیں اور کیوں نہ وہ فرحت و شادمانی کے پاکیزہ و مقدس گن گائیں

اے شہیدو! تمہارا یہ احسان ہے
آج ہم سر اٹھانے کے قابل ہوئے

اسی سعادت مند قوم کے چند خوش بخت نوجوان محمد نبی، عامر خان، حبیب اللہ اور عبد اللطیف کچھ اس ادا سے کٹ گئے ہیں کہ اللہ بھی انہیں دیکھ کر مسکرا رہا ہے۔ ذوقِ خدائی کے حامل اللہ کے ان پر اسرار بندوں نے پندرہ اپریل دو ہزار بارہ کی طرز پر ایک مرتبہ پھر قیامتِ صغریٰ برپا کردی تھی۔ انہوں نے افغان پولیس اکیڈمی اور اس سے متصل غاصب فوج کے کمانڈوز ٹریننگ سینٹر پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے لیس ہو کر ایسا شدید حملہ کیا، جس سے 24 طاغوت و حامیانِ طاغوت کو اسی مقامِ آتش و نار میں پہنچا دیا ہے، جہاں سنگ داودی نے طالوت کو پہنچا دیا تھا۔ اکیس جنوری کو صبح دم، جب نور کا تڑکا لگنے کو تھا، ان سر فروشانِ ملتِ بیضاء نے وسطی کابل کے علاقے ''دہمزنگ'' پر زوردار ہلّہ بول کر دشمن کو بولا دیا۔ مومن کے زیور کے طور پر ان کے پاس ہلکے و بھاری ہتھیار اور دستی بم تھے۔ جب کہ آخری و لاجواب ہتھیار ان وہ بارودی جیکٹس تھیں، جو انہوں نے زیب تن کر رکھی تھیں۔ دشمن نابنجار ان مٹھی بھر نوجوانوں کی اچانک کاروائی کی تاب نہ لاتے ہوئے بوکھلا کر رہ گیا۔ گویا وہ ایک زلزلہ کی سی کیفیت تھی جس سے سارا کابل لرز رہا تھا۔ ایسی ہڑبونگ اور افراتفری مچی کہ ''ہائے، میری جان! ہائے میری جان!'' کے سوا کوئی جملہ کسی افغانی و امریکی فوجی کی زبان سے نہیں نکلتا تھا۔ لیکن بد قسمتی، کم بختی اور بد نصیبی کا ایک یہ موقع بھی افغان فوج کی تاریخ میں رقم ہونا تھا اس عالمِ نفسا نفسی میں کچھ نادان افغانی فوجی فکر وطن کے بجائے، امریکیوں ہی کی جان کی امان کے لیے کٹے مرے جا رہے تھے۔ مصیبت آنے والی نہیں تھی۔ وہ تو سر پر آن کھڑی ہوئی تھی۔ اب صفحہ گیتی پر ان کا نام و نشان تک

نہیں رہا، لیکن ان الووں کی فہرست میں جو بربادی گلستاں کا سبب بنتے ہیں۔ صبح اوّل پہر پانچ تا دوپہر اڑھائی بجے کل ساڑھے نو گھنٹے تک جاری رہنے والے اس معرکہ حق و باطل میں چوبیس اہل باطل موت کی آغوش میں گئے، جب کہ اکتیس سپاہیان صلیب جن میں اکثریت پولیس اہل کاروں کی ہے موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہو گئے۔

اس کاروائی میں ایک تیر سے دوسرا شکار یہ اس طور ہوا میدان وردک ضلع نرخ کے علاقے "دہ خورکی" کا رہائشی ظالم، سفاک اور خون آشام درندہ حبیب جان اخند زادہ بھی بہ طور انجام بد موت کے پنجوں میں جکڑا گیا ہے۔ موصوف شاہ سے زیادہ شاہ کا وفادار تھا۔ انٹیلی جنس سروس کا نامعقول کارندہ ہونے کے ساتھ ساتھ خصوصاً آقایانِ ولی نعمت امریکہ بہادر کے لیے اپنے ہی ہم وطنوں کو موت کے شکنجے میں پھنسا کر بے انتہا خوشی محسوس کرتا تھا۔ تنگ آمد خلق خدا شاداں و فرحاں ہے کہ خس کم، جہاں پاک۔

بہ قول یکے از مردانِ حریت گزشتہ برس کی پندرہ اپریل کو طالبان نے افغان دارالحکومت پر ایک زوردار حملہ کر کے گویا کابل کے دروازے پر دستک دے ڈالی تھی۔ وہ اطلاع تھی: ہشیار باش! ہم آگئے ہیں کسی بھی لمحے یہ دہلیز پار کر کے اندریں خانہ داخل ہوا چاہتے ہیں۔ لیکن تجزیہ کاروں کا کہنا تھا یہ جو باتیں گردش کر رہی ہیں: "طالبان کابل میں آگئے ہیں" یہ اس طور حقیقت پسندانہ اور زمینی حقائق کے موافق نہیں کہ طالبان تو کابل سے گئے ہی کب تھے۔ وہ تو پہلے ہی سے وہاں موجود تھے۔ البتہ وہ اطلاعِ آمد نہیں، انتباہ موجود گی تھی۔ طالبان کی موجودہ قیامت خیز معرکہ زنی نے اقتدار کے محلات میں دراڑیں اور شگاف ڈال دیے ہیں۔ اب کرزئی کی صدائیں، دہائیوں اور نوائیں، فریادوں میں بدل گئی ہیں۔

اب زمینی حقیقت کچھ اس طرح ہے افغانستان کے اٹھانوے فیصد رقبے پر طالبان کے دستِ حق دار کی گرفت سمیت اکثر علاقوں میں کنٹرول انہی کے ہاتھ میں ہے۔ سوائے شمالی اتحاد اور چند شر پسند فرقوں کے عوام کی اکثریت طالبان کی حامی ہے۔ وہ طالبان کی واپسی کے لیے ان کی راہ میں پلکیں بچھائے ہوئے ہے۔ کرزئی کی آواز نقار خانے کی طوطی کی ٹیں ٹیں سے بڑھ کر نہیں ہے۔ امریکہ نے اتنی مار کھائی ہے، کیا جنگی میدان، کیا سیاسی پلیٹ فارم اور کیا سفارتی محاذ، ہر جگہ بھد اڑی۔ ہر جگہ مات کھائی اور ہر جگہ نوشتہ تقدیر پسپائی، شکست اور نامرادی کا سامنا کرنا پڑا۔ اب وہ واپسی کی راہیں ناپنا چاہتا ہے لیکن اپنی شرائط کی بنیاد پر۔ گویا وہ اپنے تئیں بہتے دریا کے تیز رو دھارے کا رخ بدلنا چاہتا ہے۔ وہ افغانستان کے جال میں بری طرح پھنس گیا ہے۔ وہ اس جال میں جتنا ہلتا ہے، جال اتنا ہی کھال میں گھسے جاتا ہے۔ امریکہ کی معاشی حالت زبوں تر ہے۔ ذرائع آمدنی کم اور جائے اخراجات زیادہ ہیں۔ اسے اپنا وجود نا مسعود سنبھالنا جوئے شیر لانے کے مترادف لگ رہا ہے۔ اپنی زمین بوس ہوتی ہوئی معیشت کے بل بوتے افغان جنگ بھی جیتنا چاہتا ہے اور اپنے ملک کی روبہ زوال معاشی عمارت کو بھی قائم رکھنے کا خواہاں ہے۔ دوسری جنگ عظیم میں جاپان کو بھی یہ خبط لاحق ہوا تھا وہ اس وقت کی معاشی قوت اور ایک حد تک سپر طاقت تھا۔ لیکن جنگی اخراجات سے معیشت کا دیوالیہ نکلتے دیکھ کر دانش وروں نے بڑھتے قدم روکنے کا انتباہ کیا تھا۔ انہوں نے چھ دن کی ڈیڈ لائن مقرر کر دی جنگ کی حالت میں ہماری معیشت صرف انہی چھ دنوں تک لڑائی کی اجازت دے رہی ہے۔ قبل اس کے کہ اس فیصلے پر عمل ہوتا یا نہ ہوتا، امریکہ نے اپنے ایٹمی بم کا تجربہ کر کے یک لخت یہ فیصلہ کروا دیا تھا۔ اب امریکہ کو یہی فیصلہ طالبان کروانے جا رہے ہیں۔ یوں تو امریکی دانش ور چیخ چیخ کر تھک گئے ہیں کم بیک! کم بیک! لیکن کولمبس سے ورثے میں ملا جنون استعماریت کسی پل کا جر مولی کی طرح کٹتے مرتے امریکی میرینز کے پیاروں کی آہوں، سسکیوں اور دہائیوں کو اوباما کے کانوں تک پہنچنے نہیں دیتا۔ اوباما کے شعور پر جنون احمقانہ کی مہر لگ گئی ہے۔ انہوں نے خرد کا نام جنون رکھ لیا ہے۔

اب سوال یہ اٹھتا ہے کرزئی ان حالات کو دیکھتے ہوئے عقل مندی کا راستہ اختیار کریں گے یا نہیں؟ وہ ہوش کے ناخن لیتے ہوئے سمجھ داری کی دہلیز پر قدم رنجہ فرماتے ہیں یا نہیں؟ جب کہ عن قریب وقوع پذیر ہونے والی حکومتی تبدیلی کی وجہ سے اغراض پرست سیاست دان مفادات کی بھاگ دوڑ میں مصروف عمل ہیں۔ امریکہ کا رختِ سفر واپسی باندھنا اور فرار ہونا، قضاء وقدر کی مہر لگا اٹل فیصلہ ہے۔ یوں بھی بھان متی کرزئی جی نے اپنے کنبے کے نفوسِ ناطقہ سے کہہ دیا ہے کہ کسی طرح جون سے پہلے پہلے طالبان سے کامیاب مذاکرات کی گول میز کانفرنس سجالی جائے۔ دو ہزار چودہ تو ویسے بھی قریب آتا جا رہا ہے۔ لیکن اس سے بھی قریب ایک اور چیز موسم بہار ہے۔ جس میں طالبان کے حملے بھی سرما کی بہ نسبت زیادتی اور شدت اختیار کر لیتے ہیں۔ امریکہ تو دس گیارہ سالہ جنگ کے ہر موسم بہار میں خوف ناک، دہشت خیز اور تباہ کن حملوں سے ڈرتا، کپکپاتا اور لرزہ براندام رہتا رہا ہے، تو کرزئی کس کھیت کی مولی ہیں، جو اللہ کے شیروں کی ہیبت سے ان کو روباہی نہ آتی ہو۔ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ؟!

کرزئی اگر خود کو کسی درجے کا مسلمان گردانتے ہیں، تو انہیں اس بات اور حقیقت کا ادراک کرنے میں تامل، تردّد اور تذبذب لاحق نہیں ہونا چاہیے، شہدا کی قربانیاں کبھی رائیگاں نہیں گئیں۔ محمد نبی، حامر خان، حبیب اللہ اور عبد اللطیف کی قربانیاں بھی عن قریب رنگ لانے والی ہیں۔ وہ تو اپنے خون سے اجڑتے چمن کی آبیاری کر گئے ہیں۔ جس سے مرجھائے ہوئے پھول دوبارہ زندگی کی رمق ملنے پر مچل رہے ہیں۔ بہاروں کا تانتا بندھ گیا ہے۔ اسلام کو اس کے حقیقی فرزند ارجمند مل گئے ہیں۔ وہ خوش ہے۔ شاد ہے بامراد ہے۔ اور اہل چمن یوں خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں۔

اے راہِ حق کے شہیدو! وفا کی تصویرو!
تمہیں وطن کی ہوائیں سلام کہتی ہیں

طالبہ پر تشدد اور ہندوستانی خواتین کی حالت زار

ولید افغان

بھارتی دارالحکومت دہلی میں 16 دسمبر کی رات چلتی بس میں 23 سالہ پیرامیڈیکل کی طالبہ کی اجتماعی آبروریزی کی گئی۔ بتایا جاتا ہے کہ یہ طالبہ اپنے منگیتر یا دوست کے ساتھ فلم دیکھ کر گھر لوٹ رہی تھی کہ یہ واقعہ پیش آیا۔ جیسے ہی یہ لڑکی اپنے دوست کے ساتھ بس میں سوار ہوئی تو بس میں پہلے سے موجود 6 اوباشوں نے اس پر آوازیں کسنا شروع کئے کہ اتنی رات گئے وہ ایک اجنبی مرد کے ساتھ گھر سے باہر نکل کر کیا کر رہی ہے؟ لڑکے نے مداخلت کی تو اسے مارنا شروع کیا، لڑکی نے احتجاج کیا تو اس کو بھی سبق سکھانے کا فیصلہ کیا اور سب نے مل کر لڑکی کی آبروریزی شروع کر دی۔ بعد ازاں اس لڑکی اور لڑکے کو لوہے کی سلاخوں سے مار کر مزید زخمی کیا اور پھر چلتی گاڑی سے ہی اسے باہر پھینکدیا۔ راہ گیروں نے زخمی حالت میں اس لڑکی کو ہسپتال پہنچایا۔ علاج معالجے کے باوجود جب لڑکی کی حالت میں کوئی بہتری نہ آئی تو حکومت نے اس کا علاج کرنے کے لئے اسے سنگاپور کے ایک ہسپتال منتقل کیا لیکن وہاں بھی اس کی وہی حالت رہی اور چند دن موت وحیات کی کشمکش میں رہنے کے بعد بالآخر موت جیتی اور زندگی ہار گئی۔ 29 دسمبر کو اس کی لاش ایک چارٹرڈ طیارے کے ذریعے سنگاپور سے انڈیا لائی گئی اور 30 دسمبر کی صبح کو ہندو رسم کے مطابق اس کی آخری رسوم ادا کی گئیں

ہاں! بھارتی حکومت اس بیچاری لڑکی کی عزت وناموس کی حفاظت نہ کر سکی اور نہ ہی اس کا علاج معالجہ کر سکی۔ اس کی موت کی خبر پورے ملک میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور اس افسوسناک خبر کو سنتے ہوئے پورا ملک ایک بڑے صدمے سے دوچار ہوا۔ باوجودیکہ واقعہ کے ملزموں کو گرفتار کر لیا گیا تھا لیکن پھر بھی پورے ملک میں احتجاج کا ایک سیلاب تھا کہ تھمنے میں نہیں آرہا تھا۔ اس لئے کہ بھارتی سماج کبھی بھی اعتدال پسند نہیں رہی، وہ ظلم ڈھانے پر آئیں تو گجرات جیسے مسلم کش واقعات سامنے آتے ہیں اور اگر ظلم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے پر آئیں تو پورے ملک کا نظام درہم برہم کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ اس واقعہ میں پوری دنیا نے دیکھا کہ بھارت میں کس قسم کا احتجاج ہوا۔

گلیوں، کوچوں، چوک، چوراہوں اور سڑکوں سے لے کر پارلیمنٹ تک اس واقعہ کی مذمت ہو رہی تھی اور خواتین کی حفاظت کے پختہ انتظامات کرنے کی وکالت بھی زور وشور سے جاری تھی۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے کہ بھارت میں آبروریزی کا یہ ایک غیر متوقع اور سب سے پہلا واقعہ ہو۔ ہندوستانی میڈیا اسی کوشش میں مصروف تھا اور باہر کی دنیا کو بھی یہی باور کرایا جاتا رہا۔ حالانکہ ایسا بالکل نہیں ہے۔ یہ ایک سفید جھوٹ ہے، ہندوستان میں خواتین کی حالت بہت ہی خراب ہے اس بات کو ہم دلائل کے ساتھ واضح کریں گے اور کالم لکھنے مقصد بھی یہی ہے کہ واقعے کے بعد ہندوستان کی حالیہ تصویر سے یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ ہندوستان خواتین کے لئے جنت بن چکی ہے۔

ہندوستان جو دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت اور خواتین کے حقوق کے علمبردار ہونے کا دعویدار ہے، اس کا انسانی حقوق بالخصوص خواتین کے حقوق کے حوالے سے ریکارڈ انتہائی خراب ہے۔ جس سے کوئی بھی باخبر انسان انکار نہیں کر سکتا۔ بھارتی میڈیا، سول سوسائٹی اور خواتین کی حقوق کے لئے کام کرنے والی تنظیمیں عورتوں کے خلاف جرائم پر تسلسل سے آواز اٹھا رہی ہیں لیکن نہ صرف یہ کہ ان جرائم میں کمی نہیں آتی بلکہ دن بہ دن زیادہ ہوتے جا رہے ہیں۔

جون کے مہینے میں میں ٹرسٹ لاء نے دنیا کی 20 معیشتوں کا ایک سروے کیا جس کے نتائج کے مطابق ان ممالک میں سے بھارت خواتین کے لئے خطرناک ترین مقامات میں سرفہرست تھا۔ گزشتہ دنوں بھارتی پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے ایک خاتون پارلمنٹیرین نے کہا کہ جس بے رحمی سے بھارت میں خواتین خصوصاً غریب اور سفید پوش خواتین کا جسمانی اور معاشی استحصال ہو رہا ہے اس کے بعد انہیں "بھارتی" کہلاتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔

غریب لڑکیوں کی آبروریزی اور اجتماعی جنسی تشدد کے واقعات بھارت میں تیزی سے بڑھ رہے ہیں، خاص کر بھارت کے شمال میں اس قسم کے واقعات میں تیزی سے زور پکڑنے والی علیحدگی پسند کمیونسٹ تنظیموں کی طاقت ور بننے کی اہم وجہ بااثر افراد کا غریب اور نچلی ذات کی خواتین کے ساتھ انسانیت سوز سلوک قرار دی جاتی ہے۔ اس میں افسوسناک پہلو یہ ہے کہ ان میں قریباً 80 فیصد وہ غریب خواتین ہوتی ہیں جو ڈر کے مارے اپنے ساتھ ہونے والی زیادتی کی پولیس رپورٹ بھی درج نہیں کراتیں۔ اور یہ صرف ملک کے شمال کی بات نہیں بلکہ پورے ہندوستان میں پیش آنے والے آبروریزی کے واقعات میں سے بہت کم واقعات منظر عام پر آتے ہیں، بہت سارے واقعات تو بدنامی کے خوف سے متاثرہ خواتین اجاگر ہی نہیں کرتیں، ویسے بھی حکومت کی پالیسی ہوتی ہے کہ اس طرح کے تمام واقعات کے رپورٹ درج نہ کی جائے تاکہ ریاست پر بدامنی اور لاقانونیت کا داغ نہ لگ سکے۔ تھانے میں اگر رپورٹ درج کرنے والا ان پڑھ ہے تو پولیس یونہی بھگا دیتی ہے، جبکہ پڑھے لکھے لوگوں کے ساتھ بھی یہ رویہ روا رکھا جاتا ہے۔ لیکن آبروریزی اور تشدد کے جن

واقعات کا اندراج ہوتا ہے وہ بھی کچھ کم نہیں۔ بھارت کی نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو [N.C.R.B] کی تحقیق کے مطابق پچھلے پانچ دہائیوں میں خواتین سے زیادتی کے واقعات میں ۸۷۳ فیصد اضافہ ہوا ہے، یہ اضافہ بھارت کے تمام شہروں میں ہوا ہے۔ جن میں دہلی، راجستھان، ہریانہ، مہاراشٹر، کرناٹک اور مغربی بنگال قابل ذکر ہیں۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق این سی آر بی کی تحقیق میں معلوم ہوا ہے کہ بچوں اور عورتوں کے ساتھ جسمانی بدسلوکی کے جرائم میں بہت زیادہ اضافہ ہو چکا ہے۔ یہ بھارت کا سب سے زیادہ تیزی سے پھیلنے والا جرم بن چکا ہے۔

نیشنل کرائم ریکارڈز بیورو کے مطابق خواتین سے زیادتی کے یومیہ 60 واقعات ہو رہے ہیں۔ اعداد و شمار کے مطابق 1971 میں خواتین سے زیادتی اور قتل کے 2043 واقعات ہوئے جب کہ 2011 تک ان واقعات میں 873 فیصد اضافہ ہوا ہے اس حساب سے چالیس سال میں یہ تعداد بڑھ کر 24206 ہو گئی ہے۔

ملک میں لڑکیوں کے اغواء کے واقعات میں 19.4 فیصد، چھیڑ چھاڑ کی وجہ سے خواتین کی اموات میں 5.8 فیصد اور سب سے زیادہ تشویشناک بات یہ ہے کہ لڑکیوں کی سمگلنگ کے معاملے میں 122 فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔ اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ پورے ملک میں آبروریزی کے جتنے واقعات سامنے آتے ہیں ان میں سے 17 فیصد سے زیادہ واقعات بھارت کے دارالحکومت دہلی ہی میں ہوتے ہیں۔

بھارت میں ہر روز بچوں کے ساتھ زیادتی کے سولہ کیسز رجسٹرڈ ہوتے ہیں، پولیس کے مطابق ان کیسز میں بھی روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ 2011 میں بچوں سے زیادتی کے 7112 کیسز منظر عام پر آئے جبکہ پانچ سال قبل 2007 میں ان کیسز کی تعداد 5045 تھی۔ یعنی ان کیسز میں بھی چالیس فیصد اضافہ ہوا۔

2011 ہی میں امریکہ کی ایک تنظیم "انٹرنیشنل سینٹر فار ریسرچ آن وومن" کی جاری کردہ ایک رپورٹ میں یہ انکشاف کیا گیا کہ ہر چار بھارتی مردوں میں سے ایک زندگی میں کبھی نہ کبھی جنسی تشدد میں ملوث رہا ہے۔ بھارت چونکہ ایک مشرقی ملک ہے اس لئے بھارتی معاشرے میں کھل عام جنس کے موضوع پر بات کرنا معیوب اور نامناسب خیال کیا جاتا تھا۔ لیکن بھارتی فلموں اور ڈراموں میں عریانیت اور جنسی موضوعات کے پرچار نے بھارتی معاشرے کا حلیہ بالکل بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ جوانوں میں جنسی بے راہروی دن بدن زور پکڑ رہی ہے اور ہندوستانی معاشرہ اس حوالے سے بہت بڑی بداخلاقی کی لپیٹ میں آ چکا ہے۔

بھارت میں عوام، خواتین تنظیموں، سماجی شخصیات اور مختلف طبقہ ہائے فکر کی طرف سے حالیہ پیش آنے والے طالبہ سے زیادتی کے بعد اس کی ہلاکت کے خلاف آواز بلند کی جا رہی ہے اور ملزموں کے لئے پھانسی کی سزا کا مطالبہ بھی زور و شور سے کیا جا رہا ہے

یہ مطالبہ بالکل بجا ہے، خواتین کو اپنی ہوس کا نشانہ بنانے والوں کو عبرتناک سزا دی جانی چاہئے، تاکہ آئندہ کوئی اس امر کا خیال تک بھی دل میں نہ لائے۔ لیکن بے انصافی اور بڑی بے انصافی کی بات یہ ہے کہ بھارتی درندے سرعام چادر اور چاردیواری کا تقدس پامال کرتے ہوئے مقبوضہ کشمیر میں مسلمان خواتین کی عصمت دری کرتے پھریں اور کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق تقریباً گزشتہ 23 برس کے دوران مقبوضہ کشمیر میں درندہ صفت بھارتی سیکیورٹی اہلکاروں کے ہاتھوں 9988 مسلم خواتین کی بے حرمتی ہوئی ہے۔ 22 ہزار سے زیادہ خواتین اپنی سہاگ سے محروم اور ہزاروں کی تعداد جام شہادت نوش کر گئیں ہیں۔ گجرات میں مسلمانوں کی قتل عام کے دوران سینکڑوں مسلمان عورتوں کی آبروریزی کی گئی اور اس کے علاوہ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں جنسی زیادتی کے دل دہلانے والے سینکڑوں واقعات مسلم خواتین کے ساتھ پیش آ چکے ہیں اور آتے رہتے ہیں لیکن ملک خاموش رہا، ان مظلوم خواتین کے حق میں کسی نے بھی حق کی آواز بلند نہیں کی، نہ مجرموں کے لئے سخت سزا کا مطالبہ کیا گیا اور نہ ہی ملک میں احتجاجی طوفان آیا۔ صرف اس لئے کہ ان سب واقعات میں نشانہ بننے والی خواتین کا تعلق اسلام سے تھا۔

حیرت کی بات ہے کہ جب اسلامی دنیا کے کسی کونے میں گھریلو لڑائی جھگڑا جو مشرقی معاشرے میں ایک عام سی بات سمجھی جاتی ہے ہو جائے جس میں بظاہر عورت مظلوم دکھائی دے رہی ہو تو اقوام متحدہ، امریکہ، برطانیہ اور دیگر مغربی دنیا کی جانب اس مسئلہ کو عالمی ایشو بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور جرم کے ارتکاب کرنے والوں کو سخت سزا دینے کے لئے دباؤ ڈالا جاتا ہے خصوصاً مغرب کی پروردہ بیشتر این جی اوز تو تنخواہ ہی اس بات کی لیتی ہیں کہ عورتوں کے حوالے سے کوئی نہ کوئی ایشو بنائے رکھیں۔ جبکہ بھارت جو سب سے بڑی جمہوریت اور انسانی حقوق کا علمبردار بنا ہوا ہے وہاں عورتوں پر ظلم و ستم جس کی تفصیلات بے حد شرمناک ہیں کے بارے میں شیطان اخرس بنے ہوئے ہیں ان میں سے کسی نے بھی اس کے خلاف آواز بلند نہیں کی جس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مغربی دنیا نے انسانی حقوق کا بھی کوئی اپنا ہی معیار مقرر کیا ہوا ہے وہ خصوصاً اس نوعیت کے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا نوٹس نہیں لیتے جہاں ان کی تجارتی اور سفارتی مفادات موجود ہوں اور جہاں مسلمان خواتین وحشی صفت کافر درندوں کے ظلم و ستم کا شکار ہو رہی ہوں۔ جس کی زندہ مثال حال ہی میں برما میں ہزاروں مسلمان خواتین کی عصمت دری اور شہادت کی اندوہناک داستان ہے۔

ہندوستان میں حالیہ واقعہ سمیت پیش آنے والے عصمت دری کے ہزاروں واقعات کا پیش آنا ان لوگوں کے منہ پر زوردار طمانچہ ہے جو جرائم کے خلاف مقرر کردہ اسلامی سزاؤں کو وحشت اور ظلم و جبر سے تعبیر کرتے ہیں۔

تاریخ گواہ ہے کہ جب ہندوستان کی سرزمین پر اسلامی نظام عدل کا راج تھا تو سالہاسال میں بھی اس قسم کا کوئی واقعہ پیش نہ آیا۔ آج بھی اگر ہندوستانی عوام اور حکومت اسلامی قوانین اور نظام عدل کو اپنائیں تو یقیناً بھارت میں امن و آشتی کے وہ باغ و بہار مناظر پھر سے دیکھنے کو مل سکتے ہیں۔ اگر ان سے اتنا نہ ہو سکے تو کم از کم ہندوستانی حکومت اور عوام مذہبی تعصب سے باز آ جائیں اور بداخلاقی کے اسباب کا سدباب کر لیں تو بھی ان واقعات میں خاطر خواہ کمی آ سکتی ہے۔ بلاشبہ یہ ہندوستان میں ایک بہت بڑی مثبت تبدیلی ہوگی لیکن افسوس کہ ہندوستان کے باسیوں اور حکمرانوں کے رویوں کے باعث فی الحال ایسا ہوتا دکھائی نہیں دے رہا ہے۔

***

سال 2012 کی جہادی کامیابیوں کا

مختصر جائزہ

ترتیب: عبدالرؤف حکمت

2012ء کا سال جہادی کارروائیوں اور مجاہدین کے لئے کامیابیوں سے بھرپور رہا۔ ہم پورے اعتماد کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ 2012ء کا سال خارجی جارحیت پسندوں کے لیے بالکل ایسا رہا جس طرح روسیوں کے لیے 1984ء کا سال۔ جس میں غاصب قوتوں کے عزائم ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوگئے۔ اور عملی طور پر انہیں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ سال بھر کی کامیابیوں کا ایک تحریر میں احاطہ کرنا شاید ممکن نہ ہو مگر پھر بھی ہم کوشش کریں گے کہ ذیل کی سطور میں سال کے اہم فوجی، سیاسی، ثقافتی، اور اجتماعی سلسلوں کی ایک جھلک پیش کریں۔

میدان جہاد:

جہادی کارروائیوں کے حوالے سے 2012 کا سال ماضی کے بہ نسبت بے مثال رہا، خود دشمن نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا۔ 2012، 24 جون کو امریکہ کے ایک معتبر اخبار وال سٹریٹ جرنل نے امریکی عہدیداران کے حوالے سے خبر شائع کی کہ 2012 میں مجاہدین کے حملوں کا گراف 21 فیصد بلند ہوگیا تھا۔ روزنامہ کے اعتراف کے مطابق مئی کے مہینے میں مجاہدین نے جارحیت پسندوں پر 3 ہزار مختلف حملے کیے۔ ایک اور اعتراف کے مطابق 17 جولائی 2012 کو کٹھ پتلی حکومت کے وزارت دفاع کے ترجمان نے کہا کہ مجاہدین کے حملوں میں ماضی کی بہ نسبت 40 فیصد اضافہ ہوا ہے۔

حملوں میں اضافے کے باعث اس سال غاصبوں اور ان کے اجیروں کے نقصانات ماضی کی بہ نسبت کئی گنا زیادہ تھے۔ اس حوالے سے 24 جون کو حامد کرزئی نے پارلیمنٹ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہر دن طالبان کے حملوں میں اوسطاً 20 سے 25 فوجی ہلاک ہوتے ہیں۔ اگر حامد کرزئی کے اعتراف کے مطابق ہی مان لیں تو 25 ضرب 360 حاصل 9000 کے حساب سے ظالموں کی ہلاکتوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ جاتی ہے۔ اس لیے 2012 کے فوجی جانی نقصانات کے متعلق وزارت دفاع کا حالیہ بیان ٹھیک نہیں جس میں اس نے اپنے ہلاک ہونے والے فوجیوں کی تعداد ایک ہزار سے کچھ زیادہ بتائی ہے۔ اسی لیے وزارت دفاع کے ترجمان ظاہر عظیمی نے گذشتہ 17 اگست کو کہا تھا کہ صرف جولائی اور اگست کے مہینے میں افغان نیشنل آرمی کے 400 فوجی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔

اب دیکھیے کیا یہ دعوی معقول ہے کہ بقیہ پورے 10 ماہ میں صرف 400 فوجی ہلاک ہوئے ہیں۔ اسی طرح امریکیوں کا یہ دعوی بھی کچھ جھوٹا معلوم ہوتا ہے کہ 2012 میں 400 امریکی فوجی ہلاک ہوئے ہیں۔ اس لیے کہ انہوں نے گذشتہ جون میں اعتراف کیا تھا کہ سال کے درمیانی مہینے میں ان پر 3000 حملے ہوئے ہیں، اگر ہم امریکیوں کا یہی اعتراف ہی مجاہدین کے حملوں کا اوسط مان لیں تو پورے سال میں ہونے والے حملوں کا اوسط 34000 تک پہنچتا ہے۔ حملوں کا یہ گراف دیکھیں اور دوسری طرف 400 فوجیوں کی ہلاکت، اس کا مطلب ہے مجاہدین کے نوے حملوں میں صرف ایک امریکی فوجی ہلاک ہوا ہے۔ کوئی بھی سلیم العقل انسان یہ جھوٹا دعوی تسلیم نہیں کر سکتا۔

2012 کے سال میں طالبان کی جہادی کارروائیاں روزمرہ کی کارروائیوں یعنی ریموٹ کنٹرول بم دھماکے، مورچہ بند حملے، راکٹ حملے اور آمنے سامنے کی جنگ، گروپ فدائی حملوں، دشمن کی صفوں میں گھس کر حملوں، فضائی طاقت کے خلاف حملوں اور گوریلا کارروائیوں سے عبارت تھیں۔ یہاں ہم اس کی طرف مختصر اشارہ کریں گے۔

فضائی طاقت کے خلاف حملے:

2012 کا سال افغانستان میں امریکا کی فضائی طاقت، ہیلی کاپٹروں، بغیر پائلٹ جاسوس طیاروں کے لیے انتہائی خسارے کا سال رہا۔ اس سال میں پہلی مرتبہ امریکا کے 11 جنگی طیارے تباہ ہوئے جن میں سے 9 طیارے 14 ستمبر کو ہلمند کے ضلع شوراب کے حملے میں تباہ ہوئے جب کہ دیگر بگرام کے اڈے پر ہونے والے راکٹ حملوں میں تباہ ہوگئے۔ جن میں بڑے امریکی جنرل مارٹن ڈیمپسی کا خصوصی طیارہ بھی شامل تھا۔ اس کے علاوہ بھی اس سال کے دوران افغانستان کے مختلف صوبوں میں خارجی اور داخلی فوجیوں کے 29 ہیلی کاپٹرز مجاہدین کے مختلف حملوں میں تباہ ہوگئے۔

ان طیاروں میں اکثر طیارے گر کر تباہ ہوئے ہیں اور گنتی کے چند طیارے ایسے بھی ہیں جو زمین پر ہی تباہ ہوئے ہیں۔ جیسا کہ 18 اکتوبر کو پکتیا کے ضلع زرمت میں امریکی اڈے پر حملے میں ہیلی پیڈ پر کھڑے دو ہیلی کاپٹر بھی جل کر راکھ ہوگئے۔ گرائے گئے ہیلی کاپٹروں کے اکثر واقعات کا دشمن کی جانب سے اعتراف کیا گیا ہے لیکن چند ایک ایسے بھی ہیں جن کا شواہد اور ثبوت کے باوجود یا تو سرے انکار ہی

کیا گیا اور یا ن کے گرنے کو ہنگامی لینڈنگ یا تیکنیکی خرابی قرار دیا گیا۔ مثال کے طور پر 5 ستمبر کو لوگر کے مرکز کے قریب مجاہدین نے فوجی ہیلی کاپٹر کو نشانہ بنایا جس سے ہیلی کاپٹر کو آگ لگ گئی۔ ادھر انٹرنیٹ پر ہیلی کاپٹر کے گرنے اور تباہ ہونے کی ویڈیو آگئی مگر وزارت دفاع نے ہیلی کاپٹر کے گرنے سے انکار کیا اور اسے اچانک لینڈنگ اور حادثاتی واقعہ قرار دیا۔ 2012 کے دوران افغانستان کے مختلف علاقوں میں 14 بغیر پائلٹ طیارے بھی مجاہدین کی جانب سے زمین بوس کیے گئے۔

بڑی اور خبرساز کارروائیاں :

روزانہ کی جہادی کارروائیوں کے ساتھ ساتھ مجاہدین نے کچھ اہم تباہ کن اور پیغام انگیز حملے بھی کیے۔ جن میں 3 جنوری کو قندہار میں پولیس اور سرحدی پولیس پر پے درپے دو استشہادی فدائی حملے، 5 مارچ کو قندہار کے ہوائی اڈے پر استشہادی حملہ، 15 اپریل کو کابل میں تین مقامات پر، اور عین اسی وقت ننگرہار، لوگر اور پکتیا میں 30 فدائی مجاہدین کا منظم حملہ جو 24 گھنٹوں تک جاری رہا۔ 1 جون کو خوست کے صحرا باغ کے سالیر نو کیمپ پر 10 فدائی مجاہدین کا بڑا گروپ حملہ جس میں 100 سے زیادہ خارجی افواج ہلاک اور زخمی ہو گئے۔

اسی مہینے قندہار شہر، سپین بولدک اور شاولی کوٹ میں امریکی مراکز پر بڑی کارروائیاں، 7 جون کو سرپل جیل پر حملہ اور قیدیوں کی آزادی، 9 جون کو کاپیسا کے ضلع تگاب اور انجراب میں فرانسیسی افواج پر تباہ کن حملے۔ 21 جون کو خوست میں اتحادی افواج پر فدائی حملہ، 22 جون کو کابل کے قرغہ میں "سپوژمی" ہوٹل میں اہم حکومتی شخصیات پر حملہ۔ 7 اگست کو لوگر کے خدر چھاونی پر کار بم کے ذریعے بڑا حملہ۔ 21 اگست کو بگرام کے اڈے میں امریکا کے اعلیٰ سطحی جنرل مارٹن ڈیمپسی کے طیارے کی تباہی۔ 28 اگست کو قندہار کے سیکیورٹی اور سرحدی افواج کے سربراہ جنرل رازق پر کامیاب کار بم حملہ۔

14 ستمبر کو ہلمند کے شوراب میں باسٹن کیمپ پر 15 فدائیوں کا حملہ۔ 29 ستمبر کو بدخشان کے وردوج میں مجاہدین کے کامیاب حملے اور 22 فوجیوں کی زندہ گرفتاری، 15 اکتوبر کو پروان کے ضلع شیخ علی میں حامد کرزئی کے معاون کریم خلیلی پر حملہ۔ 18 اکتوبر کو پکتیا کے ضلع زرمت میں امریکیوں کی بڑی چھاونی پر کار بم حملہ۔ 20 اکتوبر کو پروان کے بگرام میں امریکیوں کی رسد فراہمی کی کمپنی سپریم گروپ کے گوداموں کی مکمل تباہی۔ 21 نومبر کو کابل کے وزیر اکبر خان میں امریکی انٹیلی جنس مرکز پر فدائی حملہ۔ 23 نومبر کو میدان شہر میں فوجی اہداف پر بڑے فدائی حملے۔ 2 دسمبر کو جلال آباد کے ہوائی اڈے پر فدائی مجاہدین کا بڑا حملہ۔ 7 دسمبر کو ملکی سیکیورٹی اور انٹیلی جنس کے سربراہ اسد اللہ خالد پر کامیاب فدائی حملہ۔ 24 دسمبر کو خوست کے پرانے ہوائی فوجی اڈے پر سی آئی اے کے کارکنوں اور اجیروں پر فدائی حملہ اور اس جیسے دیگر اہم واقعات۔

دشمن کی صفوں میں گھس کر حملے :

وہ کارروائیاں جس نے اس سال دشمن کے عزائم اور حوصلوں کی تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی وہ بہت سی کارروائیاں تھی جو مجاہدین نے دشمن کی صفوں میں گھس کر دشمن کے خلاف کیں۔ جس سے دشمن سخت گھبراہٹ اور بے چینی کا شکار ہوا ہے۔ اگرچہ گذشتہ چند برسوں سے افغانستان کے سیکیورٹی کی صفوں سے جارحیت پسند خارجیوں کے خلاف کارراوائیاں ہوتی رہی ہیں مگر اس سال ان کارروائیوں میں نمایاں تیزی دیکھنے میں آئی ہے۔ یہی حملے غاصبوں کی ہلاکتوں کے لیے ایک اہم عامل کے طور پر سمجھے جارہے ہیں۔ اس طرح کے واقعات جن کا تذکرہ کیا جارہا ہے 50 سے زیادہ ہیں۔ جن میں سینکڑوں خارجی فوجی، پولیس اور اربکی ہلاک ہوگئے ہیں۔ ان حملوں کا تازہ واقعہ 24 دسمبر کو اس وقت پیش آیا جب کابل میں سیکیورٹی کمانڈ کوارٹر میں نرگس نامی ایک خاتون نے ایک بڑے امریکی فوجی عہدیدار کو اپنے پستول سے نشانہ بنا کر ہلاک کردیا۔ 2012 کے دوران دشمن کے لیے سب سے بڑا خطرہ دشمن کی صفوں میں اندرونی کارروائیاں تھیں۔ گذشتہ ستمبر کی 18 تاریخ کو امریکی فوج کے بڑے جنرل نے اپنی فوجوں کے لیے اس کو سب سے زیادہ سخت اور مشکل ہدف قرار دیا۔

غاصبوں کا فرار اور ملک کی آزادی:

2012 کے پورے سال پر اگر ایک جملے میں تبصرہ کرنا چاہیں تو یہی کہیں گے "جارحیت پسندوں کی شکست کے آغاز کا سال"۔

2012 میں خارجی افواج تقریباً تمام صوبوں کی اکثر چھاونیوں سے بھاگ گئے ہیں۔ انہوں نے رسمی طور پر 400 اہم چھاونیوں کے چھوڑنے کا اعتراف کیا، لیکن چھوڑی گئی چھاونیوں کی تعداد اس سے کئی گنا زیادہ ہے۔ اس لیے کہ صرف ہلمند کے ضلع مارجہ میں دشمن نے 90 سے زیادہ اڈے خالی کیے ہیں۔

افغانستان کے شمالی اور مرکزی صوبوں میں امریکیوں نے اپنا وجود محض صوبائی مراکز تک محدود رکھا ہے اور اضلاع میں دسیوں چھاونیوں سے فرار ہو چکے ہیں۔ انہیں اضلاع اور صوبوں میں شکست کو انتقال اقتدار کا نام دے کر اپنے لیے موم کی ناک بنانے کی کوشش کررہے ہیں۔ انتقال اقتدار کے نام پر پروپیگنڈے کا سلسلہ جاری ہے، کئی علاقوں میں یہ ڈرامہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے اور مزید کئی علاقوں میں جاری ہے۔ درحقیقت امریکی چاہتے ہیں کہ افغانستان سے بھی اسی طرح سے نکل جائیں جس طرح ویتنام سے نکلے تھے۔ ویتنام میں بھی جب تباہی کا سیلاب امریکیوں کو بہا کر لے جانے لگا تب انہوں نے "فتح کا اعلان کر کے بھاگ جاؤ" کے فارمولے پر عمل کرنا شروع کردیا۔

اب انتقال اقتدار کے قضیے میں وہ چاہتے ہیں "اقتدار حوالے کرو اور بھاگ جاؤ" کے فلسفے پر عمل کررہے ہیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ امریکی فوجیوں کا فرار ملکی عوام

کے لیے ایک خوشخبری سے کم نہیں کیوں کہ اس سے جارحیت سمٹنے لگے گی جس سے ملک کے مختلف علاقوں میں خودکار طریقے سے خودمختاری اور آزادی لوٹ کر آئے گی اور عوام کے سروں سے تسلط اور دہشت کا سایہ اٹھ جائے گا۔

آخر میں ہم اتنا کہیں گے کہ مجاہدین کی مذکورہ بالا ساری کامیابیاں صرف اور صرف الٰہی نصرت اور مہربانی کا نتیجہ ہے۔ کیوں کہ دنیا کی سب سے زیادہ طاقتور اور خونخوار طاقتوں کے خلاف نہتے افغان عوام کی ایسی واضح کامیابیاں اور فتوحات نصرت الٰہی کے علاوہ اور کیا ہوسکتا ہے۔ سال 2012ء کے دوران امارت اسلامیہ کے فوجی و انتظامی کمیشن کے ذمہ دارانہ کردار، مدبرانہ فعالیت، مجاہدین کی بے دریغ قربانیوں اور نصرت الٰہی کے سائے میں اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ دنیا کی جابرانہ قوتوں کے خلاف جہادی سلسلہ اچھے طریقے سے جاری رکھیں۔ عسکری کمیشن کی دیگر فعال کارکردگیوں کے علاوہ ایک اہم کارکردگی ملک کے تمام علاقوں اور صوبوں میں خصوصی وفود کا بھیجنا، جہادی محاذوں کی سخت نگرانی، رسد کی فراہمی اور ان کی رہنمائی کرنا ہے جس کا انتہائی اچھا اور واضح نتیجہ سامنے آیا ہے۔

ثقافتی اور نشریاتی میدان :

2012 کا سال امارت اسلامیہ کے لیے مطبوعات اور ابلاغیات کے حوالے سے کامیابیوں سے بھرپور سال تھا۔ اس سال کے دوران امارت اسلامیہ کے ثقافتی کمیشن نے 60 شقوں پر مشتمل اپنے طے کردہ سالانہ ہدف میں کامیابی ظاہر کی۔ واضح رہے یہ ہدف سال 2012ء کے لیے متعین کیا گیا تھا جس میں اللہ کے فضل سے کامیابی ہوئی۔

معمول کی سرگرمی اور کارکردگی کے علاوہ انکشافات اور ایکسکلوسیو مواد کی فراہمی واضح اور نقد کامیابی ہے۔ امارت اسلامیہ کے ابلاغی ترجمان، انٹرنیٹ، پریس مطبوعات، چینل، ویڈیو، آن لائن ریڈیو، تالیف و ترجمہ، تاریخ نگاری، ٹیلیفون پیغامات، اشاعت اور معاملات کی ادارت سمیت تمام شعبوں میں ثقافتی کمیشن کی کارروائیاں پوری نظم وضبط اور کسی واضح رکاوٹ اور مسائل کے بغیر جاری رہیں۔

ان تمام شعبوں میں اگرچہ مشکلات اور مسائل کا سامنا رہا مگر ثقافتی مجاہدین کے اخلاص اور انتھک محنتوں نے بہرحال یہ ممکن بنائے رکھا کہ اپنی کارروائیاں جاری رکھیں۔

معمول کی پریس مطبوعات {الصمود، سرک، شہامت، اور مورچل کے ماہنامہ مجلوں} کے علاوہ گذشتہ سال ثقافتی کمیشن نے ماہنامہ "شریعت" کے نام سے ایک مجلے کا آغاز کیا۔ جو بحمداللہ تعالیٰ تاحال ہر مہینے بلاکسی وقفے کے شائع رہا ہے۔ الصمود، سرک، شہامت اور مورچل کے رسائل ماضی کی بہ نسبت اچھے لے آوٹ، ڈیزائن اور صحافتی اصولوں سے مزین بلاناغہ اپنے شائقین تک پہنچتے رہے۔ ان رسائل میں نہ صرف ملکی اہم مسائل اور جہادی سلسلے نشر ہوتے رہے بلکہ علمی، معلوماتی، ادبی اور قارئین کی دلچسپی کے لیے قابل التفات سلسلے جاری ہیں۔

عام حالات میں جس طرح ایک مجلے کی اشاعت کو پابندی سے جاری رکھنا انتہائی مشکل کام ہوتا ہے تو بدلتے اور نامساعد حالات میں پانچ ماہنامہ مجلے کامیابی سے جاری رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ثقافتی کمیشن کے شعبہ پریس مطبوعات کے ذمہ داران نے کتنے مشکل کام کا بیڑہ اٹھا رکھا ہے۔ انہوں نے پیشہ ورانہ مہارت اور اخلاص کی برکت سے بڑی اہم کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ اسی طرح گذشتہ سال شعبہ تالیف و ترجمہ نے چند کتابیں شائع کی ہیں، عنقریب اور بھی کچھ کتابیں چھپ کر منظر عام پر آجائیں گی۔ شعبہ تاریخ نے افرادی قوت کی کمی کے باوجود امارت اسلامیہ کی تاریخ لکھنے کے لیے قابل توجہ اور اہم خام مواد اور معلومات جمع کی ہیں۔

اسی طرح گذشتہ گیارہ سالہ جہادی واقعات کا مختصر تذکرہ بھی کتابی شکل میں جمع کیا ہے جو عنقریب چھپ کر منظر عام پر آجائے گا۔ انٹرنیٹ کے حوالے سے پانچ زبانوں میں الامارہ ویب سائٹ [جو اسلام، مجلے، ویڈیوز، ترانے، اور الصمود پر مشتمل ہے اس لحاظ سے مجموعی طور پر کل 10 ویب سائٹس ہیں]۔ کی مسلسل فعالی بڑی کامیابیوں میں سے ایک ہے۔ اس لیے کہ گذشتہ سال دشمن نے اپنی ساری کوششیں آزما کر دیکھ لیں، مختلف حربوں، حملوں اور مختلف وسائل کا استعمال کر کے دشمن نے کوشش کی کہ الامارہ ویب سائٹ مکمل طور پر بند کردے مگر تیکنیکی ساتھیوں کی انتھک محنت اور پیشہ ورانہ مہارت کے باعث اللہ تعالیٰ نے دشمن کی ساری تدبیریں ناکام کردیں۔ اور الامارہ ویب سائٹ ان تمام آزمائشوں سے کامیاب ہو کر نکلی۔ ویب سائٹ چلانے اور ترجمانی کے حوالے سے ساتھیوں کو کن مشکلات کا سامنا رہا اور دشمن کی یلغار کے خلاف ساتھیوں نے کیسی استقامت کا مظاہرہ کیا اس پر تفصیلی کلام بعد میں کریں گے۔

گذشتہ سال الامارہ ویب سائٹ میں پانچوں زبانوں کے خبری شعبے میں کام کرنے والے ساتھیوں کی ذمہ دارانہ کارکردگی نشریاتی حوالے سے اہم کامیابی تھی۔

> اس سلسلے میں امارت اسلامیہ کے چند سیاسی نمائندے بھی قطر کے دارالحکومت دوحہ پہنچ گئے ہیں۔ یہ اقدام عالمی سطح پر سیاسی اور ذرائع ابلاغ کے حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ اسے مجاہدین کی ایک بڑی کامیابی قرار دی گئی۔ کیوں کہ اس طرح طالبان ایک سیاسی دفتر اور مذاکرات کے لیے ایک آزاد ایڈریس حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ امارت اسلامیہ عالمی سیاسی حصار سے نکلنے میں کامیاب ہوگئی۔ اسے خود براہ راست پوری دنیا میں اپنے ارادتمندوں سے مخاطب ہونے اور حقائق کا برملا اظہار کر کے دشمن کے جھوٹے پروپیگنڈے کی تردید کرنے کا موقع مل گیا۔

بیدار مغز اور فعال خبر نویسوں نے سال بھر روزانہ کی بنیاد پر جہادی کارروائیوں کے ہم قدم رہتے ہوئے اپنا نشریاتی سفر جاری رکھا۔ ہر جہادی حملے کی اطلاعات کم سے کم وقت میں پانچ زبانوں میں دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتے رہے۔ ویب سائٹ کے حوالے سے نسبتاً جدید پروگراموں میں الامارہ کی نئی ویب سائٹ اہم کامیابی تھی۔ ڈیزائن اور سابقہ مواد کی اپلوڈنگ کا سارا کام گزشتہ سال مکمل ہو گیا ہے اور عنقریب موجودہ ویب سائٹ کی جگہ لائن پر آجائے گی۔

انٹرنیٹ کے شعبے میں ایک اور کامیابی سوشل ویب سائٹس پر موثر اور فعال کارکردگی تھی۔ فیس بک کے علاوہ ٹویٹر پر ساتھیوں نے انتہائی اہم کارکردگی دکھائی۔ ذبیح اللہ مجاہد، قاری یوسف احمدی، الامارہ ویب، طارق غزنیوال، عبدالقہار بلخی اور خراسانی کے ناموں سے مشہور اکاونٹس کے علاوہ دیگر کئی ناموں سے پانچ زبانوں {اردو، پشتو، فارسی، عربی، انگلش} میں ٹویٹر پر سرگرمیاں جاری رہیں۔ یہی وجہ تھی کہ بڑے امریکی عہدیداروں نے مجبور ہو کر ٹویٹر پر دباو ڈالا کہ وہ طالبان کے اکاونٹس بند کردیں۔ 30 اگست 2012ء کو امریکی ویب سائٹ یو ایس اے ٹوڈے نے لکھا کہ امریکی فوج کے سربراہوں نے ٹویٹر ویب سائٹ سے مطالبہ کیا ہے کہ طالبان کے اکاونٹ بند کردیں۔ اس لیے کہ وہ ان اکاونٹس پر اپنی کامیابیوں کی رپورٹیں نشر کرتے ہیں اور اس کے تدارک کے لیے ضروری ہے کہ ان اکاونٹس کو بند کردیا جائے۔ 25 دسمبر 2012ء کو ٹیلیگراف ویب سائٹ نے لکھا کہ امریکی سینیٹ میں داخلی سیکیورٹی کمیٹی کے سربراہ نے ٹویٹر سے مطالبہ کیا ہے کہ طالبان کے اکاونٹس بند کردیں۔ اس لیے کہ بقول ان کے ان ذرائع سے اپنی کارروائیوں کی بااعتماد خبریں نشر کرتے ہیں۔

ویڈیو کے شعبے میں امارت اسلامیہ کے الامارہ، المعجزہ اور منبع الجہاد سٹوڈیوز نے گزشتہ سال بہت سی ویڈیوز نشر کیں جن میں سے کچھ ویڈیوز نے دیگر زبانوں میں ترجمہ ہو کر عالمی شہرت حاصل کی۔ ان ویڈیوز میں مجاہدین کے حملوں، شہروں میں ہونے والے فدائی حملوں، مورچہ بند حملوں، دشمن کے مظالم اور دشمن کی صفوں میں اندرونی حملوں اور دیگر کارناموں کے متعلق دلچسپ ویڈیوز شامل ہیں۔ جنہیں ثقافتی کمیشن کے ویڈیو کے شعبے کے کارکن انتہائی سرعت اور پیشہ ورانہ طریقے سے شائقین تک پہنچاتے ہیں۔

اس کے علاوہ میسج خبروں کے حوالے سے گزشتہ سال کی بہ نسبت زیادہ پیش رفت سامنے آئی۔ افغانستان اور خطے کے ہزاروں افغانوں کے ٹیلفون نمبر خبروں کی لسٹ میں شامل ہو گئے ہیں۔

جس طرح گزشتہ سالوں میں ثقافتی کمیشن کی نشریات میں مختلف مشکلات موجود تھیں، اس سال اس حوالے سے قابل توجہ اصلاحی اقدامات اٹھائے گئے اور مشکلات کا خاتمہ ہو گیا۔

انٹرنیٹ حملے ، اور اس کے خلاف مزاحمت:

2012ء کا سال ایک طرف امارت اسلامیہ کی آن لائن نشریات پر دشمن کے جاسوس اداروں، اجرتی ہیکرز، اور متعصب سائبر ڈاکوؤں کے حملوں کا سال تھا۔ دوسری طرف امارت اسلامیہ کے ترجمان اداروں کی راہ میں دشمن انتہائی سخت مشکلات پیدا کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ داخلی وعالمی میڈیا پر حکومتی دباو کا گراف سب سے بلند ترین سطح پر پہنچ گیا تھا۔

امارت اسلامیہ کے ترجمان قاری محمد یوسف احمدی اور ذبیح اللہ مجاہد کہتے ہیں گزشتہ سال کئی بار ان کے نمبروں کا غلط استعمال کیا گیا۔ وہ اس طرح کہ ان کو خبر بھی نہ ہوتی اور ان کے نمبر سے صحافیوں کو غلط پیغامات پہنچائے گئے ہوتے۔ ان پیغامات میں دشمن کی جانب سے لکھا گیا ہوتا کہ مجاہدین کی قیادت چاہتی ہے کہ اب فائر بندی کی جائے۔ اور یا یہ کہ وہ مجاہدین سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ کارروائیاں کم کردیں۔ اور اس طرح کی دیگر بے بنیاد باتیں۔ اس طرح کے مسلسل واقعات کے بعد امارت اسلامیہ کے ترجمانوں نے مجبور ہو کر صحافیوں سے کہا کہ اب مسیجز کے ذریعے ان کو صرف روزمرہ کی خبروں کی اطلاعات دی جائیں گی۔ اعلامیے اور موقف کی وضاحت وغیرہ بڑی خبریں ای میل کے ذریعے پہنچائی جائیں گی اور یا سائٹ پر دی جائیں گی۔ اسی طرح ترجمانوں نے کچھ صحافیوں کے ساتھ مسیجز میں مخصوص کوڈ متعین کر کے کام کرنا شروع کیا۔ تاکہ وہ صحافی مخصوص کوڈ کے ذریعے اصلی اور جعلی میسجز کی پہچان کر سکیں۔ پھر دشمن کی ان چالوں کا صحافیوں کو بھی ادراک ہو گیا۔ بالآخر مایوس ہو کر دشمن نے یہ سلسلہ ترک کردیا۔

امارت اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد کا کہنا ہے کہ دشمن کی ایک اور چال یہ تھی کہ ترجمانوں کے نمبرز کو مصروف رکھیں، تاکہ وہ صحافیوں سے رابطہ نہ کر سکیں۔ اس لیے وہ ترجمانوں کے نمبروں پر مسلسل رنگ کرتے رہتے۔ ایک رنگ کے ختم ہوتے ہی دوسرے نمبر سے رنگ آنا شروع ہو جاتی۔ یہ سلسلہ جولائی کے پورے مہینے میں جاری رہا۔ کسی بڑے واقعے کے وقت اس سلسلے میں اور بھی تیزی آجاتی۔ آخرکار اس کا یہ حل نکالا گیا کہ ترجمان نے ایک کی جگہ کئی کئی نمبروں کا استعمال کرنا شروع کیا۔ دشمن جس نمبر کو ہدف بناتا ترجمان اس کی جگہ دوسرے نمبر سے ذرائع ابلاغ سے رابطہ کرتا، جب اس دوسرے نمبر کی دشمن کو خبر ہو جاتی ترجمان واپس پچھلے نمبر کا استعمال شروع کرتا۔ اس طرح جب ان کی چالیں بے کار گئیں، اور ترجمان کا مستعمل نمبر ڈھونڈنا ان کو ایک کار بے کار نظر آیا تو انہوں نے اس کام سے ہاتھ اٹھالئے یوں ان کی یہ چال بھی ناکامی کا شکار ہو گئی۔

جناب ذبیح اللہ مجاہد صاحب کے مطابق گزشتہ سال ملکی اور عالمی سطح پر افغانستان کے حالات اور واقعات کے بارے میں ذرائع ابلاغ پر امریکی اور حکومتی کنٹرول اور سختیاں ماضی کی بہ نسبت بہت زیادہ تھیں۔ صحافیوں کو خبر نشر کرنے کی اجازت

اس وقت تک نہ تھی جب تک اس پر خارجی اور داخلی حکام کی رائے معلوم نہ کی جائے۔ اس حوالے سے پکتیا، لوگر اور دیگر ایسے کئی علاقوں میں ایسا بھی ہوا کہ علاقائی صحافیوں نے مختلف واقعات اور امریکی نقصانات کا خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا اور امریکی نقصانات کی تصویریں بھی اتاریں لیکن چونکہ اوپر سے نشر کی اجازت نہیں تھی اس لیے حقائق یوں ہی پردہ میں رہ گئے۔ اسی طرح گزشتہ سال کچھ دشمن کے اجیر ملکی وعالمی ذرائع ابلاغ نے امارت اسلامیہ کے نمائندوں کی جعلی اور جھوٹی انٹرویوز بھی نشر کیے۔ اس سلسلے میں ڈیلی بیسٹ اور کابل سے چھپنے والے روزنامہ خدمتگار کے جھوٹ قابل ذکر ہیں۔ دشمن کے اس طرح کے پروپیگنڈوں کے مقابلے میں مجاہدین پوری طرح بیدار رہے اور ان کی ہر سازش اور جھوٹ کو بہت جلد افشاء اور رسوا کر ڈالا۔

گزشتہ سال دشمن نے امارت اسلامیہ کی ویب پیج الامارہ سائٹ پر حملے کر کے صحافتی اخلاق کی خلاف ورزی اور آزادی اظہار رائے کے بنیادی حقوق کی مخالفت کا ارتکاب کیا۔ پیج کے تیکنیکی امور کے ذمہ دار ڈاکٹر غزنیوال کہتے ہیں سال کے دوران اوسطا روزانہ ایک مرتبہ الامارہ کی ویب سائٹ پر ایک مرتبہ حملہ ہوا۔ ایسا بھی ہوا کہ ایک دن میں کئی کئی بار حملے کیے گئے اور پیج کی خرابی کی کوشش کی گئی۔

ان مسلسل حملوں کی وجہ سے الامارہ ویب سائٹ کے ذمہ داران اس بات پر مجبور تھے کہ مسلسل سائٹ کی نگرانی کریں اور اس کی حفاظت کے لیے بیدار رہیں۔ تیکنیکی ذمہ داران روزانہ کی بنیاد پر مواد کی حفاظت کے لیے مواد کا بیک اپ لیتے رہے، احتیاطی سرورز کی موجودگی یقینی بناتے رہے اور حملوں سے حفاظت کے لیے جدید ترین اور مہنگے ترین پروگرام بروئے کار لاتے رہے۔

خلاصہ یہ کہ سائٹ کے تیکنیکی ذمہ داران کی ہر طرح سے کوشش رہی کہ سائٹ کو آئن لائن رکھنے میں کامیاب رہیں۔ لیکن چونکہ دشمن کے حملے انتہائی شدید تھے اور پیشہ ور مہارتوں کو بروئے کار لا کر کیے گئے تھے اس لیے ایسا بھی ہوتا رہا کہ کبھی کبھار چند لمحوں کے لیے ویب سائٹ بند بھی رہی۔

الامارہ ویب سائٹ کے تیکنیکی حملے معمولی ہیکرز کے عام سے حملے نہیں تھے بلکہ باقاعدہ امریکی انٹیلی جنس ادارے [CIA] کی جانب سے ترتیب دیے گئے بڑی سطح کے منظم حملے تھے۔ ان حملوں میں ایسا بھی ہوا کہ 12 ہزار آئی پیز کا بیک وقت استعمال کر کے حملہ کیا گیا۔ ہزاروں کی تعداد میں مخصوص کمپیوٹرز کے ذریعے اس بات کی کوشش کی گئی کہ پیج کو بھاری بھر کم بنا دیا جائے تاکہ دوسرا کوئی اسے کھول نہ سکے۔ ظاہر سی بات ہے کہ ایک ویب پیج کے خلاف اتنی بڑی سطح کے حملے عام ہیکرز کے بس سے باہر ہیں۔

الامارہ ویب سائٹ کے ذمہ داران کا کہنا ہے کہ اس سلسلے میں نہ صرف حملے ہوئے بلکہ امریکی انٹیلی جنس اور دفاعی اداروں کی جانب سے ان کمپنیوں کو بھی دھمکایا گیا جنہوں نے باقاعدہ قیمت لے کر الامارہ ویب سائٹ کو جگہ دی۔ اس سلسلے میں کینیڈا، امریکا، ہسپانیہ، سویڈن اور دیگر کئی ممالک میں انٹرنیٹ کمپنیوں کو مجبور کیا گیا کہ وہ الامارہ کو جگہ دینے سے دستبردار ہو جائیں۔ ان کمپنیوں کو کئی بار بند کرنے اور سخت سزائیں دینے کی دھمکی دی گئی ہے۔

جس طرح عسکری شعبے میں جاری جنگ انتہائی غیر متوازن ہے پھر بھی فتح نصیب مجاہدین کی ہے آن لائن جنگ کی بھی بالکل یہی صورتحال ہے۔ الامارہ ویب سائٹ کے خلاف دنیا کے سب سے بڑے پیشہ ور مہارت رکھنے والے ہیکرز اور تخریبی گروپس ہر طرح کی افراد و تیکنیکی قوت، جدید ترین ٹیکنالوجی اور جدید ترین وسائل سے مصروف عمل ہیں۔ مگر اس کے مقابلے میں مجاہدین کی افرادی قوت نسبتا کم اور وسائل محدود ہیں، لیکن پھر بھی اللہ تعالی کی نصرت کی برکت سے مجاہدین کے لیے اپنی آن لائن کارروائیوں کا جاری وساری رکھنا ممکن ہوا ہے۔

سیاسی اور سفارتی میدان:

گزشتہ چند سالوں میں کچھ لوگ یہ اعتراض کرتے تھے کہ امارت اسلامیہ افغانستان فوجی میدان میں تو منزل بہ منزل فتح کے جھنڈے گاڑھ رہی ہے مگر اس کی سیاسی اور سفارتی کوششیں عسکری کوششوں کے ہم قدم نہیں ہیں۔ حالانکہ یہ امر واضح ہے کہ گزشتہ دہائی میں اس بحران کا باعث امارت اسلامیہ کی کمزوری نہیں بلکہ وہ ناسازگار حالات تھے جس نے امارت اسلامیہ کو سفارتی سٹیجوں پر ظاہر ہونے کا موقع ہی فراہم نہیں کیا۔

یک قطبی دنیا کے سب بڑے اور مغرور ترین عالمگیر حکمران {امریکا} کے ساتھ امارت اسلامیہ کا جھگڑا ایسے وقت میں شروع ہوا جب اس کی اقتصادی اور عسکری ترقی کا گراف اپنی تاریخ کی سب سے بلند ترین سطح پر پہنچ گیا تھا۔ امریکا اپنے حریف {امارت اسلامیہ} کے لیے کسی سیاسی حیثیت اور رسمی طور پر سیاسی مقام کا قائل نہ تھا۔ عالمی سیاست پر امریکا کے اس غاصبانہ قبضے کے باوصف مجاہدین کے لیے یہ ممکن نہ تھا کہ آسانی سے اپنی جہادی کوششوں کے ساتھ حالات اور ضرورتوں کے مطابق سیاسی جہاد پر بھی توجہ دے سکیں۔

لیکن حالیہ چند سالوں میں جہاد کی برکت سے امریکی قطب کی عالمی حکمرانی کی برف جس سطح تک پگھلتی جارہی ہے اور اس کی طاقتور ساکھ کا جس حد تک خاتمہ ہو رہا ہے اتنا ہی امارت اسلامیہ کی فوجی اور سیاسی موقف میں مضبوطی اور ترقی پیدا ہوتی جارہی ہے۔ اب عالمی اور علاقائی حالات بالآخر اس حد تک ہموار ہو گئے کہ امارت اسلامیہ اپنے عسکری جہاد کی برکت سے سیاسی سٹیج تک پہنچ گئی۔

امارت اسلامیہ کی سیاسی کمیشن نے روزانہ کی بنیاد پر مختلف سیاسی حالات وواقعات کے متعلق اپنے موقف کی وضاحت اور اعلامیوں کے اجراء کے ساتھ ساتھ ایک

اور فعال کردار ادا کیا۔ 3 جنوری 2012ء کو امارت اسلامیہ کے سیاسی کمیشن نے اعلان کیا کہ امارت اسلامیہ قطر حکومت کے ساتھ ایک معاہدہ کرنے میں کامیاب ہو گئی ہے جس کی رو سے یہ اسلامی ملک امارت اسلامیہ کے سیاسی نمائندوں کو فعالیت کی اجازت دے گا۔

اس سلسلے میں امارت اسلامیہ کے چند سیاسی نمائندے بھی قطر کے دارالحکومت دوحہ پہنچ گئے ہیں۔ یہ اقدام عالمی سطح پر سیاسی اور ذرائع ابلاغ کے حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ اسے مجاہدین کی ایک بڑی کامیابی قرار دی گئی۔ کیوں کہ اس طرح طالبان ایک سیاسی دفتر اور مذاکرات کے لیے ایک آزاد ایڈریس حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ امارت اسلامیہ عالمی سیاسی حصار سے نکلنے میں کامیاب ہو گئی۔ اسے خود براہ راست پوری دنیا میں اپنے ارادتمندوں سے مخاطب ہونے اور حقائق کا برملا اظہار کر کے دشمن کے جھوٹے پروپیگنڈے کی تردید کرنے کا موقع مل گیا۔

سیاسی پیش رفت کے سلسلے میں اب تک ایک مرتبہ امارت اسلامیہ کے نمائندے قاری دین محمد حنیف نے 27 جون کو جاپان کی دوشیشا یونیورسٹی میں ایک کانفرنس میں امارت اسلامیہ کا اصولی موقف دنیا والوں کے سامنے واضح کیا۔ پھر 21 دسمبر کو فرانس کے شہر شانٹیلی میں امارت اسلامیہ کے سیاسی کمیشن کے ارکان شہاب الدین دلاور اور ڈاکٹر محمد نعیم نے ایک کانفرنس میں شرکت کر کے امارت اسلامیہ کا موقف اور داعیہ واضح کیا۔

امارت اسلامیہ کے واضح و فعال سیاسی کردار اور سیاسی تعلقات نے ان تمام منفی پروپیگنڈوں پر پانی پھیر دیا جو جارحیت پسند دشمنوں کی جانب سے گزشتہ عشرے میں امارت اسلامیہ کے خلاف وقتاً فوقتاً ہوتے رہے۔ انہیں سفارتی کوششوں کی وجہ سے عالمی دنیا کے لوگوں، شخصیات، عوام اور کچھ حکومتوں کے ساتھ دو طرفہ افہام و تفہیم کا راستہ بھی ہموار ہوا ہے۔ امارت اسلامیہ کے نمائندوں کو عالمی سطح پر سفر کرنے اور اپنی سفارتی ذمہ داریاں نبھانے کا موقع میسر ہوا ہے۔ امارت اسلامیہ کے ارکان چند اہم شخصیات پاکستان کی جیلوں سے آزاد ہوئی ہیں اور دیگر قیدیوں کی رہائی کی بھی امید ہے۔

دعوت وارشاد کا میدان :

امارت اسلامیہ کی تشکیلات میں دعوت وارشاد اور جلب وجذب کمیشن کے نام سے اگرچہ دعوت وارشاد کا شعبہ پہلے سے موجود تھا لیکن 2012ء کے آغاز کے ساتھ ہی کمیشن نے اپنی تشکیلات، اختیارات اور عملی پروگراموں کو نئی شکل دے دی۔ عالیقدر امیر المومنین کے فرمان کے مطابق دعوت وارشاد کمیشن کو ایک اہم ذمہ داری سونپی گئی کہ دشمن کی صفوں میں موجود افراد، فوج، پولیس اور دیگر چھوٹے بڑے مراتب پر فائز لوگوں کو اپنی دعوت پہنچائیں اور انہیں کفار کی ہمراہی سے الگ کر دیں۔ اسی لیے دعوت وارشاد کمیشن نے افغانستان کے 34 صوبوں میں صوبائی اور اضلاع کی سطح پر اپنے نمائندے متعین کر لیے۔ اس طرح دعوت کمیشن نے انتہائی موثر طریقے سے اپنے کاموں کا آغاز کیا۔ چند ماہ ہی میں بڑی بڑی کامیابیاں حاصل ہونے لگی ہیں اور کئی ایسے افراد جو پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر دشمن کی صف میں کھڑے تھے اس بات پر آمادہ ہو گئے کہ دشمن کی صف سے نکل آئیں اور مجاہدین سے اپنے تعلق کا اعلان کریں۔

دعوت وارشاد کمیشن کی افغانستان کی سطح پر عملی کارروائیوں کے لیے دو جہتیں متعین کی ہیں۔ ایک طرف افغانستان کے جنوب مشرقی، مشرقی، مرکزی، شمال مشرقی اور شمالی صوبے ہیں۔ دوسری طرف افغانستان کے جنوبی، مغربی، اور شمال مغربی صوبے ہیں۔ جنوبی و مغربی صوبوں میں دعوت وارشاد کمیشن کے ذمہ داروں نے اپنی کامیابیوں کے حوالے سے ایک رپورٹ میں کہا ہے کہ:

صرف اس جانب کے 13 صوبوں میں گزشتہ چند مہینوں میں 1710 افراد دشمن کی صف سے نکلے ہیں جن میں اکثریت فوجیوں کی ہے۔ اسی طرح اس دعوتی سلسلے میں دشمن کی صفوں سے نکلے ہوئے افراد نے مجموعی طور پر 854 کی تعداد میں اسلحہ، 14 فوجی گاڑیاں اور 27 موٹر سائیکلیں بھی مجاہدین کے حوالے کیے ہیں

یہ صرف 13 صوبوں میں چند مہینوں قبل کی صورتحال ہے۔ اگر پورے افغانستان کی سطح پر دشمن کی صفوں سے الگ ہونے والے افراد کے تحقیقی اعداد وشمار میسر ہو جائیں تو شاید یہ تعداد ہزاروں تک پہنچ جائے۔ دعوت وارشاد کمیشن مختلف ذرائع سے کوششیں کر رہی ہے کہ خارجی دشمن کی صفوں میں موجود افراد تک اپنا پیغام پہنچا دیں۔ 2012 دعوت وارشاد کمیشن کا پہلا سال تھا اور اس میں بہت سی بڑی کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ امید ہے کہ مستقبل میں یہ سلسلہ اور بھی مضبوط اور وسیع ہو گا اور ان شاء اللہ اسی ذریعے سے کامیابی کی جانب جاری جہادی سفر اور بھی مختصر اور آسان ہو جائے گا۔

دعوت وارشاد کمیشن کی دوسری فعال کارکردگی علماء کرام، مشائخ، عوامی رہنما، بڑی عمر کے افراد سے ملاقاتیں، مشورے اور گفتگو ہے۔ اس حوالے سے بھی دعوت کمیشن نے انتہائی اہم کوششیں کی ہیں اور ملک کی سطح پر بہت سے بااثر افراد، شخصیات اور علماء کو اپنا ہم نوا بنالیا ہے۔ مجاہدین کے لیے مرتب کیے گئے تربیتی پروگراموں نے جہادی صفوں کی بہتری میں انتہائی اہم کردار ادا کیا ہے، اس طرح سے مجاہدین کی عسکری تربیت کے ساتھ فکری تربیت بھی ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ دعوت وارشاد کمیشن کی گزشتہ سال کی کارکردگی انتہائی متاثر کن تھی جس سے امارت اسلامیہ کے جہادی تحریک کو انتہائی قابل توجہ کامیابیاں اور قوت ملی ہے۔

◈◈◈

میڈیا پر جھوٹا پروپیگنڈہ دشمن کی ناکام کوشش ہے

سید سعید

آج جبکہ دشمن میدان جنگ میں اپنی فوجی طاقت اور صلاحیت کھو چکا ہے تو وہ میڈیائی پروپیگنڈے پر زور دے رہا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ شلاذ جنگ میں کھوئی ہوئی ساکھ اس راستے سے دوبارہ حاصل کر سکیں۔ لیکن انہیں اس میدان میں بھی میدان جنگ کی طرح شکست کا سامنا ہے۔ حملہ آور کبھی کبھار اپنی عوام اور عالم جہاں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے ایسے فرضی اور خیالی افسانے تراش کر میڈیا پر اچھال دیتے ہیں تاکہ حقیقت کی دنیا میں چاندی کی تالی حاصل کر سکیں۔ ذیل کے سطور میں ہم دشمن کے میڈیائی پروپیگنڈے یا تبلیغاتی پروگرام پر ایک مختصر نظر ڈالتے ہیں:

مجاہدین کے سرنڈر ہونے کے جھوٹے دعوے:

حملہ آور فوجوں اور کابل انتظامیہ کی جانب سے مجاہدین کے سرنڈر ہونے کے جھوٹے دعوے کئے جا رہے ہیں۔ وہ میڈیا کے سامنے کچھ ایسے افراد جن کے چہرے چھپائے گئے ہوتے ہیں، پیش کر کے یہ تاثر قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ مجاہدین کی جانب سے فلاں صوبے کا گورنر، منتظم اعلیٰ فوجی جنرل اور دیگر دسیوں طالبان سمیت حکومت میں شامل ہو گئے ہیں۔ امارت اسلامیہ وقتاً فوقتاً اس کو گرتے سنبھلتے حملہ آور اور کابلی ادارے کا ڈرامہ قرار دیتی ہے جس کا مقصد صرف اپنی فوج کو تسلی دینا ہے۔ مبصرین بھی مجاہدین کے سرنڈر ہونے کی خبروں کو حملہ آوروں کے موجودہ نفسیاتی جنگ کا ایک حصہ قرار دیتے ہیں۔ حقیقت میں بھی مجاہدین گذشتہ گیارہ سال سے بہت پیچیدہ اور سنگین حالات میں دشمن سے نبرد آزما ہیں۔ مختلف قسم کی مشکلات کا سامنا کیا ہے تو پھر کیسے اس دشمن کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتے ہیں جس کی چیخ و پکار دنیا سن رہی ہے۔ اسی تسلسل کے پیش نظر ماہ دسمبر میں ایک مزاحیہ واقعے کا میڈیا پر انعکاس ہوا، واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ صوبہ قندھار کے جاسوسی ادارے میں مجاہدین کے تسلیمی پروگرام کے لیے صحافیوں کو بھی دعوت دی گئی تھی۔ مذکورہ پروگرام میں قندھار کے معاون گورنر قدیم پتیال اور امن کمیٹی کے سربراہ عطا محمد احمدی نے تیرہ افراد جن کے چہرے چھپائے ہوئے تھے صحافیوں کے سامنے پیش کیے اور کہا کہ یہ افراد دہشت گردی میں ملوث تھے اور اب ہتھیار ڈال کر امن کمیٹی کے ساتھ مل گئے ہیں۔ لیکن تسلیم شدہ افراد نے انتظامیہ کی خبر مسترد کرتے ہوئے صحافیوں سے کہا کہ وہ عام لوگ ہیں اور اپنے قیدی رشتہ داروں سے ملنے آئے تھے لیکن انتظامیہ ہمیں یہاں لے آئی اور آپ کے سامنے تسلیم شدہ افراد کے طور پر پیش کیا۔ نہ ہم مسلح مجاہدین ہیں اور نہ ہی حکومت کی مخالفت کرتے ہیں۔ اس رسوائی کے بعد امن کمیٹی کے سربراہ احمدی نے کہا کہ یہ تیسرے درجے کے مخالفین ہیں، بہت پہلے یہ حکومت کی مخالفت کر رہے تھے۔ کافی عرصہ ہو گیا ہے کہ انہوں نے بغاوت چھوڑ دی ہے۔

ایسے ہی بیشتر صوبوں میں مجاہدین کے تسلیم ہونے کے کافی پروگرام منعقد کرتے ہیں کیونکہ اس قسم کے پروپیگنڈوں سے ایک تو انکی صوبائی امن کمیٹیاں، پولیس اور خفیہ اداروں کے سربراہان اور جنگی گروہوں کی ساکھ کو تقویت ملتی ہے اور دوسری جانب لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی بے جا امید کرتے ہیں۔ گویا مجاہدین تسلیم ہو رہے ہیں اور کٹھ پتلی حکومت روز بروز مستحکم رہی ہے۔

قومی ملیشا کو عوامی لہر کا نام دینا:

گذشتہ کچھ عرصے سے حملہ آور ملک کے مختلف علاقوں میں گذشتہ ڈی ڈی آر پولیس، منشیات کے عادی اور جرائم میں ملوث افراد کو اسلحہ دیکر مجاہدین کے مقابلے اکسا رہے ہیں اور تاحال یہ سلسلہ بدستور جاری ہے۔ امسال اسی سلسلے کے ایک گروپ نے غزنی کے علاقے شلگر میں خود کو عوامی لہر کا نام دیا۔ اسی لہر کو طول دیکر میڈیا نے غیر معمولی اہمیت دی۔ کچھ سادہ لوح اور زر خرید لکھاریوں نے بھی ان کے حق میں قلم اٹھا کر صفحات کو سیاہ کرتے ہوئے یہ تاثر دیا کہ یہ لہر جلد از جلد ملک کے کونے کونے تک پھیل جائے گی اور ہر طرف حکومت کے جھنڈے گاڑ دے گی۔ کچھ عرصہ بعد قندھار، بادغیس، لغمان اور چند دیگر علاقوں میں اس لہر کی تشہیری مہم چلانے کے ساتھ ساتھ میڈیا پر بھی اس کے متعلق کافی خبریں شائع کی گئیں۔ مجاہدین پہلے دن سے کہہ رہے تھے کہ یہ کوئی مقبولیت نہیں ہے بلکہ یہ بدنام زمانہ قومی ملیشیا ہے، حملہ آور ان کے مالی اور عسکری معاونت کر رہے ہیں۔ ان کے لیے پلان مرتب کر رہے ہیں اور ان کی ہر قسم مدد کر رہے ہیں۔ ان کے آقاؤں کی طاقت دم توڑ چکی ہے یہ بھی جلد واپس اپنے سابق خانوں میں چلے جائیں گے۔ حقیقت میں بھی ملک مختلف علاقوں میں قومی ملیشیا (عوامی لہر کے دعویدار) ختم ہونے کے ہم گواہ ہیں۔ کچھ مجاہدین کے گولیوں کا نشانہ بنے، کچھ آپس کی لڑائی جھگڑوں میں مر رہے ہیں اور باقی با احساس عقلمند نوجوانوں نے توبہ کر کے مجاہدین کا ساتھ اختیار کیا ہے۔ جس کی ایک واضح ثبوت یہ ہے کہ گزشتہ دنوں صوبہ بادغیس میں ساٹھ محلی پولیس جو ہر قسم کے جدید اسلحے سے لیس تھے تسلیم ہو کر مجاہدین کی صفوں میں داخل ہو گئے۔

راستوں اور پبلک مقامات میں دھماکے کر کے مجاہدین کو موردالزام ٹھہرانا:

نہتے عوام، خواتین اور معصوم بچوں کو قتل کرنے والے غاصبوں کو بے رحم بمباریوں، آپریشنوں اور اجتماعی غارت گری سے ابھی تک دلی سکون نہیں ملا ہے، راستوں، شاہراہوں، تفریحی اور پبلک مقامات، سکولوں، مسجدوں اور عام جگہوں

میں بم دھماکے کرنااور دھماکہ خیز مواد رکھنا ان کا مشغلہ ہے۔ عام لوگوں اور بالخصوص سواریوں کو نشانہ بنا کر مورد الزام مجاہدین کو ٹھراتے ہیں۔ جن کے چند مستند مثالیں درج ذیل ہیں۔

میڈیا نے 16 اگست 2008 میں ایک حیران کن خبر شائع کی جس سے صلیبی ٹولے کے خونخوار فوجیوں کے چھپے اور فریبی چہرے دنیا کے سامنے عیاں اور رسوا ہو گئے جس کے مطابق صوبہ قندہار کے ضلع سپین بولدک میں عینی شاہدین نے مقامی صحافیوں کو بتایا کہ گذشتہ رات بولدک کے جانوروں کے خرید و فروخت کے بازار میں خفیہ طور پر کچھ گاڑیوں میں امریکی اہلکار آئے اور پھر انہوں نے مذکورہ بازار کے اس حصے میں جہاں صبح کے وقت لوگوں کا ہجوم ہوتا ہے 8 گڑھے کھود کر بارودی مواد نصب کئے۔ بازار کا چوکیدار جو ایک عمارت کی چھت پر موجود تھا امریکی فوجیوں کے اس بھیانک حرکت کو دیکھ رہا تھا جب امریکی اہلکار چلے گئے تو اس نے تاجروں اور انتظامیہ کو مطلع کیا۔ صبح جب لوگ خرید و فروخت کے لئے جمع ہو گئے تو امریکی اہلکاروں نے اس بازار کا دورہ کیا اور دیکھا کہ لوگوں نے ان کے نصب کئے گئے بارودی مواد کو ناکارہ بنا دیا ہے۔ انہوں نے انتظامیہ سے مذکورہ واقعے کی رپورٹ طلب کی تو پولیس نے چوکیدار کو پکڑ کر ان کے حوالے کر دیا۔ امریکی اہلکار چوکیدار کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اپنے ساتھ لے گئے۔ مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ امریکیوں کا منصوبہ یہ تھا کہ لوگوں کے ہجوم کے وقت اپنے نصب شدہ دھماکہ خیز مواد کو یہاں سے گذرتے ہوئے ریموٹ کنٹرول کے ذریعے اڑا دیں گے اور اس کا الزام طالبان کے سر تھوپ دیں گے۔ اسی طرح کا ایک اور واقعہ مذکورہ ضلع کے علاقے لوئی کاریز میں اسی ماہ کے چھ تاریخ پیش آیا کہ جب امریکی فوجیوں نے ایک کوسٹر گاڑی کو عمومی راستے پر جانے سے منع کیا اور اس راستے پر جانے کے لیے مجبور کر دیا جہاں پہلے سے انہوں نے دھماکہ خیز مواد نصب کر رکھا تھا۔ بدبختی سے جب گاڑی نصب کئے گئے بارودی مواد پر پہنچی تو ایک زوردار دھماکہ ہوا جس کے نتیجے میں بشمول دلہا اور دلہن کے دس افراد شہید ہو گئے۔

9 جون 2009 میں امریکی فوجیوں نے کونڑ کے مرکز اسد آباد میں دن دیہاڑے لوگوں کے ہجوم میں دستی بم (ہینڈ گرنیڈ) پھینکا جس کے نتیجے میں پچپن افراد شہید اور زخمی ہو گئے جن میں اکثریت ان بچوں کی ہے جو سکول سے اپنے گھروں کو جا رہے تھے۔ دشمن نے حسب سابق اس واقعے کا الزام بھی مجاہدین پر عائد کر دیا لیکن امن فوجیوں اور کٹھ پتلی انتظامیہ کی حیوانیت اور سربریت اس وقت اچھی طرح عیاں ہوئی جب میڈیا پر یہ خبر زخمیوں اور دیگر عام لوگوں کے بقول شائع ہوئی کہ "اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ امریکی فوجیوں نے ان کی طرف دستی بم پھینک دیا جس کے نتیجے میں مذکورہ جانی نقصان ہوا"۔

ایک اور عجوبہ کچھ عرصہ پہلے ہلمند کی کٹھ پتلی انتظامیہ کی زبانی میڈیا نے شائع کیا جس میں یہ الزام عائد کیا گیا تھا کہ مجاہدین نے مذکورہ صوبہ کے ضلع نگی کے گرد و نواح میں پندرہ عام افراد کا قتل کیا ہے، اس افواہ کو میڈیا نے بھی صحافتی اصولوں کے خلاف من و عن اسی طرح شائع کیا۔ جب علاقے کے لوگوں کو یہ خبر پہنچی تو وہ دنگ رہ گئے کہ یہاں تو نہ جھگڑا ہوا اور نہ ہی کوئی اور ایسا واقعہ ہوا کہ اس میں عام لوگ اور وہ بھی اتنی کثیر تعداد میں مارے گئے۔ ٹیلیفون کے ذریعے اپنے دوستوں کو اور کچھ اخبارات پر صوبہ ہلمند کی انتظامیہ کا یہ الزام سفید جھوٹ قرار دیا گیا۔ اسطرح کے عجوبے دیگر صوبوں میں بھی واقع ہوئے۔ حملہ آوروں اور کرزی ادارے نے مجاہدین پر طرح طرح کے الزامات لگائے لیکن ان میں سے کوئی بھی سچ ثابت نہ ہوا۔ در حقیقت یہ ان کے اپنے بنائے ہوئے منصوبے ہوتے ہیں جو صرف مجاہدین کی بدنامی کے لیے ایک تبلیغاتی لیکن ناکام کوشش ہے۔

مجاہدین کو مختلف دھڑوں میں تقسیم کرنا:

کمزور دشمن کبھی کبھار مجاہدین کے درمیان اختلافات کا ڈنڈورا کرتے ہیں اور مختلف دھڑوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ کوئٹہ شوریٰ اور حقانی گروپ کے خیالی اور فرضی نام اور اس کی تعریفیں کرتے ہیں۔ مجاہدین کو غیروں کے ساتھ جوڑتے ہیں اور ان کے ماتحت سمجھتے ہیں جو ان کا خام خیال ہے۔ چونکہ یہ بات اب عیاں ہو چکی ہے کہ مجاہدین ایک امیر کی قیادت کے تحت ایک دستور اور منشور پر عمل پیرا ہیں۔ ایک ہی موقف اور مقصد کے لیے آگے بڑھ رہے ہیں نہ کسی کے اکسانے اور نہ ہی کسی کے حکم کے ماتحت ہیں۔ مذہبی احکام، نیک مقاصد اور اپنے انسانی حقوق کے لیے جد جہد کر رہے ہیں ۔ عوام کا تعاون بھی ان کو حاصل ہے اور مذہبی اقدار و ملکی مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے ایک خود مختار ایجنڈے کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ حملہ آور اور ان کے حواری چاہتے ہیں کہ میڈیا پر پروپیگنڈے کے زور سے لوگوں کے درمیان فرقہ واریت پیدا کریں اور پھر اپنے فارمولے (پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو) کو عملی جامہ پہنائیں۔

مغربی مبصرین اور انتظامیہ کے مطابق جیسا کہ مغربی فوجیوں کا افغانستان میں آنا بڑی غلطی تھی بالکل اسی طرح حملہ آور سارے سیاسی اور تبلیغاتی معاملات میں بھی مسلسل غلطیاں دہرا رہے ہیں۔ جیسا کہ افغانستان کی تاریخ اور جغرافیہ دیگر ممالک سے مختلف ہے اسی طرح افغان عوام کے مزاج اور رسم و رواج بھی مختلف ہے۔ اس لئے افغانوں کو دوسری اقوام کی طرح سمجھنا بھی بڑی غلطی ہے۔ حملہ آور گروہوں نے افغانستان میں گذشتہ گیارہ سال میں مجاہدین کے خلاف بے تحاشا ڈالر خرچ کیے۔ جس سے لاطینی امریکا اور افریقا میں کروڑوں غریبوں کی معاشی حالات درست کر سکتے تھے۔ لیکن خوش قسمتی سے انہوں نے ان اخراجات سے یہاں پر نہ تو جہاد اور مجاہد کے ساتھ افغان عوام کی ہمدردی کم کرنے میں کامیابی حاصل کی اور نہ ہی اتنے کثیر اخراجات کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوا۔ اگر ہوا ہے تو صرف یہ کہ جس انداز سے دشمن مجاہدین کے خلاف پروپیگنڈہ کر رہا ہے بالکل اسی انداز سے دشمن کے خلاف جہادی مزاحمت اور فعالیت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ کابل ادارے کی فوج میں با احساس نوجوان اپنی بندوق کی ساری گولیاں ان ہی کے سینوں میں خالی کرتے ہیں۔ یعنی ہر میدان میں حملہ آوروں کے لیے نفع کی بنسبت نقصان زیادہ ہے جس میں بدستور اضافہ ہو رہا ہے۔

اپنے ہاتھوں اپنی موت

م سمیع شینواری

جب طالبان ماریں گے تو اس سے بہتر ہے کہ اپنے ہاتھوں ہی سے خود مر جائیں"۔ یہ الفاظ اس امریکی جنرل کے ہیں جسے ایک فوجی دستے کے ساتھ ڈیوٹی کے لیے افغانستان بھیجا جا رہا تھا۔ افغانستان آنے سے قبل خودکشی کرتے وقت اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا "ہم افغانستان جا رہے ہیں وہاں تو لامحالہ جنگ میں طالبان ہمیں ماریں گے، لیکن اگر ہم خودکشی کریں تو یہ ہمارے لیے زیادہ بہتر ہوگا کیوں کہ یہاں ہماری میت پر کچھ لوگ جمع ہو کر افسوس تو کریں گے وہاں افغانستان میں مرنے والوں کے ورثا تو اپنے پیاروں کو دیکھ بھی نہیں پاتے، کیوں کہ وہ دیکھنے کے قابل نہیں ہوتے، وہاں طالبان ہمیں بڑے بڑے بارودی سرنگوں سے اڑائیں گے"۔ دن بدن امریکی فوجی افغانستان کی جنگ میں گرتے چلے جا رہے ہیں۔ اب افغانستان ان کے لیے ایک شمشان گھاٹ بن گیا ہے۔ پہلے سپر پاور کا نعرہ لگاتے اور خود کو دنیا کا سب سے بڑا بدمعاش قرار دیتے۔ یہاں تک کہ کچھ بزدل مسلمان بھی یہ کہنے لگے کہ امریکا ایک بڑی قوت ہے اس سے ٹکرانا پاگل پنے سے زیادہ کچھ نہیں، اس کی طاقت کا مقابلہ بالکل ناممکن ہے خاص کر افغانوں اور طالبان کے لیے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا ایسا نہیں ہوا جس طرح لوگوں نے سوچ رکھا تھا۔

افغانستان پر امریکی جارحیت کے بعد ہی سے ان کی شکست اور پشیمانی کے آثار ظاہر ہونا شروع ہو گئے تھے۔ انہوں نے یلغار سے قبل جو دعوے کیے تھے بعد میں صورتحال ان کے دعووں کے بالکل برعکس تھی۔ افغانستان پر حملہ اور طالبان کے خلاف جنگ کو انہوں نے ایک معمولی سا اقدام سمجھا۔ لیکن اس دلدل میں دھنسنے کے بعد یہاں سے نکلنا انہیں ایک مشکل کام نظر آ رہا ہے، جان چھڑانے کی راہ انہیں نظر نہیں آ رہی۔ نیٹو اتحاد اور دنیا کی دیگر بڑی طاقتیں اب شکست تسلیم کیے کھڑی ہیں۔ کبھی ایک طرف اور کبھی دوسری طرف بھاگتے ہیں لیکن جان خلاصی کا صحیح راستہ اب بھی انہیں سجھائی نہیں دیتا۔ اب وہ جو کہتے ہیں ناک میں دم کر دیا ہے یقینی امریکی اب پریشان ہیں کہ ہم کون تھے، کیا تھے اور کیا ہو گئے۔

باعتماد رپورٹوں کی بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہر فوجی دستہ جو تبادلے کے لیے افغانستان آتا ہے چار اہم نامناسب تدابیر سے خود کو بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ یعنی شر میں اپنی خیر سمجھتے ہیں فارسی ضرب المثل ہے کہ: "شر برانگیزد کہ خیر ما باشد"۔ خود کو نقصان پہنچا کر یہ کوشش کرتے ہیں کہ شاید اس طرح سے افغانستان جانے یا افغانستان کی جنگ سے بچ جائیں گے۔

سب سے پہلے تو خود کو پاگل ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیوں کہ ان کے قانون میں جنونی جنگ میں حصہ نہیں لے سکتا۔ دوسرا خود کو خنجر، چھری یا گولیوں سے ایسا زخم لگاتے ہیں کہ جس سے معذور ہوں یا مر جائیں۔ اور یا ایسے زخمی کر دیتے ہیں جو ان کی جنگی اصولوں کے مطابق جنگ کے قابل نہیں ہوتے۔ تیسرا کسی اور کو گولی سے مار دیتے یا زخمی کر دیتے ہیں، یا چوری اور ڈاکے کا ارتکاب کر لیتے ہیں، یا سخت جرائم کے مرتکب ہو کر حکومت کی جانب سے گرفتار اور قید کر لیے جاتے ہیں اس طرح سے جنگوں سے اپنے آپ کو محفوظ کر لیتے ہیں۔

عالمی ذرائع ابلاغ کی جانب سے حالیہ دنوں میں خودکشیوں کے بارے میں جو رپورٹیں نشر ہوئی ہیں ان میں خودکشی کرنے والے فوجیوں کے اعداد و شمار کے متعلق سروے میں کہا گیا ہے کہ ان کی تعداد 55 فیصد سالانہ تک پہنچ گئی ہے۔ N.B.C ٹی وی کے مطابق افغانستان میں جو فوجی یا افسران جنگ میں مارے جاتے ہیں خودکشی کرنے والے فوجیوں کی تعداد ان سے زیادہ ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ جنگ کے دوران خودکشی کرنے والے فوجیوں کی خبروں کا نشر ہونا پریشان کن ہے کیوں کہ اس سے پتہ چلتا ہے امریکی فوجیوں میں خودکشی کے واقعات دن بدن بڑھ رہے ہیں۔

اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ گذشتہ 6 سالوں میں امریکی فوجیوں کی خودکشی کی واقعات سالانہ 55 فیصد تک پہنچ گئے ہیں۔ امریکی وزارت دفاع پینٹا گون

اگرچہ اپنے فوجیوں کی حوصلہ افزائی اور ان کے گرتے مورال کو سنبھالا دینے کے لیے میلینوں ڈالر خرچ کر رہا ہے مگر امریکی فوجی پھر بھی خودکشی کر رہے ہیں۔

رپورٹ میں حیرت انگیز طور پر کہا گیا ہے کہ جب سے امریکی پینٹاگون نے خودکشیوں کی روک تھام کے لیے پروگرام کا آغاز کیا ہے امریکی فوجیوں میں خودکشی کے واقعات میں 9 فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔ اس سے پہلے بھی ایک رپورٹ میں کہا گیا تھا کہ 30 امریکی فوجی روزانہ افغانستان میں خودکشی کی کوشش کرتے ہیں جن میں سے 5 یا 4 اس کوشش میں کامیاب بھی ہوجاتے ہیں۔ ان اعداد وشمار کے ذریعے افغانستان میں امریکیوں اور دیگر جارحیت پسندوں کی ہلاکتوں کا صحیح اندازہ معلوم کیا جاسکتا ہے۔ اگرچہ امریکا نے گذشتہ افغانستان میں اپنے ہلاک ہونے والے فوجیوں کی کل تعداد 400 سے کچھ زیادہ بتائی ہے مگر آزاد ذرائع، طالبان اور عینی شاہدین اس گنتی کو کئی گنا زیادہ بتاتے ہیں اور ان کی باتوں کو جھوٹ قرار دیتے ہیں۔

یہ ایسے واقعات ہیں جن کو پوشیدہ بھی نہیں رکھا جاسکتا۔ یہاں تک کہ ایسے واقعات بھی ہوئے ہیں کہ بہت سی امریکی خواتین اپنے شوہر یا Boy Friends کے افغانستان جانے پر خودکشی کرلیتی ہیں، پھر افغانستان جانے والے دستے کی روانگی کے وقت ایک دستے کے فوجیوں میں سے بہت سوں کو دست کی بیماری لگ جاتی ہے ایسے فوجی بھی جنگ کے قابل نہیں ہوتے بالآخر 100 میں سے 45 فوجی افغانستان بھیجے جاتے ہیں۔

اب امریکا میں یہ بات مشہور ہے کہ امریکی فوجی آپس میں یہ کہتے ہیں کہ افغانستان کی ہاری ہوئی جنگ میں طالبان مارتے ہیں ہم اپنے آپ کو خود ہی ماردیں تو زیادہ بہتر ہے۔ جو کوئی ایک فوجی دستہ ایک مرتبہ افغانستان آیا ہے اور اپنی ذمہ داری پوری کرچکا ہے پھر وہ کبھی بھی افغانستان نہیں آیا، یا تو افغانستان میں قتل اور زخمی ہوجاتے ہیں یا دوبارہ افغانستان جانے کے خوف سے خودکشی کرتے ہیں اور یا خود کو ہمیشہ کے لیے معذور کردیتے ہیں۔

اقتصادی طاقت، فوجی طاقت اور پچھلے رعب ودبدبہ میں سے اب کچھ بھی باقی نہیں رہا کئی بار اقتصادی بحران کا راستہ روکنے کے لیے بند باندھا گیا مگر سب بے سود ثابت ہوا۔

اور وہ جو وہاں افغانستان میں موجود ہیں افغان جنگ کی پریشان کن صورتحال سے جن کے دل پھٹے جارہے ہیں وہ تو ایک الگ ہی موضوع ہے۔ مجاہدین کا رعب ان کے دلوں میں ایک بیماری بن چکا ہے کئی امریکی سول عوام جو ذرائع ابلاغ پر طالبان کے بارودی سرنگوں کے دھماکے دیکھتے ہیں، اپنے پیاروں کی ہلاکتیں دیکھتے ہیں یا اپنے رشتہ داروں کے ٹکڑے ٹکڑے جسم دیکھتے ہیں وہ گھروں میں بیٹھے بیٹھے پاگل ہوجاتے ہیں۔ کبھی کبھی تو بچوں کو بھی طالبان کے نام سے ڈراتے ہیں۔ بچے جب شور کرتے یا روتے ہیں تو اپنی زبان میں یوں کہتے ہیں Keep Quiet Don't Cry The Taliban They Will Com۔ "چپ ہوجاؤ، رونا مت طالبان آجائیں گے"۔ اب پانی سر سے گذر چکا ہے امریکا اپنے کیے پر یقینا پچھتا رہا ہے، امریکی فوجی اس جنگ میں یا تو مارے جاتے ہیں اور یا اپنے گلے میں خود پھندا ڈالتے ہیں۔ اقتصاد سے لے کر جانی نقصان تک کچھ بھی نہیں بچا جس سے توقع رکھیں۔ تاریخ میں اس کا ایسا برا انجام رقم ہو رہا ہے کہ شاید آئندہ کبھی بھی متکبرانہ لہجے میں کوئی بڑا دعوی نہ کرسکے۔

■■■

امام مالک رحمہ اللہ کا سخاوت:

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک رحمہ اللہ کے دروازے پر ایک جگہ خراسان کے گھوڑے اور مصر کے خچر دیکھے ۔ تمام گھوڑے اور خچر شاندار تھے۔ میں نے امام صاحب رحمہ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ یہ کتنے اچھے گھوڑے اور خچر ہیں، فرمایا کہ اے ابو عبد اللہ یہ سب میری طرف سے ہدیہ میں قبول کرو۔ میں نے کہا: آپ ان میں سے ایک سواری کے لئے ضرو ر رکھ لیجیے۔ فرمایا: مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ جس زمین میں اس کا پیغمبر محو خواب ہو میں اس مقدس زمین کو اپنی سواری کے کھروں سے پامال کروں۔

صوبہ فاریاب کے گیارہ سالہ جہادی سرگرمیوں پر ایک نظر

عبدالرؤف حکمت

تعارف

فاریاب افغانستان کے شمال میں واقع ہے۔ جوزجان، سرپل، غور اور بادغیس صوبوں کے ساتھ منسلک ہے۔ فاریاب کے شمالی علاقے وسطی ایشیاء کے جمہوری ملک ترکمانستان کے ساتھ منسلک ہیں۔ اس کا دارالحکومت میمنہ ہے۔ جبکہ اضلاع میں پشتون کوٹ، خواجہ سبز پوش، (جمعہ بازار) شرین تگاب، دولت آباد، اندخوی، قرم قل، خان چارباغ، المار، قیصار، قرغان، بندر، گورزوان، بلچراغ، خواجہ موسیٰ اور لولاش شامل ہیں۔

یہ صوبہ 20293 کلومیٹر پر مشتمل ہے جس کی آبادی حالیہ سروے کے مطابق 8 لاکھ ہے، صوبے کی نصف سے زائد آبادی ازبک قوم پر مشتمل ہے اس کے علاوہ تاجک اور پشتون قومیں آباد ہیں۔

جارحیت اور جہاد:

امارت اسلامیہ کے دور حکمرانی میں صوبہ فاریاب مکمل طور پر امارت اسلامیہ کے زیر کنٹرول تھا۔ یہ صوبہ جو پہلے دوستم، رسول پہلوان اور دوسرے جنگجو کمانڈروں کے درمیان اقتدار کی رسہ کشی کی جنگ میں کھنڈرات میں تبدیل ہو چکا تھا، امارت اسلامیہ کے دور حکمرانی میں امن اور سکون کا گہوارہ بن چکا تھا۔ صرف فاریاب کے جنوبی طرف ضلع کوہستان میں امارت اسلامیہ کے مخالفین سال میں ایک یا دو مرتبہ سر اٹھاتے تھے لیکن عوامی حمایت سے محرومی کی بدولت بہت جلد مارے جاتے تھے۔

نائن الیون 2001 کے بعد جب طالبان نے مزار شریف اور جوزجان سے پسپائی اختیار کی تو صوبہ فاریاب کو بھی چھوڑا۔ اسی دوران صوبے کے اکثر علاقے دوستم کی سربراہی میں پرانے جنگجو اور اتحادیوں کے ہاتھ آگئے۔ اتحادی افواج کے مختلف صوبوں میں تعیناتی کے دوران صوبہ فاریاب کو ناروے کی فوجیوں کے سپرد کیا گیا۔ ناروی فوجیوں نے فاریاب میں تین بڑی چھاؤنیاں قائم کیں۔ جن میں سے ایک میمنہ کے ہوائی میدان میں، دوسری میمنہ کے بلاک 35 میں اور تیسری ضلع قیصار میں ہیں۔

فاریاب میں مجاہدین نے جارح افواج کے خلاف ابتدائی طور پر چھوٹے چھوٹے گروپوں کے ساتھ فاریاب، جوزجان اور سری پل صوبوں کے مختلف علاقوں میں چھاپہ مار کارروائیوں کا آغاز کیا اور میشت اور سوق الجیش علاقوں کو انہی صوبوں کے لئے نقطہ الحاق کا مرکز بنایا جس میں [تیر بند ترکستان کا پہاڑی سلسلہ] مختلف پہاڑی علاقے اور دیہات شامل تھے۔

2007 میں پورے افغانستان کی طرح یہاں بھی جہادی کارروائیوں کو نئے نظم میں سمو کر نئی تشکیلیں کی گئیں جس میں فاریاب، جوزجان اور سری پل صوبوں کو الگ الگ کر دیا اور نئے سربراہی میں تمام مجاہدین نے اپنے اپنے صوبوں میں جہادی کارروائیوں کو جدید خطوط پر استوار کر کے ان میں وسعت اور تیزی لائی۔

2007 میں مجاہدین کی فعالیت میں گزشتہ برسوں کے مقابلے میں اضافہ آیا، 2008 میں مجاہدین کی جہادی کارروائیوں میں دوگنا اضافہ آیا اور 2009 میں جہادی کارروائیوں نے صوبے کے بیشتر اضلاع تک وسعت پائی اور دوسری جانب جہادی سرگرمیوں میں کمی اور کیفی لحاظ سے گزشتہ برسوں کے مقابلے میں بہتری آئی اسی سال فاریاب میں 69 موثر جہادی کارروائیوں کی رپورٹ ملی۔ 2009 اور 2010 میں فاریاب کے مجاہدین کا سربراہ شہید قاری ضیاء الدین [عمر فاروق] تھے، موصوف سے مارچ 2010 میں فاریاب کی مجموعی جہادی صورتحال کے متعلق میں نے پوچھا تو ان کا کہنا تھا کہ "الحمدللہ فاریاب کے اکثر اضلاع اور علاقوں میں مجاہدین سرگرم ہیں اور روزمرہ جہادی کارروائیوں میں مصروف عمل ہیں، وہ علاقے جو مجاہدین کا مضبوط گڑھ سمجھے جاتے ہیں ان میں دولت آباد، شرین تگاب، خواجہ موسی، المار، قیصار، چلگزی، گورزوان، بلچراغ اور لولاش اضلاع شامل ہیں ان اضلاع میں مجاہدین کھلے عام جہادی سرگرمیوں میں مصروف ہیں، ان میں بعض علاقے مکمل طور پر مجاہدین کے زیر کنٹرول آگئے ہیں مثلاً ضلع خواجہ موسی جس کا صرف ضلعی ہیڈ کوارٹر دشمن کے کنٹرول میں ہے باقی آس پاس تمام علاقوں پر مجاہدین کا کنٹرول ہے وہاں دشمن نہیں جاسکتا، قیصار کے خواجہ کندو کے مکمل علاقے سے دشمن کا صفایا کر دیا گیا، دولت آباد اور شرین تگاب اضلاع کے نصف سے زائد علاقے مجاہدین کے زیر تسلط آچکے ہیں ان علاقوں میں دشمن جانے سے

لرزتا ہے، اسی طرح کوہستانیوں کے گورزوان، کیکاوس اور دمن دری علاقے مجاہدین کے کنٹرول میں ہیں۔

قاری ضیاء الدین نے فاریاب میں ان دنوں کی کارروائیوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا (ضلع قیصار میں حالیہ مہینوں میں دشمن کے ساتھ تین جھڑپیں ہوئیں جن میں آخری معرکہ جو خواجہ کندو کے گاؤں میں ہوا افغان فورسز کے علاوہ ناروے فوجیوں کو بھی بھاری جانی نقصان پہنچایا، اسی طرح ضلع المار کے گاڈر علاقے میں افغان فورسز اور قومی ملیشیاء کے ساتھ لڑائی میں دو کمانڈروں سمیت دو اہلکار مارے گئے، تین فوجی گاڑیاں تباہ ہوئیں اور دو گاڑیاں مجاہدین کو بطور مال غنیمت مل گئیں۔ جبکہ ضلع خواجہ موسیٰ کے خان خواجہ علاقے میں دشمن نے بھرپور کوشش کی کہ فوجی آپریشن کر کے مجاہدین کو علاقے سے بے دخل کردیں، آپریشن میں افغان آرمی کے علاوہ اتحادی فوجیوں اور فضائی قوت بھی حصہ لے رہی تھی، کئی دن لڑائی کے بعد مجاہدین نے اللہ تعالیٰ کی نصرت اور عوام کی بھرپور تعاون سے نہ صرف دشمن کو پسپائی پر مجبور کردیا بلکہ انہیں بھاری جانی اور مالی نقصان بھی پہنچایا۔

اس کے علاوہ پشتون کوٹ، قیصار، شرین تگاب اور دولت آباد کے گردونواح میں حالیہ چند دنوں میں دشمن کے ساتھ دوبدو لڑائی اور جھڑپوں میں افغان اور اتحادی افواج کو بھاری نقصانات سے دوچار کیا

2010 کے دوران فاریاب میں جہادی کارروائیاں گزشتہ تمام عرصے کی نسبت بہتر حالت میں تھیں۔ اور دشمن پر مختلف علاقوں میں سخت حملے کیے گئے۔ یہاں تک کہ افغانستان کے دیگر علاقوں کی طرح ان علاقوں پر قبضے کے بعد اپنے شرعی قوانین، جیسے مقدمات اور سزا بھی فعال کردیے گئے۔ اسی سال 4، اکتوبر کو فاریاب میں مجاہدین کے عمومی جہادی رہنما قاری ضیاء الدین (جو عمر فاروق کے نام سے مشہور تھے) دشمن کے ساتھ ایک سخت مقابلے میں شہید ہوئے۔ لیکن اس بابرکت شہادت کے نتیجے میں جہادی سرگرمیاں فاریاب کے تمام علاقوں میں پھیل گئیں اور اکثر علاقے مجاہدین نے فتح کرلیے۔

صوبہ فاریاب جغرافیائی لحاظ سے شمالی اور جنوبی دو حصوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ شمالی حصے جو نسبتاً میدانی علاقے ہیں اور ترکمانستان کے بارڈر پر واقع ہیں، اندخوی، دولت آباد، شرین تگاب، المار، قیصار، چالگزی اور دیگر اضلاع پر مشتمل ہیں۔ ترکستانات کے نام سے مشہور ہیں۔ اور جنوبی حصہ جو زیادہ تر پہاڑی علاقے ہیں اور بلچراغ، لولاش اور بندر اضلاع پر مشتمل ہیں، کوہستانات کے نام سے مشہور ہیں۔

صوبہ فاریاب میں ابتدائی طور پر جہادی کارروائیاں کوہستانات کے گردونواح میں بہت تیز تھیں جو بعد میں جب شمالی علاقوں تک پھیل گئیں 2010 اور 2011 کے دوران شمال کی جانب ترکستانات کے علاقے میں جہاد کا حقیقی میدان کارزار گرم ہوا۔ اور اکثر علاقے مجاہدین کے کنٹرول میں آگئے۔ اس دوران فاریاب کے شمالی اضلاع میں دشمن کا کنٹرول صرف اضلاع کے مراکز تک محدود ہوا۔

9 مئی 2012 کو صوبہ فاریاب کے اس وقت کے عمومی جہادی رہنما مولوی عطاء اللہ عمری نے فاریاب میں مجاہدین کے سرگرمیوں کے متعلق بتایا (فاریاب کے درمیان سے گذرے ہوئے مرکزی شاہراہ کے شمال میں واقع علاقہ کو ترکستان کے نام سے پکارا جاتا ہے) کے اکثر حصے مجاہدین کے قبضے میں ہیں۔ یعنی اگر اندخوی سے ایک مجاہد اکیلا روانہ ہوجائے تو بادغیس تک کوئی خطرہ نہیں ہے کیونکہ یہاں دشمن کا وجود صرف اضلاع کے مراکز تک محدود ہے۔

فاریاب میں 2011 کے دوران جہادی فتوحات کے متعلق عطاء اللہ عمری نے کہا (2011 سال جیسا کہ پورے افغانستان میں کافی کامیاب اور فتوحات سے بھرپور تھا صوبہ فاریاب میں مجاہدین نے قابل ذکر فتوحات حاصل کیں۔ فاریاب کے تمام اضلاع میں دشمن پر روزمرہ حملے، میزائل کے وار اور فدائی حملے جاری تھے۔ جس سے دشمن کو بھاری جانی اور مالی نقصان پہنچا۔ ضلع قیصار کا خواجہ کنتی کا علاقہ جہاں مجاہدین کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ دشمن نے بار بار وہاں چھاپے مارے اور امید کررہے تھے کہ کارروائی کے ذریعے یہ علاقہ مجاہدین سے خالی کیا جائے گا لیکن ہر بار دشمن مجاہدین کی سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ مجاہدین منظم طور پر جنگ کررہے تھے اور ہر بار دشمن کو بھاری نقصانات اٹھانے پڑے۔ اسی طرح ضلع پشتون کوٹ کے آقدری کے علاقے میں جب دشمن نے کارروائی شروع کی،

> 2012 کے بہار اور گرمی کے موسم کے دوران صوبہ فاریاب میں مجاہدین کی کارروائیاں کافی زور و شور میں جاری تھیں اس دوران فاریاب کے اضلاع میں نہ صرف یہ کہ مجاہدین منظم کارروائیوں میں مصروف تھے بلکہ مرکز میمنہ میں بھی خفیہ گروہوں کے ذریعے دشمن کے اہم افراد کو نشانہ بناتے تھے۔ صوبہ فاریاب کے عمومی جہادی رہنما معاون مولوی عبدالباقی نے کہا کہ الفاروق آپریشن کے تحت غیر ملکی اور ملکی فوجیوں کو روزانہ نقصانات کے علاوہ دشمن کے 15 اہم افراد بھی قتل کردیئے گئے جن میں اکثر شہر میمنہ میں نشانہ بنائے گئے۔

تین روزہ جنگ کے نتیجے میں مجاہدین نے انہیں سخت نقصانات پہنچائیں۔ باخبر ذرائع کے مطابق اس معرکہ میں 47 ملکی اور غیر ملکی فوجی مارے گئے۔ جس کے ماتم میں دشمن نے میمنہ میں کارروائی کے بعد مخصوص قسم کے مراسم مرتب کیے۔ دشمن کی یہ کارروائیاں بھی بُری طرح ناکام ہوئیں اور علاقے سے بھاگنے پر مجبور ہوئے۔

2011 کی کارروائیاں جنہیں امارت اسلامیہ کی جانب سے البدر معرکہ کا نام دیا گیا تھا۔ پورے افغانستان میں غزوہ بدر کی طرح طاغوتی لشکر کو مات دی۔ فاریاب میں بھی دشمن کو ہزیمت اٹھانی پڑی۔ عطاء اللہ عمری دشمن کے ان اہم افراد کا ذکر کرتا ہے جو فاریاب مجاہدین کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔ ان میں زیادہ تر البدر معرکہ میں مارے جاچکے ہیں۔ (فاریاب کے جاسوسی ادارے کے سربراہ سید احمد، اندخوی کے انتظامی کمانڈر نجیب اللہ، المار میں دشمن کے کمانڈر سلام پہلوان اور کمانڈر یونس اسی طرح کمانڈر حمد اللہ اور دولت آباد کے کمانڈر ضابط جو مجاہدین کے مختلف حملوں میں مارے جاچکے ہیں)۔

2011 کے دوران مجاہدین نے مجموعی طور پر 118 کارروائیاں سرانجام دیں جن میں دشمن کو بھاری جانی ومالی نقصان اُٹھاناپڑا۔

2012 کے دوران بھی مجاہدین نے صوبہ فاریاب میں اہم حملے سرانجام کئے جن میں اپریل کی چار تاریخ کو میمنہ میں ناروی فوجیوں پر قیامت خیز حملہ ہوا۔ جس میں دس ناروی فوجی اور ایک ترجمان ہلاک اور کثیر تعداد میں ناروی فوجی زخمی ہوئے۔ جیساکہ گذشتہ سالوں کی کارروائیوں میں فاریاب کے مختلف اضلاع میں ناروی فوجیوں کو سخت نقصانات پہنچے ہیں اور اب صرف میمنہ کا شہر اپنے لیے پناہ گاہ سمجھتے تھے لیکن اس کامیاب حملے کے بعد وہ سمجھ گئے کہ صوبہ فاریاب کے مرکز میمنہ بھی ان کے لیے خطرے سے خالی نہیں اسی لیے 12 دسمبر کو فاریاب سے وہ اپنا سامان سمیٹنے لگے۔ اور اپنی ساری فوج امن دستوں میں شامل کرنے کے جھوٹے پروگرام کے تحت مذکورہ صوبے سے نکال دیے۔ اس کے بعد فاریاب میں غیر ملکی حملہ آور مستقل طور پر موجود نہیں لیکن امریکی اور جرمنی فوجی اہلکار کارروائیوں کے دوران صوبے میں آجاتے ہیں اور فضائی عملہ بھی کارروائیوں اور چھاپوں میں حصہ لیتا ہے۔

2012 کے بہار اور گرمی کے موسم کے دوران صوبہ فاریاب میں مجاہدین کی کارروائیاں کافی زور وشور میں جاری تھیں اس دوران فاریاب کے اضلاع میں نہ صرف یہ کہ مجاہدین منظم کارروائیوں میں مصروف تھے بلکہ مرکز میمنہ میں بھی خفیہ گروہوں کے ذریعے دشمن کے اہم افراد کو نشانہ بناتے تھے۔ صوبہ فاریاب کے عمومی جہادی رہنما معاون مولوی عبدالباقی نے کہا کہ الفاروق آپریشن کے تحت غیر ملکی اور ملکی فوجیوں کو روزانہ نقصانات کے علاوہ دشمن کے 15 اہم افراد بھی قتل کردیئے گئے جن میں اکثر شہر میمنہ میں نشانہ بنائے گئے۔ ان کا کہنا تھا کہ اس سلسلے میں پارلیمانی رکن پشتون کوٹ کا باشندہ وکیل احمد، جاسوسی ادارے کارکن حمید اللہ، انتظامی اہلکار سید امیر اور بابر، جنبش پارٹی کے ایک فعال رہنما اور حکومتی کارندہ بسم اللہ، نعمت اللہ اپنے ساتھیوں سمیت، حکومتی کارندہ غیاث ارباب، اے ٹی ایف کے سربراہ ضابط گل، قومی ملیشیاء کے کمانڈر شاہ محمد، قومی ملیشیاء کے سربراہ کمانڈر نظر اور بہت سارے افراد شامل ہیں۔

24 اکتوبر 2012 میں فاریاب کے رہنما مولوی یار محمد اسی صوبہ کے ضلع پشتون کوٹ میں شہید ہوئے۔ مولوی یار محمد اس وقت دشمن کے میزائل کا نشانہ بنے جب آپ کامیاب کارروائیوں کے نتیجے میں پشتون کوٹ کے علاقے میان درہ میں دشمن کے 5 چیک پوسٹوں کو فتح کرنے کے بعد مال غنیمت جمع کررہے تھے۔

مولوی یار محمد کی شہادت دشمن نے اپنی بڑی کامیابی قرار دی۔ اس کے بعد دشمن نے پشتون کوٹ، المار، قیصار اور دیگر علاقوں میں (سورج کرن) کے نام سے سخت کارروائیاں شروع کیں۔ جس میں ہزاروں امریکی اور ملکی فوجیوں سمیت سینکڑوں ٹینکوں نے حصہ لیا۔ لیکن مجاہدین نے توقع کے عین مطابق دشمن کے خلاف شدید مزاحمت کی اور دشمن کو بم دھماکوں کے ذریعے متعدد ٹینکوں کی تباہی اور کئی فوجیوں کی ہلاکتوں کے سوا کچھ نہ ملا اور خالی ہاتھ بھاگناپڑا۔

موجودہ حالت

صوبہ فاریاب میں فی الحال جب 2012 کا سال ختم ہوا جہاد اپنی پوری طاقت کے ساتھ رواں دواں ہے، مجاہدین صوبہ کے 16 اضلاع میں سے 14 اضلاع میں فعال اور منظم ہیں اور دشمن اکثر اضلاع میں صرف اپنے مراکز اور چیک پوسٹوں تک محدود ہے۔ قومی ملیشیاء کا منصوبہ جس کو دشمن اپنا بڑا سرمایہ سمجھتا ہے صرف چند محدود علاقوں میں کارآمد ثابت ہوا ہے۔ فاریاب کے تمام عوام مجاہدین کے حامی ہیں اور صوبہ کے معاون مولوی عبدالباقی کے بقول مجاہدین فاریاب کے دو تہائی حصے پر قابض ہیں۔

جن ذرائع سے اس مضمون میں استفادہ کیا گیا ہے وہ درجہ ذیل ہیں۔

۔الصمود رسالہ کولیکشن

۔الامارہ ویب سائٹ

فاریاب کے مجاہدین اور رہنماؤں سے راقم الحروف کا انٹرویو اور دوسرے مختلف ذرائع۔

⁂ ⁂ ⁂

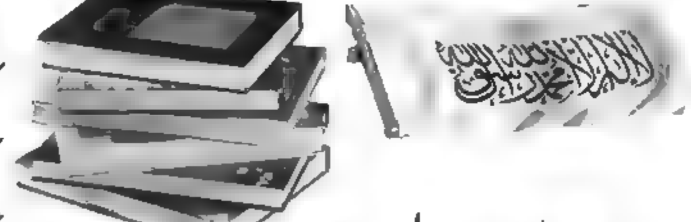

تعلیم اورتربیت سے متعلق امارت اسلامیہ کا اعلامیہ

امارت اسلامیہ کے رہنماوں کی اکثریت الحمدللہ علماء کرام، طلبہ اوراساتذہ ہیں اور علم ودانش کی اہمیت دوسروں سے زیادہ جانتے ہیں تعلیم اور حصول تعلیم اگرواقعی تعلیم ہوتویہ انسانی معاشرے کی فلاح وبہبوداورآخرت کی کامیابی کاسبب ہے،پیغمبراسلام حضرت محمد مصطفی ﷺ نے تعلیم سے متعلق سنہری اورواضح ہدایات دی ہیں اور حصول علم کوہر مومن کے لئے ضروری قرار دیاہے،امارت اسلامیہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ہراس تعلیم اور حصول تعلیم کی حمایت کرتی ہے اوراس کی ترقی کے لئے ہر قسم تعاون کوتیارہے جواسلامی احکامات کے مطابق ہواوردنیااورآخرت کی ترقی اور نجات کاذریعہ ہو۔

مگرامارت اسلامیہ کے اس موقف کاہرگزیہ مطلب نہیں ہے کہ تعلیم کے نام پرجوکچھ کرناہوجائزاورآزاد ہے ہمارے تعلیمی نظام میں ہرگزیہ اجازت نہیں دی جائے گی کہ عیسائیت کی تبلیغ ودستورکوہمارے اسلامی معاشرے کے انحراف کے لئے استعمال کیاجائے اورہماری نوجوان نسل کواسلام کے سواکسی دوسرے مذہب کی طرف دعوت دے۔اس حوالے سے امارت اسلامیہ اپنے اہل وطن کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑی ہے اورانہیں تعلیم دینے کے لئے کوئی کسراٹھا نہیں رکھے گی،اور عوام سے بھی یہ توقع رکھتی ہے کہ وہ ان تمام حلقوں پرکڑی نظررکھیں جوتعلیم کے نام پرعیسائیت،یہودیت اوردیگراسلام مخالف ازم کی تبلیغ اورپرچارکے لئے کام کرتے ہیں، اوراپنی اولاد کوکبھی بھی ایسے اداروں سے تعلیم نہ دلوائیں جوتعلیم کے نام پرانہیں گمراہ بنائیں اور تعلیم کی جگہ پرانہیں غیراسلامی تربیت دیکراپنے دین سے منحرف کریں۔

والسلام

امارت اسلامیہ افغانستان

۲۲/۲/۱۴۳۴ ھ ق

۱۵/۱۰/۱۳۹۱۔ 2013/01/4م

◆◆◆

ظالم کا انجام

ریحان خان

اللہ تعالیٰ کے عذاب کے مختلف طریقے ہیں، پچھلی قوموں نے جب انبیاء اللہ علیہم الف الف صلوۃ اللہ کی بات نہ مانی اور اللہ جل جلالہ کو ناراض کیا، تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو مختلف طریقوں سے عذاب دیا، لوط علیہ السلام کی قوم پر پتھروں کی بارش برسائی۔ موسیٰ علیہ السلام کی بات نہ ماننے پر فرعون اور اس کی قوم کو سمندر میں غرق کر دیا اور نوح علیہ السلام کی مخالفت کرنے پر نوح علیہ السلام کی قوم پر آسمان سے پانی نازل کر کے سب کو غرق کر دیا۔ لیکن سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منکرین کو اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کے ہاتھوں جہاد کے ذریعے خوار و ذلیل کر دیا۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہنے کا نبی اکرم ﷺ کی زبان سے اعلان کروایا کہ "جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔" جب بھی کسی قوم نے حضرت رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی اور قرآن کو ماننے سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے انکو جہاد کے ذریعے مبتلائے عذاب کر دیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"وما رميت اذرميت ولكن الله رمى"

ایران و فارس دنیا کی وہ عظیم سلطنتیں تھیں کہ جن کے مٹنے کا تصور بھی ناممکن تھا۔ چند ہزار صحابہؓ کے ذریعے ان کا زوال اللہ تعالیٰ نے دنیا کو دکھایا، تاکہ عبرت پکڑنے والے عبرت حاصل کریں، چنانچہ عبرت حاصل کرنے والوں نے عبرت حاصل کی۔ لیکن بہت سارے جاہل ایسے بھی تھے کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو اپنے اوپر مسلط کر دیا، اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو ایسا ذلیل و شرمندہ کیا کہ وہ دیدہ بینا کے لئے نمونہ عبرت بن گئے۔

ان نافرمان و متکبر قوموں میں عصر حاضر کا امریکہ بھی تھا، جس نے مال اور دنیا کی فانی زندگی کو سب کچھ سمجھ کر، غرور و تکبر میں اس حد تک آگے بڑھ گیا کہ قدرت نے بھی ان کو ملیامیٹ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور ان کے زوال و تباہی کے لئے اللہ تعالیٰ نے نہتے افغانوں کو چن لیا اور، محمود و احمد، میرویس و عمر کی سرزمین، سلطنتوں کے قبرستان، طالبان کے افغانستان میں لا پھینکا۔ سربریت کے اس استعمارے نے 73 ملین لوگوں کا قتل کم سمجھا اور دنیا کو اندھا بنا کر دہشتگردی کی ایک اور تاریخ رقم کرنے، مسجد و اذان، ملا و طالب اور قرآن و حدیث کے فلسفے کو ختم کرنے کے لئے، اپنے ناپاک قدم اس مقدس دھرتی پر رکھے۔ اسلامی خلافت کو منہدم کر کے اس کی جگہ ڈالر کی چکاچوند اور امریکہ کے اشاروں پر ناچنے والے کچھ دین اور وطن فروشوں کی نام و نہاد حکومت قائم کی اور یہیں سے اپنے زوال کے سائے لمبے کرنا شروع کر دیئے۔

امارت اسلامیہ افغانستان کے سرفروش مجاہدین بزبان حال کہتے ہوئے:

"ہم کو مٹا سکے، یہ زمانے میں دم نہیں
ہم سے زمانہ خود ہے، زمانے سے ہم نہیں"

بڑی دلیری کے ساتھ میدان جنگ میں کود پڑے، اور پھر 2001 سے لیکر 2013 تک افغانستان کے دیہاتوں اور شہروں میں، جنگلوں اور پہاڑوں میں، طالبان کے حملوں و دھماکوں سے جو نقصانات امریکہ نے اٹھائے، افغانستان میں آنے سے پہلے شاید ان کا نہ امریکہ خود تصور کر سکتا تھا اور نہ ہی وہ جاہل جو امریکہ کو سب کچھ سمجھ رہے تھے۔

طالبان نے بارہ سال جس اولوالعزمی کے ساتھ یہ جنگ لڑی اس کا تصور کرتے ہی مجھے 14 صدیاں پہلے عراق اور فارس کے میدانوں پر جرنیل اعظم حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں وہ چھوٹی سی جماعت یاد آتی ہے جنہوں نے فارس کے کسریٰ کو صرف اور صرف توکل علی اللہ پر فتح زیر کیا۔

11 سال مکمل ہو گئے اور 12 واں سال شروع ہو چکا ہے۔ امیر المومنین حفظ اللہ ورعاہ کے بقول امریکہ نے کئی مرتبہ اپنے فوجیوں اور سربراہوں کا تبادلہ کیا۔ تین درجن سے زائد ممالک کی افواج کے مقابلے میں وہی پہلے دن کا طالب اور مجاہد کارزار میں کھڑا بالکل اسی طرح مقابلہ جاری رکھے ہوئے ہے جس طرح کہ پہلے دن مقابلہ شروع کیا تھا۔

نیٹو کے ترجمان کے بقول: طالبان کی مزاحمت دن بدن سخت ہوتی جا رہی ہے اور یہ بالکل سچ ہی کہتے تو بھی ان کو کہنا پڑتا، کل کی رپورٹ ہے کہ تین فدائیوں نے کابل کی فوجی عمارت میں گھس کر ساڑھے نو گھنٹے امریکہ اور اتحادی فوج کی ناک میں دم کر رکھا تھا۔ کابل میں ہزاروں کی تعداد میں دنیا کے ماہر اور ترقی یافتہ فوجی امن و امان کی صورت حال پر مامور ہیں، صرف یہ نہیں کابل میں بلکہ جگہ جگہ حفاظتی کیمرے لگے ہوئے ہیں، اسلحے سے لیس تین مجاہدین، امریکی

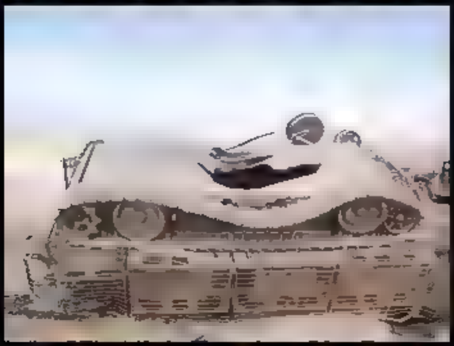

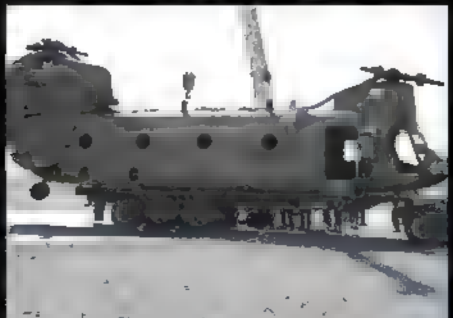
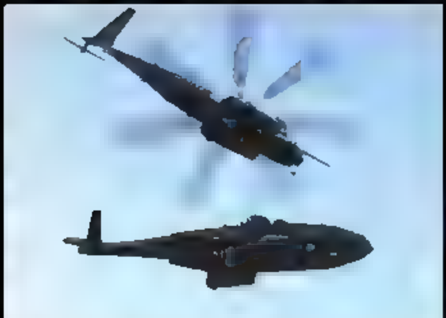

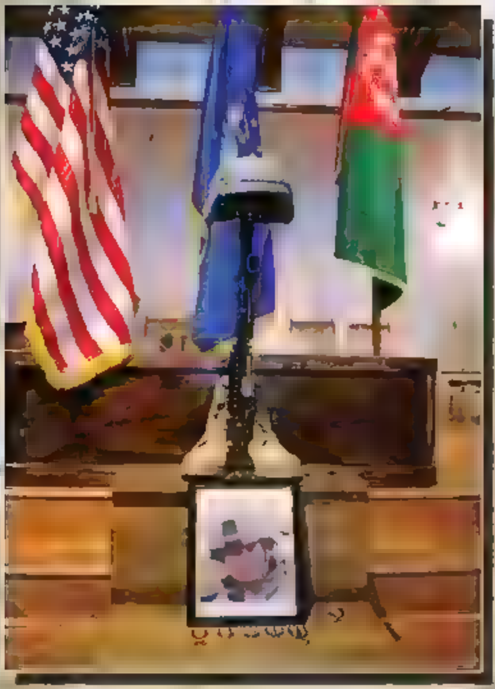

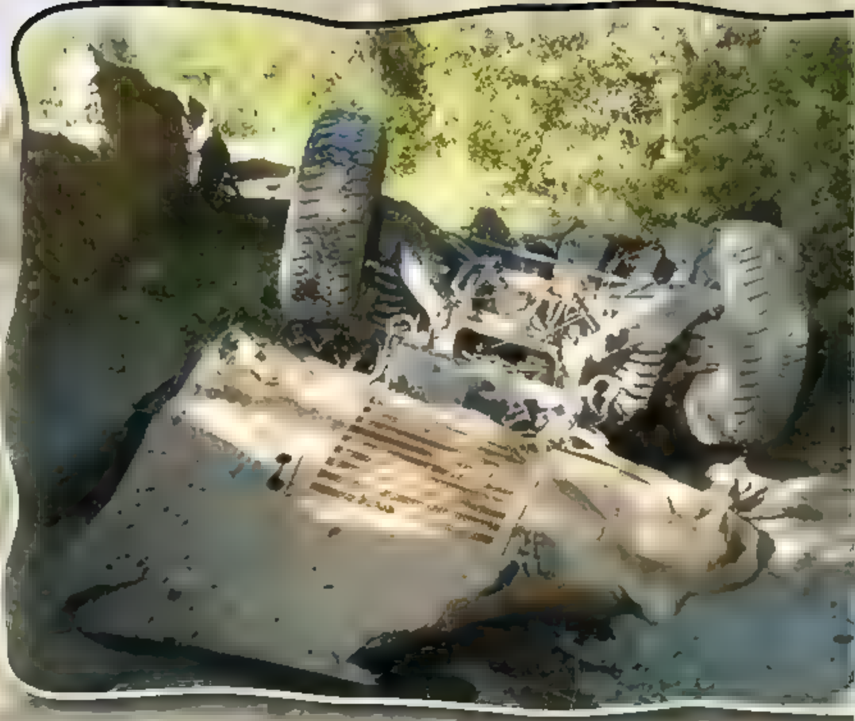

France

اسپیشل فورسز اور سرحدی فون کے ہیڈ کوارٹروں تک جو کہ انتہائی حساس علاقوں میں موجود ہیں، باآسانی پہنچ گئے اور ساڑھے نو گھنٹے تک امریکہ واتحادی افواج ان تین جوانوں کا مقابلہ نہ کرسکے۔ جس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حوصلے کس قدر پست ہو چکے ہیں۔

N.B.C ٹی وی نے حال ہی میں ایک رپورٹ شائع کی۔ جس میں شکست خوردہ امریکی فوجیوں کے حوالے سے کچھ ایسے انکشافات کیے گئے ہیں کہ جس میں فوج کے گرے ہوئے مورال کی وضاحت کی گئی ہے۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ امریکہ فوج کے کسی دستے کو جب افغانستان جانے کا کہا جاتا ہے تو کچھ فوجی پاگل پن کی دوائیں کھاتے ہیں اور کچھ خودکشی کرلیتے ہیں اور بعض کسی بھیانک جرم کے مرتکب ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ جیل چلے جاتے ہیں اور یوں وہ افغانستان جانے سے بچ جاتے ہیں۔ N.B.C کی رپورٹ کے مطابق آخر کار 100 میں سے 45 فوجی بچ جاتے ہیں اور ان کو جبراً افغانستان میں بھیجا جاتا ہے، حال ہی میں پینٹاگون نے فوج میں خودکشیاں روکنے کے لئے ایک پروگرام شروع کیا تھا۔ رپورٹ میں حیران کن طور پر بتایا گیا ہے کہ اس پروگرام کے شروع کرتے ہی امریکی فوج میں خودکشیوں کے رجحان میں مزید اضافہ ہو گیا ہے، افغانستان میں طالبان کے ہاتھوں اتنے فوجی نہیں مرتے جتنے کے خودکشی کی وجہ سے مرتے ہیں۔ روزانہ تقریباً 30 فوجی خودکشی کرنے کی کوشش کرتے ہیں جن میں سے 4 یا 5 اپنے ہدف میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

یہ امریکہ کی تباہی اور زوال کا ایک چھوٹا سا نمونہ ہے اور اسی چھوٹے سے نمونے سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انشاءاللہ عنقریب اب دنیا کو اس ناسور سے نجات ملنے والی ہے، جس نے دنیا کا سارا نظام درہم برہم کیا تھا اور دنیا والوں کو سکھ کا سانس لینے نہیں دیتا تھا۔ جس نے اپنے اعلان آزادی سے لیکر اب تک 225 مرتبہ جارحیت کا ارتکاب کیا تھا۔ ان 220 سالوں سے کچھ زیادہ عرصے میں یہ شرح جارحیت کسی بھی ملک سے کئی سو گناہ زیادہ ہے، دوسری جنگ عظیم کے بعد یہ ظالم قوم تیس ممالک پر بمباری کی مرتکب ہو چکی ہے۔ اور ایک ہی نعرہ بلند کیا ہوا ہے کہ ہم دہشتگردی کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں، لیکن اب دنیا والے بھی جان گئے کہ دہشت گردی کو ختم کرنے کے نام پر امریکہ دنیا کو آگ میں دھکیل رہا ہے۔ اگر واقعی دہشت گردی کو ختم کرتا تو اس کا سب سے پہلا نشانہ اسرائیلی درندے ہوتے۔ امن کا علمبردار امریکہ اگر دنیا سے ظلم اور ظالم کو ختم کرتا تو وحشی نیتن یاہو کیوں آج ہزاروں معصوموں کی جان لیتا ہوا یوں آزادی کے ساتھ سربریت کو فروغ دیتا۔ قاتل ابن قاتل بشار الاسد آج صدارتی محل کے بجائے جیل کی کوٹھری میں پابہ زنجیر ہونا چاہئے تھا۔

لیکن وہ ایسا نہیں کریں گے، کیونکہ یہ لوگ امریکہ کا ساتھ دیتے ہوئے ظلم وزیادتی کے ایک مشن پر کام کررہے ہیں۔ لیکن ظلم کی بھی ایک حد ہوتی ہے جب حد سے بڑھ جاتا ہے تو مٹ جاتا ہے، اور وہ وقت اب آچکا ہے۔ جلد ہی سرزمین افغانستان سے ایک خوشخبری ملنے والی ہے، افغانستان دوسری سلطنتوں کی طرح اس ظالم قوم کا بھی قبرستان ثابت ہوگا ان شاءاللہ۔ کہ اس ناسور کی اب آخری سانسیں ہیں۔

●●●

بقیہ: از جنگی جرائم

عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ مذکورہ افراد عام افراد تھے اس کی وجہ اب تک معلوم نہ ہوسکی کہ اربکیوں نے ان کے گھروں کو کیوں آگ لگائی۔ عینی شاہدین نے مزید کہا کہ انہیں اربکی غنڈوں نے ضلع کے بازار میں خیالی گل آکا نامی ایک 80 سالہ بوڑھے کو تشدد کا نشانہ بنایا جس کے باعث مذکورہ شخص اب تک کوما کی حالت میں ہسپتال میں پڑا ہوا ہے۔

29 دسمبر اربکیوں نے صوبہ نورستان ضلع کامدیش کے علاقے ارمورو کے علاقے میں 2 عام افراد کو ٹارگٹ کرکے موقع پر ہی شہید جبکہ 1 شخص کو زخمی کردیا

30 دسمبر کو جارحیت پسندوں نے صوبہ میدان وردگ ضلع سید آباد کے علاقے تنگی درہ، گلی خیل کے علاقے میں چھاپہ مارا، لوگوں کے گھروں کی تلاشی لی اور 2 عام افراد کو گرفتار کیا۔

30 دسمبر کو جارحیت پسندوں فوجیوں نے صوبہ اروزگان ضلع خاص اروزگان کے علاقے قلعہ خور میں چھاپے کے دوران 150 ملکی افراد کو گرفتار کیا جن میں سے 137 افراد کو تشدد کے بعد رہا کیا۔ اور ایک خاتون سمیت 13 افراد کو اپنے ساتھ قید میں رکھا۔

31 دسمبر کو داخلی فوجیوں نے صوبہ پکتیکا ضلع جانی خیل کے گاؤں بابو خیل اور خشکو میں 30 عام ملکی کو گرفتار کیا۔ خبر میں مزید بتایا گیا کہ مذکورہ افراد کو اس لیے گرفتار کیا گیا کہ انہوں نے اربکیوں میں شمولیت سے انکار کیا تھا۔

ماخذ، بی بی سی ریڈیو، آزادی ریڈیو، افغان اسلامی چینل، پژواک، روہی ویب سائٹ، لراوبر ویب سائٹ، آج ڈاٹ ایشیا ویب سائٹ، بینوا ویب سائٹ

◆◆◆

مولانا عبدالرب آخندزادہ رحمہ اللہ تعالی علیہ

مختصر حیات وسوانح

ترتیب قاضی عبدالعزیز

شہید مولوی عبدالرب شہید رحمہ اللہ: جہاد اور ذمہ داریاں

الحاج مولانا عبدالرب شہید مرحوم قاضی محمد زبیر رحمہ اللہ کے صاحبزادے اور استاذ العلماء رکن جمعیۃ العلماء افغانستان مولانا دین محمد آخندزادہ رحمہ اللہ کے پوتے تھے۔ آپ کے نانا ملانیک نام صاحب رحمہ اللہ تھے۔ آپ معروف جہادی و علمی شخصیت، صوبہ پکتیا کے شاہی کوٹ کے جہادی محاذوں کے عمومی کمانڈر صاحب کرامات ولی اللہ مجاہد قاضی عبداللہ گل رحمہ اللہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ 1358ھ بمطابق 1945ء کو پکتیا کے ضلع زرمت میں سہاکو شملزو کے علاقے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی عصری تعلیم کابل میں حاصل کرنے کے بعد دینی علوم کے حصول کے لیے دیار ہجرت پشاور چلے گئے جہاں آپ نے مختلف مدارس میں علم حاصل کیا۔ موقوف علیہ کی کتب آپ نے شیخ مولانا محمد نعیم رحمہ اللہ المعروف بہ "کونژ اخندزادہ" سے پڑھیں جب کہ 1414ھ کے سال دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے دورہ حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

جب عالیقدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کی قیادت میں اسلامی نظام کی حاکمیت اور شر وفساد کے خاتمے کے لیے طالبان کی جہادی تحریک کا آغاز ہوا تو مولانا عبدالرب شہید رحمہ اللہ اس تحریک کا حصہ بن گئے۔ انہوں نے تحریک میں انتھک محنت کی۔ اپنے قائد امیر المومنین سے دوسری مرتبہ ملاقات کے وقت آپ کو مختلف ذمہ داریاں اور خدمات سپرد کی گئیں۔ پہلے تو وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ میدان شہر کے محاذ پر چلے گئے پھر اپنے خاص ساتھی مولوی احسان اللہ احسان صاحب کے ساتھ خوست میں رہ گئے۔

عبدالرب شہید احسان اللہ احسان شہید رحمہ اللہ کے خاص ساتھیوں اور مشیروں میں سے تھے۔ اکثر محاذوں میں ان کے ساتھ رہے۔ ان کی غیر موجودگی میں ان کے نائب کے طور پر ذمہ داریاں نبھاتے۔ کچھ عرصہ اپنے قائد اور محبوب ساتھی حاجی معاون {ملا محمد ربانی} صاحب کے ساتھ رہے۔ عبدالرب شہید رحمہ اللہ جلال آباد اور کابل کی فتح کے وقت اپنے ساتھیوں کے ساتھ تھے۔ کابل کی مکمل فتح کے بعد مولانا احسان اللہ احسان شہید رحمہ اللہ کو افغانستان بینک کا چیئرمین اور عبدالرب شہید رحمہ اللہ کو ان کا معاون بنایا گیا۔ اسی طرح مولانا احسان اللہ احسان شہید رحمہ اللہ کابل کی بڑی مسجد پل خشتی کے خطیب اور عبدالرب شہید رحمہ اللہ ان کے نائب اور امام مقرر کیے گئے۔ انہوں نے مسجد کی تعمیر اور خدمت میں انتہائی اچھا کردار کیا۔ بعد ازاں قیادت کے حکم پر انہیں قندہار کے ایوان تجارت کے ذمہ دار کے حیثیت سے مقرر کیا گیا۔ شمالی علاقوں کی فتوحات کے بعد شمالی علاقوں کے بینکوں کے ذمہ دار متعین کیے گئے۔

اخیر وقت تک متعلقہ علاقوں میں امارت اسلامیہ کی خدمت میں مصروف رہے۔

افغانستان پر امریکی صلیبی یلغار کے بعد اخندزادہ شہید رحمہ اللہ قیادت کے حکم پر ایک بار پھر جہاد کے میدان میں اتر گئے، اور دن رات ایک کر کے امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی تنظیم نو اور دعوت وارشاد کے لیے کوششیں کیں۔ یہاں تک کہ اپنی موروثی جائیداد فروخت کر کے اپنے جہادی ساتھیوں، اسیروں کے خاندانوں، یتیموں اور بیواؤں سے تعاون کرتے رہے۔ عبدالرب شہید مرحوم نے رواں صلیبی یلغار کے خلاف پکتیکا سے جہاد کا آغاز کیا۔ امارت اسلامیہ کی جانب سے انہیں مذکورہ صوبے کے پانچ اضلاع گومل، سروبی، چہار باران، سرحوضہ اور اومنہ کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔

علمیت ودیانت:

مولوی صاحب شہید جید عالم دین تھے۔ انہوں نے "تنبیہ الوری عن الشریعۃ الغراء وفی احکام اللحی" کے نام سے ایک علمی کتاب بھی تصنیف کی جسے علمی حلقوں میں بہت پسند کیا گیا۔ سخاوت، خوش اخلاقی اور حسن ظاہری وباطنی سے مرصع ہستی کے مالک تھے۔ اللہ تعالی نے انہیں فہم وتدبر سے خوب نوازا تھا۔ ان کی ساری زندگی علم، تقوی، جہاد، خدمت اور دیانت میں گزری۔ انہیں اللہ تعالی نے جود وسخا کی صفت بہت زیادہ عطا کی تھی۔ وہ اللہ تعالی کے دین اور مسلمانوں سے تعاون اور نصرت کا خاص جذبہ اور ارادہ رکھتے تھے۔

زخم اور شہادت:

شہید مولوی صاحب ایک مرتبہ گومل اور پھر رباط میں شدید زخمی ہو گئے لیکن جب اللہ تعالی انہیں صحت یابی کی نعمت سے نوازتے وہ پھر جہاد کے گرم محاذوں پر پہنچ جاتے اور اسلام اور ملک کے دشمن کے خلاف داد شجاعت دیتے۔ مولانا عبدالرب اخندزادہ شہید رحمہ اللہ منگل کے روز 8 رجب 1431ھ بمطابق 22.6.2010 کو صلیبی افواج سے ایک طویل مقابلے کے بعد ضلع سرحوضی کے مرکز سرہ کوٹ میں دشمن کی شدید فضائی بمباریوں میں اپنے 16 ساتھیوں سمیت شہید ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

شہید مولوی عبدالرب رحمہ اللہ تعالی کا جسد خاکی ان کے آبائی علاقے پکتیا کے ضلع زرمت میں سہاکو کے شملزو گاؤں لایا گیا۔ انہیں ان کے آبائی قبرستان میں اپنے باپ، دادا اور بڑے بھائی قاضی عبداللہ گل رحمہ اللہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ اللہ تعالی سبھی کو جنت الفردوس میں مقام عطا فرمائے، سب کی شہادتیں قبول فرمائے اور ان کے خون کی برکت سے افغان میں جلد از جلد حقیقی اسلامی نظام اور امن وامان قائم فرمائے۔

اولاد:

مولانا شہید رحمہ اللہ نے اولاد میں چار بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑیں۔ اللہ تعالی ان کا کفیل ہو جائے اور تمام شہداء، مجاہدین اور ان کے گھروں کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ آمین یارب العلمین

ولست ابالی حین اقتل مسلما==علی ای جنب کان فی اللہ مصرع

امریکا تباہی اور زوال کے راستے پر

ایسا لگ رہا ہے کہ امریکا اور اس کے اتحادی تیزی سے اپنے انجام کی طرف جا رہے ہیں، وہ امریکا جو معاشی اور اقتصادی لحاظ سے ماضی میں ایک حیثیت رکھتا تھا موجودہ نااہل حکمرانوں اور ان کی پالیسیوں کی وجہ سے ایسے معاشی بحران کا شکار ہوگیا ہے جس سے نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آرہا۔ امریکی کانگریس اور ڈیموکریٹک پارٹی جو امریکہ کے اقتصادی زوال کے آخری ذمہ دار سمجھے جاتے ہیں نے ایک عارضی معاہدے (قرارداد) پر اتفاق کر کے صرف دو مہینے کے لئے اوبامہ حکومت کے مصنوعی مجسمے میں سانس پھونک دی ہے۔

اقتصادی ماہرین موجودہ صورتحال دیکھ کر حیرت کا اظہار کر رہے ہیں کہ اتنی بڑی معاشی قوت کیسے ایک دم نیچے گر گئی ہے؟ اس کا قرض 14 ٹریلین {14 ہزار ملین ڈالر} سے بڑھ گیا ہے، یہ رقم امریکی عوام پر تقسیم کی جائے تو چار افراد پر مشتمل ہر متوسط امریکی خاندان تین لاکھ ڈالر کا مقروض ہوگا۔

2000ء کے بعد امریکا کی حالت بہت زیادہ بگڑ گئی، حالانکہ 2000ء میں امریکا 7 ٹریلین ڈالر سے بھی کم کا مقروض تھا، جبکہ اقتصادی لحاظ سے بھی ترقی کر رہا تھا، سوال یہ ہے کہ اتنی کم مدت میں کایا کیسے پلٹی کہ ایک عالمی اقتصادی قوت ابدی زوال کے کنارے کھڑی ہوگئی؟

ہم امریکا کی تباہی اور موجودہ زوال کی وجوہات واسباب تاریخ کے صفحات میں معلوم کر سکتے ہیں۔ کلام الٰہی بھی اس بات کا گواہ ہے کہ ہر دور کی جابر قوتوں نے اپنی تباہی کے اسباب خود اپنے ہاتھوں سے تیار کیے ہیں۔ انہوں نے خون ریزی کی، نیک لوگوں کو قتل کیا اور اپنی خواہشات کی وجہ سے بڑے بڑے شہروں کو تباہ و برباد کیا، ناحق انسانوں کا قتل عام کیا اور زمین میں فساد مچایا، ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے تباہ و برباد کیا اور آنے والی نسلوں کے لئے عبرت کا نشان بنایا۔

پچھلے گیارہ سالوں میں امریکا نے زہریلے کیمیائی اور ایٹمی ہتھیار استعمال کر کے افغانستان اور عراق پر حملے کئے، مظلوم اور بے گناہ افغانوں کے پرخچے اڑا دیے، کچھ گھروں کو بموں سے اڑا دیا، بچے یتیم ہوگئے، ماؤں کے گود اجڑ گئے، ہزاروں مسلمان بے گھر ہوگئے، بہت سوں کو جرم بے گناہی میں شہید کیا گیا، بہت سے مسلمانوں کو سیاہ پنجروں کے پیچھے دھکیل دیا گیا۔ عوام کی گمراہی، اخلاقی تباہی اور حیا باختگی کے لیے حد سے زیادہ کوششیں کی گئیں۔ جن لوگوں نے جارحیت پسندوں کے تسلط کو ماننے سے انکار کیا ان کو شہید کیا گیا یا انتہائی سخت الزامات لگا کر اپنے گھروں سے اٹھا کر غائب کیا گیا۔ عوام پر ایک نامعقول اور فسادی حکومت مسلط کرنے کی کوشش کی گئی۔ غیور افغان عوام کو دھوکہ دینے کے لیے، بہت سے فریب ترتیب دیے گئے۔

امریکا اور اس کے اتحادی اللہ کے فضل و کرم سے اب ہمیشہ کی تباہی ،ذلت اور رسوائی کی طرف جا رہے ہیں، ان کی ہلاکت بہت قریب آچکی ہے ،اوباما اور کانگریس کاغذی کارروائیوں سے نہ تو اپنے ملک کو معاشی بحران سے نکال سکتے ہیں اور نہ ہی اپنے ملک اور عوام کی حفاظت کر سکتے ہیں بلکہ مزید ان کو تباہی کی طرف دھکیل رہے ہیں۔

امریکی عوام صرف ایک طریقے سے اپنی جان اور اپنا وجود بچا سکتے ہیں، وہ یہ کہ ناحق اور ناجائز جنگوں کو روک دیں، اپنے جرنیلوں کو مظلوم خطوں سے واپس بلالیں، اور پر تشدد کارروائیوں کو روک دیں، اور جن لوگوں کے حقوق غصب کیے اور جن لوگوں پر ظلم کیا، ان کو ان کے حقوق یا اس کا نعم البدل واپس کر دیں، اور دنیا میں فساد پھیلانے اور ظلم برپا کرنے کی بجائے اصلاح کی کوشش کریں۔

○ ○ ○

طالبان میڈیا کی کہانی

محمد فرہاد جانباز

امارت اسلامیہ افغانستان کے سرفروش کابل میں ایساف کے ہیڈ کوارٹر میں داد شجاعت دے رہے تھے، کئی گھنٹوں پر محیط یہ دو بہ دو جنگ آزادی جاری رہی۔ جب لڑائی کا گرد و غبار چھٹا اور جنگی مطلع صاف ہوا تو ایساف ترجمان ایک جان بخش حفاظت گاہ سے نمودار ہوئے۔ ان کے چہرے پر بے چینی کی ابھرتی ڈوبتی شکنیں اور بے قراری کی اٹھتی بجھتی لہریں جلتے بجھتے سرخ بلب کی طرح کسی پیش آمدہ پریشانی کا اعلان کررہی تھیں۔ اگلے ہی لمحے ترجمان کے دماغ کے نہاں خانوں میں موجود نامعلوم غم اگلائی لے کر باہر آموجود ہوا۔ انہوں نے کہا: طالبان ہمارے ساتھ بہ یک وقت دو محاذوں پر نبرد آزما ہیں۔ ایک ہتھیاروں کی جنگ کے میدان میں اور دوسرے میڈیا کے پلیٹ فارم پر۔

کہتے ہیں؛ ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ بالکل سچ ہے۔ ہر فرد، قوم اور ملک اپنی ضرورت کے پیش نظر ضرورت ہی کی کوکھ سے مطلوبہ وسائل پیدا کرکے اپنی حاجات کو پورا کرتے ہیں۔ جیسی ضرورت، ویسا ہی وسیلہ! طالبان فکرِ عالم کے حامل اور امن عالم کے خواہاں ہیں۔ وہ میدانِ کارزار میں اپنی سی کوشش، جدوجہد اور محنت بہ شمول مدد خدا کے بل بوتے کارہائے نمایاں انجام دے رہے ہیں۔ میدانِ جہاد کی فتح اور نفسیاتی برتری ہمیشہ طالبان کا حصہ رہی ہے۔ جس کی وجہ سے سال ہائے دراز پر محیط اس لاحاصل "کروسیڈوار" کا نعرہ زن دشمن نالاں اور خائف رہا ہے۔ طالبان نے اپنے ظہورِ مسعود کے کچھ ہی عرصہ کے بعد یہ بات چند تجربوں کے بعد سوچ لی تھی، اگر ہم نے اپنی ساری زور آزمائی آتش و آہن کی وادیوں میں صرف کردی اور میڈیائی گھوڑے کی لگام نہ تھامی تو وقت کے اس اہم ترین میدان میں ہماری غیر موجودگی کو غیر سنجیدگی کے زمرے میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ اور یہ بات بہ ہر حال ہمارے مفاد میں ہرگز نہیں ہے۔ اس کے بعد سب سے پہلے انہوں نے قندھار ریڈیو اسٹیشن کو بحال کیا۔ یہ ان کا پہلا قدم تھا۔ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ نے اپنے ایک قابل اعتماد اور بھروسے کے آدمی کو اس وقت وزارت اطلاعات و ثقافت کا قلم سونپ دیا۔ جس کے بعد وزیر موصوف نے اس بے سروسامانی کے عالم میں خدائے بر تر و بالا کی مدد و نصرت کے ساتھ انتہائی جاں فشانی سے کام کیا اور کئی دوسرے علاقائی ریڈیو اسٹیشنز بھی بحال کیے۔ روایت ہے وزیر موصوف جب یہ کام سنبھال رہے تھے تو قندھار ریڈیو اسٹیشن کی عمارت میں الو بول رہے تھے۔ وہاں کسی انسان کا کیا نام ہوتا، البتہ خانہ جنگی کے عفریت کا ننگا ناچ چوہوں، بلیوں اور کتوں کے فضلے کی صورت میں ضرور نظر آرہا تھا۔ پورے اسلامی افغانستان کا عمومی ریڈیو اسٹیشن "صدائے شریعت" کے نام سے کارگزار تھا۔ جس کی نشریات پشتو اور فارسی زبان میں جاری رہتی تھیں۔ سقوط کے بعد تو اس کا اسٹیشن چھن گیا، البتہ طالبان کی ویب سائٹ "الامارہ" پر اس کا لنک اب بھی موجود ہے۔ اور اب اس کی نشریات پوری دنیا میں سنی جاسکتی ہیں۔

جوں جوں میدان جنگ میں فتوحات حاصل ہوتی گئیں، توں توں میڈیا کے محاذ پر بھی کامیابیاں قدم بوسی کرتی رہیں۔ خانہ جنگی نے ملک کے تمام گوشوں کو متاثر کیا تھا۔ جس سے تمام حکومتی ڈھانچہ معدوم ہوکر رہ گیا تھا۔ ثقافتی و نشریاتی نظام جام ہوچکا تھا۔ سارے مطابع اور چھاپہ خانے جنگ سے ٹوٹ گئے تھے یا خانہ جنگی میں لٹ گئے تھے۔ اسی وجہ سے اخبارات و جرائد کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی تھی۔ جو اگر بے قوت سانسوں کے سہارے اپنے بوجھل وجود کو سنبھالا دیے ہوئے تھے، وہ بھی تکنیکی معیار کی گرماگرمی کے نہ ہونے سے نقطۂ انجماد سے کئی اعشاریے نیچے گرچکے تھے۔ امارت اسلامیہ نے دوبارہ انہیں گرم بازاری بخشی۔ مقامی ریڈیوز کو فعال بھی کیا اور پیش کیے جانے والے پروگرامز کو معیاری بھی بنایا۔ اس کے علاوہ افغانستان کے بیشتر صوبوں میں مقامی اخبارات اور رسالوں کو از سر نو فعال کیا اور کتابوں کی چھپائی شروع کردی۔ افغانستان میں ایک نئے اخبار "روزنامہ شریعت" کا اجراء کیا، جو کہ تا قیام امارت پشتو اور دری زبان میں شائع ہوتا رہا۔ اسی طرح "الطالب" کے نام سے ایک عربی مجلہ بھی نشر و اشاعت کے ایک دور سے گزرا ہے۔ اسی طرح خلافت کے نام سے پشتو اور فارسی زبانوں میں اہم ماہنامہ کا ابتداءاجراء کیا۔

یہ وہ وقت تھا جب امارت اسلامیہ اپنے استحکام پذیر دور سے گزرتے ہوئے زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی کی جانب گامزن تھی اور میڈیا کے ستارے پر غیر معمولی کوشش و جدوجہد سے کمندیں ڈال رہی تھی۔ جس کے سامنے اپنے اور پرائے سر

تسلیم خم کیے دے رہے تھے۔ 7 اکتوبر 2001ء کے بعد امارت کا دوسرا دور شروع ہوا۔ امریکہ و نیٹو کی ناحق یلغار کے بعد جب امارت اسلامیہ دوبارہ جھپٹنے کے لیے لہو گرم رکھنے کا ایک بہانہ اختیار کر کے شہروں سے دیہی علاقوں کی طرف پلٹی تو تب بھی طالبان نے اپنی بساط کے بقدر اور حالات کے مطابق میدان کارزار کے ساتھ ابلاغیات کے میدان میں بھی توجہ مرکوز رکھی۔ اپنی آواز، اپنا موقف اور اپنا نظریہ و منشور اہل دنیا تک پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونے دیا۔ کیوں کہ جس طرح دشمن کو اس میدان میں ترکی بہ ترکی جواب دینا وقت کا ایک اہم اور توجہ طلب امر تھا۔ وہیں تمام کرۂ ارض پر قیامِ خلافت الٰہیہ کے بیڑے کی ایک ذمہ داری تھی، جس کو بہ تمام نبھانا بہر حال وقت کی طرف سے عائد ایک فرض تھا۔ الحمد للہ! یہ سلسلہ انتہائی سرعت اور تیز رفتاری کے ساتھ بلا وقفہ جاری و ساری ہے۔ آیئے، دیکھتے ہیں سقوط کے بعد میڈیا کا میدان کیسے سنبھال رکھا ہے؟

طالبان نے محفوظ علاقوں میں منتقل ہو کر ذرا بڑھ کر کام دکھایا۔ انہوں نے الامارہ ویب سائٹ www.alemara1.org بنائی۔ جو انگلش، عربی، اردو، پشتو اور دری زبانوں میں فعال ہے اور کام کر رہی ہے۔ اس ویب سائٹ میں میدانِ جنگ کی خبریں، امارت اسلامیہ کے اعلامیہ جات، افغانستان کے احوال پر تبصرہ جات، حالاتِ دنیا پر کالم و تحقیقی کاوشیں اور انٹرویوز بروقت اپ لوڈ کر کے نشر کیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایمانی جذبات کو گرمی فراہم کرنے کے لیے پشتو زبان میں جہادی ترانے اور نظمیں بھی ہمہ وقت دستیاب رہتی ہیں۔ اسی سائٹ میں ایک لنک "اسلام" ویب سائٹ کا ہے۔ یہ سائٹ ایک دار الافتاء کی حیثیت سے کار گزار ہے۔ یہاں بیت اللہ سے لے کر بیت الخلاء تک اور نرم و گداز بستروں کی نیند سے لے کر میدان جہاد کی پر مشقت گھاٹیوں کی بیداریوں تک کے حوالے سے مسائل کا حل دیکھا اور پوچھا جا سکتا ہے۔ اسی طرح دینی مضامین اور کتب بھی پڑھنے کو مل سکتی ہیں۔ واضح رہے، الامارہ کا 'اسلام' والا لنک صرف پشتو دان طبقے کے کام آسکتا ہے۔

اسی ویب سائٹ میں ایک لنک ویڈیوز کا ہے۔ جہاں طالبان کی لڑی جانے والی جنگوں کی دلچسپ اور ایمان افروز موویز موجود ہیں۔ یہ ویڈیوز اعلیٰ، اوسط اور ادنیٰ تینوں معیارات کی ہوتی ہیں۔ یہ انگلش، عربی، فارسی، اردو اور پشتو زبانوں میں ہوتی ہیں۔ ان میں آج کے دور کی اہم ضرورت ہینڈ سیٹ میں چلنے کے لیے الگ سے کنورٹڈ ویڈیوز بہ الفاظ دیگر MP4 اور 3gp فارمیٹ میں بھی موجود ہوتی ہیں۔ جن کو ڈاؤن لوڈ کر کے موبائل پہ بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ ویڈیوز بنانے اور ان کا ایک معیار قائم کر کے مسلمانانِ عالم کے سامنے پیش کرنے کے لیے امارت اسلامیہ کے شعبہ اطلاعات و ثقافت کے تحت تین اسٹوڈیوز کام کر رہے ہیں۔ ایک، الامارہ۔ دوم، منبع الجہاد۔ سوم، الہجرۃ۔ یہ تینوں اسٹوڈیوز الگ الگ مشنز پر کام کرتے ہیں۔ الامارہ، جو کہ مرکزی اسٹوڈیو ہے عمومی ویڈیوز جن میں جہادی کاروائیاں، نظریاتی گفتگو اور افغانی پارلیمنٹ کے انوکھے سیاست دانوں کی قلابازیوں اور ان کے لطیفہ صفت ڈائیلاگ پر مشتمل سی ڈیز نشر کرتا ہے۔ ان کی اب تک کی نشر کردہ ویڈیوز کی تعداد 31 ہے۔ منبع الجہاد "غازیوں کا کارواں" کے نام سے ایک سلسلہ چلاتا ہے، جس کی اب تک منظر عام پر آنے والی ویڈیوز کی تعداد 11 تک پہنچ چکی ہے۔ جب کہ فدائی مجاہدین کی فدائیانہ کاروائیاں، ان کی شہادت کے ایمان آفریں مناظر بھی دکھاتا ہے۔ ان کی تعداد الگ ہے۔ الہجرۃ اسٹوڈیو ایک خاص نقطۂ نظر پر کام کرتا ہے۔

یہاں یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ یہ تینوں اسٹوڈیوز افغانستان کے ایک ہی علاقے میں اکٹھے کام نہیں کرتے، بلکہ ان کو مختلف علاقوں میں متعین کر کے وہیں کی کاروائیوں کی ریکارڈنگ جیسے امور سونپے گئے ہیں اور ہر ایک اسٹوڈیو اپنے علاقے ہی کی حدود میں رہ کر کام کرتا ہے۔ یہاں ایک واقعے کا ذکر دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا۔ 1433ھ کے رمضان المبارک سے کچھ دن قبل امارت اسلامیہ کے فدائی کمانڈرز نے خوست کے علاقے "صحرا باغ" میں امریکن بیس 'سیلیر نو' پر دھاوا بولا تھا۔ یہ کاروائی آتش گیر مادے اور آتش بار بارود سے لبالب بھرے ایک ٹرک کو کیمپ سے ٹکرانے پر شروع ہوئی تھی۔ جو بعد ازاں قریباً 24 گھنٹوں کے دورانیے پر مشتمل رہی۔ اس کاروائی میں دشمن کو بے حد جانی نقصان کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ قریب قریب مرداروں کی تعداد (الامارہ ویب سائٹ کے مطابق) 138 تھی۔ لیکن مکار مغربی میڈیا خاص کر 'بی بی سی' نے تو دعویٰ کے ساتھ کہہ دیا تھا کہ جاں بحق ہونے والے صرف آٹھ افغانی شہری ہیں۔ لیکن جب کچھ ہی عرصے کے بعد منبع الجہاد اسٹوڈیو کی جانب سے 'بدری لشکر 2' کی کاوش سامنے آئی، تو مغرب کو تو جیسے سانپ ہی سونگھ گیا ہو۔ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ اب شرمندگی کے باعث بغلیں جھانکنے کے سوا ان کے پاس کوئی کام نہ تھا۔ چار و ناچار ہلاکتوں کی کثیر تعداد کا اعتراف کرنا ہی پڑا۔ میڈیا کے میدان میں طالبان کی پیش رفت دھیرے دھیرے بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ جس سے دشمن خوف اور لاچارگی کی مصیبت میں گرفتار ہو چکا

مغربی میڈیا اور خاص کر فریق مخالف نیٹو کئی بار اعتراف کر چکا ہے کہ طالبان نے ہم سے میڈیا کی جنگ بھی جیت لی ہے۔ امریکی آشیر باد کے حامل پشتو ٹی وی چینل "آشنا" نے طالبان میڈیا کے بارے میں ایک رپورٹ نشر کی تھی۔ جس میں کہا گیا تھا کہ طالبان بڑی کامیابی سے کام کرتے ہیں اور دنیا تک کئی طریقوں سے اپنی خبریں پہنچاتے ہیں۔ ٹی وی نے کہا: طالبان جدید وسائل کو بھی برابر بروئے کار لاتے رہتے ہیں۔

ہے۔اسی لئے انٹرنیٹ کی دنیا میں موجود طالبان کے کام کو ہمیشہ زک پہنچانے کی تاک میں رہتا ہے۔اسی وجہ سے اس نے اب تک بیسیوں دفعہ الامارہ ویب سائٹ کو بلاک کیا ہے۔جس سے بار بار ہونے والے نقصان کو مد نظر رکھتے ہوئے کنٹرول کمیٹی نے جب دیکھا کہ سارا مواد انٹرنیٹ پر رکھنے سے کئی بار نقصان سے دوچار ہونا پڑتا ہے تو یہ طے کیا کہ اس مواد کو کاغذ کی دنیا پر منتقل کر دینا بہت مفید ہوگا۔چنانچہ اس کام کے لیے انہوں نے رسائل کا اجراء کیا۔امارت اسلامیہ کے میڈیا کمیشن کے تحت پانچ میگزین جاری کیے، جن کے نام درج ذیل ہیں: مورچل، شہامت، سرک، شریعت اور الصمود۔ان میں پہلے تین پشتو اور فارسی زبان میں جبکہ شریعت اردو اور الصمود عربی زبان میں اپنی خدمات سرانجام دیتے ہیں۔یہ پانچوں قمری مہینے کی پانچویں تاریخ تک شائع کیے جاتے ہیں۔ان میں شریعت جو کہ اردو زبان میں امارت کا واحد ترجمان ہے،اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کا ایک مستقل لنک الامارہ سائٹ پر دیا گیا ہے۔جس کا آپ نے گذشتہ شمارے کے بیک ٹائٹل پر مشاہدہ کر لیا ہوگا!الصمود عربی زبان میں امارت کا وہ ترجمان ہے، جس کی اپنی مستقل ویب سائٹ www.alsomod-iea.info ہے۔اس سائٹ میں بھی وہی مواد ہے، جو الامارہ میں ہے۔اس کے علاوہ طالبان کی جنگی کاروائیوں، چھوٹے اور ضروری اعلامیوں اور خبروں کو موبائل سروس SMS کے ذریعے بروقت ساٹھ ہزار کے آس پاس لوگوں تک پہنچایا جاتا ہے۔افغانستان کے کسی محاذ پر ہونے والی کسی کاروائی میں دشمن کے جانی و مالی نقصان کی تفصیلات تب تک منظر عام پر نہیں لائی جاتیں، جب تک ان کی مکمل تصدیق نہ ہو جائے۔افغانستان کو دو حصوں شمالی اور جنوبی میں تقسیم کر کے یہاں دو نمائندے بالترتیب ذبیح اللہ مجاہد اور قاری محمد یوسف احمدی اپنے کارکنان کے ساتھ 24 گھنٹے میڈیا پلیٹ فارم پر حاضر رہتے ہیں۔ترسیل اخبار (خبریں)،اعلامیے اور اہم خبروں ،مضامین و رپورٹس کی اشاعت میں ای میل بھی ایک بہت بڑی سہولت ہے۔جس کے ذریعے دنیا کے مختلف گوشوں میں بسنے والے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق داروں تک مذکورہ چیزیں پہنچائی جاتی ہیں۔اور ڈاون لوڈ ویڈیوز کی اشاعت میں بھی ای میل کا استعمال کیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ طالبان نمائندے میڈیا اور سوشل میڈیا کے کاز پر بھی لڑ رہے ہیں۔جن میں فیس بک اور ٹوئٹر کا استعمال زیادہ ہوتا ہے۔یہ استعمال اتنا بڑھا کہ مغربی میڈیا بلبلا اٹھا" طالبان فیس بک اور ٹوئٹر پر بھی چھائے ہوئے ہیں۔ "ان دونوں سوشل نیٹ ورکس پر "" alemara "shariatmagazine" اور "alsomodmagazine" کے نام سے اکاونٹس کام کر رہے ہیں۔جن کو ہینڈل کرنے والے نمائندے عمران خلیل، احمد خان اور عبد القہار بلخی ہیں۔عبد القہار بلخی کی قہرمانی کا ایک دلچسپ قصہ تو عالمی میڈیا CNN اور الجزیرہ سمیت ایک اخبار میں بھی شائع ہوا تھا۔اخبار لکھتا ہے: نیٹو اور طالبان کی لڑائی میدانوں سے انٹر نیٹ تک پہنچ گئی ہے۔اس نے مزید کہا: اسلامی امارت افغانستان کے ترجمان سمجھے جانے والے عبد القہار بلخی کی جانب سے ٹویٹ کے ذریعے دعویٰ کیا گیا کہ ہلمند میں ایساف کا ٹینک تباہ کر دیا گیا اور اس میں سوار چار فوجی ہلاک ہوگئے۔ تین گھنٹے بعد ایساف میڈیا کے ٹوئٹر اکاونٹ سے جواب دیا گیا کہ ' ایساف تمہارے دعوے کی تردید کرتا ہے۔' دو گھنٹے بعد عبد القہار بلخی کے اکاونٹ سے اس بات کے جواب میں کہا گیا کہ ' ایساف کی رپورٹنگ کو کب سے معتبر سمجھا جانے لگا ہے ؟تم تو ابھی سے دن بھر ہیں کیے جانے والے دعووں کی تردید کر رہے ہو'۔تقریباً 45 منٹ بعد ایساف کی طرف سے بلخی کو جواب دیتے ہوئے کہا گیا کہ ' تمہاری خبر کی تردید کرتے ہیں'۔اخبار نے وضاحت کرتے ہوئے کہا:اس قسم کے دعووں اور جوابی دعووں کا یہ پہلا موقع نہیں ہے۔اس سے پہلے ٹوئٹر پر ایک دوسرے کو جھوٹا قرار دینے کا مقابلہ ہو چکا ہے۔30 دسمبر 2011ء کو طالبان کے عبد القہار بلخی نے دعویٰ کیا کہ ' مجاہدین نے ایساف کا ایک ہیلی کاپٹر مار گرایا ہے'۔اس کے ساتھ ایک لنک بھی دیا گیا تھا۔ایساف نے اس کے جواب میں کہا کہ ' تم نے غلط لنک لگایا ہے' ۔عبد القہار نے جواب میں ٹویٹ کیا کہ 'چلو ناں !تم کیا چاہتے ہو کہ میں ویڈیو لگادوں اور ایک بار پھر تمہیں سر کھجانا چھوڑ دوں '؟ایساف نے جواب دیا' تم فکر مت کرو، ہمیں پہلے ہی معلوم ہے کہ کیا ہوا اور کیا نہیں' ؟

مغربی میڈیا اور خاص کر فریق مخالف نیٹو کئی بار اعتراف کر چکا ہے کہ طالبان نے ہم سے میڈیا کی جنگ بھی جیت لی ہے۔امریکی آشیرباد کے حامل پشتو ٹی وی چینل "آشنا" نے طالبان میڈیا کے بارے میں ایک رپورٹ نشر کی تھی۔جس میں کہا گیا تھا کہ طالبان بڑی کامیابی سے کام کرتے ہیں اور دنیا تک کئی طریقوں سے اپنی خبریں پہنچاتے ہیں۔ٹی وی نے کہا: طالبان جدید وسائل کو بھی برابر بروئے کار لاتے رہتے ہیں۔طالبان میڈیا کے حوالے سے امریکی اور افغان کٹھ پتلی اداروں کے ذمہ داران اور نمائندوں سے انٹرویوز لیے گئے تھے۔سب نے اس حقیقت کا برملا اعتراف کیا کہ طالبان بہت آگے جا چکے ہیں اور بڑی تیزی سے کام کرتے اور خبروں کو نشر کرتے ہیں۔اسی ٹی وی نے مذکورہ رپورٹ میں ایک امریکی جنرل کے موبائل کی تصویر دکھائی، جس کی اسکرین پر طالبان کی طرف سے بھیجی گئی خبر جگمگا رہی تھی۔جو اس بات کی کافی شہادت ہے کہ طالبان کسی سے کم نہیں! کچھ ہی عرصہ پہلے دشمن ہیکر نے "الامارہ" کو بہت کوششوں کے بعد بلاک کر ہی لیا تو امریکی بحریہ کے سربراہ نے بڑی خوشی اور مسرت سے کہا:" ہم نے طالبان کی ویب سائٹ بلاک کر دی ہے"۔امریکی بحریہ سربراہ جس خوشی سے یہ بات میڈیا پر کہہ رہے تھے،اس سے معلوم پڑتا ہے کہ طالبان میڈیا نے ان کی راہ میں روڑے اٹکا کر ان کو کتنے نقصان سے دوچار کر رکھا ہے۔

☆ ☆ ☆

قانونی تحفظ، کھلی چھوٹ

سید سعید

میدان وردگ میں ایک بار پھر جارحیت پسندوں کی بمباری اور آمنے سامنے فائرنگ میں درجنوں عام افراد شہید ہوئے۔ 12 جنوری کو رات گئے غاصبوں نے ضلع سید آباد کے تنگی کے درے میں حسن خیل کے علاقے میں ایک مسجد پر بمباری اور سٹیٹ فائر کرکے 18 افراد کو شہید کردیا اور کئی دیگر کو زخمی کردیا، شہداء میں امام ابو حنیفہ کالج کے لیکچرار مزمل کے دو بیٹے، بوڑھے، بچے اور تین خواتین شامل ہیں۔ عینی شاہدین کے مطابق پہلے مسجد پر دو مرتبہ بمباری کی گئی اکثر اموات اسی میں واقع ہوئیں اس کے بعد جارحیت پسند خارجی فوجیوں اور ان کے مقامی مزدور فوجیوں نے فائرنگ کرکے گھروں سے نکالے گئے افراد کو ایک ایک کرکے شہید کیا جس سے عوامی نقصانات واقع ہوئیں۔ عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ اس واقع میں شہید ہونے والے لوگ سب کے سب عام شہری تھے پہلے تو غاصب جارحیت پسندوں کی بمباری میں عام ملکی لوگوں کو زیادہ یا کم نقصانات پہنچتے مگر جو بمباری سے بچ جاتے وہ بہر حال محفوظ رہتے۔ اب تو جو لوگ بمباری سے بچ جاتے ہیں غاصب درندے اور کٹھ پتلی فوجی انہیں گھروں سے نکال نکال کر گولیوں کا نشانہ بناتے ہیں۔

ایک اور پریشان کن بات یہ ہے کہ خارجی فوجی آج کل اپنے ملکی مزدورں {پولیس، اربکی، نیشنل آرمی} کے تعاون سے مختلف علاقوں میں باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت مساجد اور ائمہ مساجد کی گھروں پر حملے اور چاپے مار رہے ہیں۔ مسلسل ایسے واقعات رونما ہو رہے ہیں کہ نمازیوں اور ائمہ مساجد کو شہید کردیا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر 2012ء کے کچھ واقعات کا ذکر:

14 دسمبر کو داخلی فوجیوں نے صوبہ زابل کے مختلف مضافاتی علاقوں میں علماء اور بڑے عمر کے معمر افراد کے بشمول کئی عوامی افراد کو سخت جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا جس میں اکثر لوگوں کے جسم کے اعضاء توڑ دیے گئے۔

20 دسمبر کو اربکی ملیشیا نے صوبہ غزنی میں ضلع شلگر میں علم خیل کے علاقے میں امام مسجد مولوی صاحب علی کے گھر پر چاپہ مارا، تلاشی کے دوران نقد رقم اور زیوارت چوری کیے اور پھر مذکورہ مولوی صاحب کو شہید کردیا گیا۔ اسی دن صوبہ غزنی کے ضلع گیرو میں شیلہ کے گاوں میں 7 عام ملکی لوگوں کو امام مسجد سمیت گرفتار کیا گیا اس کے بعد ضلع شولگر کے گاوں کنصف کے امام مسجد مولوی ذبیح اللہ جو امامت اور تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے تھے اپنے مقتدیوں سمیت شہید کردیے گئے۔

27 نومبر کو اربکی ملیشیا نے لوگر کے مرکز کے قریب کمال خیل میں گاؤں کے امام مسجد بشیر کے گھر پر راکٹ حملہ کیا جس میں موصوف کے حجرے اور گھر کو نقصان پہنچا اس کے بعد اسی علاقے میں ایک اور امام مسجد ملا عبدالاحد کو مسجد سے نکال کر تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور تشدد کرکے انہیں شہید کیا گیا۔

18 ستمبر کو داخلی فوجیوں نے پروان کے ضلع بگرام کے گاوں قلعہ جالی میں 2 ملکی افراد جن میں سے ایک امام مسجد ہیں انہیں شہید کردیا گیا۔ علاقے کے لوگوں کا کہنا ہے مذکورہ افراد کا کسی بھی گروپ سے کوئی تعلق نہیں تھا اور ہم نہیں جانتے کہ فوجیوں نے انہیں کیوں شہید کیا۔

19 ستمبر کو جارحیت پسندوں نے رات کو آپریشن کے دوران ہلمند کے ضلع مارجہ میں ترخنہ ناوردہ امیر بلند کے گاؤں میں ایک عام ملکی شخص امام مسجد اور ایک خاتون کو شہید کردیا۔ 21 اکتوبر کو اربکی ملیشیا نے صوبہ پروان میں ضلع سیاہ گرد میں جامع مسجد کے خطیب مولانا عبدالحمید صاحب کو شہید کردیا، خبر میں مزید کہا گیا مولانا عبدالحمید صاحب عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد گھر کی طرف جا رہے تھے کہ اربکیوں نے فائرنگ کی۔ مولانا عبدالحمید فائرنگ کا نشانہ بن کر زخمی ہوئے اور شہید ہوگئے۔ 14 جولائی کو جارحیت پسندوں نے صوبہ بلخ کے ضلع چہار بولک کے علاقے نواریدقورچی کے علاقے میں گاؤں کے امام مسجد

مولوی جان محمد کے گھر پر چھاپہ مارا، اس وقت مولوی جان محمد گھر پر موجود نہیں تھے۔ان کے گھر کی تلاشی لی گئی اور انہیں بے انتہا مالی نقصان پہنچایا گیا۔

بعد میں جارحیت پسندوں نے بمباری کی جس میں مذکورہ علاقے میں ایک مسجد شہید ہوگئی۔ بعد ازاں ایک عام ملکی شخص کو شہید دو کو گرفتار کیا گیا۔

22جون کو مزدور فوجیوں نے صوبہ فاریاب کے ضلع المار کے گاؤں تربت میں ایک نامور عالم دین مولوی فیض محمد صاحب کو شہید کردیا۔3مئی کو ہلمند کے ضلع موسی قلعہ کے مزرآباد کے علاقے میں ضلعی پولیس نے ایک معمر شخص حاجی موسی کو اس وقت شہید کرڈالا جب وہ مسجد سے گھر کی طرف جارہا تھا۔وہ قاتل پولیس بعدازاں علاقے سے فرار ہوگئی۔اسی طرح 3مئی کو صوبہ قندوز کے دارالحکومت کے مضافات میں کنموسی دوکانہ کے علاقے میں مقامی حکومتی پولیس کے ایک کمانڈر میر عالم کے غنڈوں نے 3عام لوگوں کو شہید کردیا جس میں سے ایک امام مسجد اور دوان کے مقتدی ہیں۔15مئی کو جارحیت پسندوں نے صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانو کے علاقے وزیرو میں گاوں کے امام مولوی محمد لعل صاحب کے گھر پر چھاپہ مارا۔ مولوی صاحب کے گھر سمیت دیگر گھروں کی بھی تلاشی لی گئی مگر کوئی جنگی سامان برآمد نہیں کیا جاسکا ۔اس کے باوجود جاتے جاتے مولوی صاحب موصوف کو شہید اور دوافراد کو گرفتار کرکے لے جایا گیا۔ عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ مولوی صاحب موصوف مسجد کی امامت کرتے اور گاؤں کے بچوں کو قاعدہ وقرآن مجید پڑھایا کرتے تھے ۔28اپریل کو قابض خارجیوں نے غزنی کے ضلع خوگیانو کے گاؤں سفر خیل پر یلغار کردی، عام مقامی لوگوں کو وسیع پیمانے پر شدید مالی نقصانات پہنچائے گئے اور ایک مقامی شخص کو شہید بھی کیا گیا۔امام مسجد سمیت چھ افراد کو گرفتار اور قید بھی کیا گیا۔

مذکورہ بالا مظالم ڈھاکر جارحیت پسند خارجی عناصر جو بھی مقصد حاصل کرنا چاہیں لیکن اس کا زیادہ نقصان امریکا اور اس کی کٹھ پتلی حکومت کو ہوگا۔جو تدریجی طور پر سوویت یونین اور ان کے غلاموں کے مظالم کی تاریخ دہرا رہے ہیں۔ سوچنے کی بات ہے کہ روس کے شکست وریخت کی داستان ان کے سامنے ہے پھر بھی انہیں نقوش پر گامزن ہیں۔

رب ذوالجلال کی حکمت ہے کہ سرکش اور فرعون صفت لوگ اپنی ہلاکت کے اسباب خود اپنے ہاتھوں سے مہیا کرتے ہیں اور پھر نہایت تیزی سے ہلاکت کی گھاٹی میں اترتے جاتے ہیں اب یہ جارحیت پسند قوتوں کی مثال سامنے ہے کہ افغانستان اور عراق پر قبضے کے بعد یک قطبی دنیا پر حکمرانی کا تاج اس کے سر سے اتر چکا ہے۔اور خداتعالیٰ جل جلالہ کو منظور ہوا تو یہ لوگ آئندہ زمانے میں مزید شرمندگیوں اور بے چارگیوں کا سامنا کریں گے۔

کرزئی کے حالیہ دورہ امریکا کے ایجنڈے میں جارح خارجی فوجیوں کو حفاظتی سہولیات کی فراہمی ایک اہم مسئلے کے طور پر سرفہرست رہی۔ بظاہر یہ ایک متنازع مسئلہ تھا مگر آخرکار کرزئی نے تسلیم کرلیا کہ 2014کے بعد جو خارجی فوجی یہاں رہیں گے انہیں قانونی طور پر تحفظ اور امن فراہم کیا جائے گا۔ جارحیت پسند قوتیں جو قانونی تحفظ اور امن فراہم نہ ہونے کے باوجود خواتین، بچوں، نمازیوں اور ائمہ مساجد کو شہید کررہی ہیں، اور اسلامی شعائر کی بے حرمتی کررہی ہیں تو پھر خدانخواستہ اگر انہیں قانونی تحفظ کی ضمانت مل جائے، انہیں مظالم کے لیے کھلی چھوٹ بطور حق کے مل جائے تو اس بات کا اندازہ ہی لگایا جاسکتا ہے کہ اس وقت افغان عوام کی صورتحال کیا ہوگی۔ پھر تو چکی رکھ کر افغانوں کو اس میں پیسا جائے گا۔ مظالم کی کھلی چھوٹ بطور حق کے مل جانا یہ افغانوں کی واقعی تباہی ہے۔ کرزئی اور اس کی ٹیم اپنے ذاتی مفادات کے لیے ملک کو بیچ رہے ہیں۔اپنے ناجائز خواہشات کی خاطر قومی مفادات کی قربانی دے رہے ہیں، بے اختیار اقتدار کی خاطر غیور افغان عوام کی پہچان مسخ کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ تاریخ کا چہرہ مسخ کررہے ہیں۔ قومی بنیادوں اور اسلامی شعائر کی تحریف کررہے ہیں۔ یہ لوگ خود کو افغان کہتے ہیں تو پھر وہ کیسے برداشت کرتے ہیں کہ غاصب قوتیں ان کی خواتین اور بچوں کو ایذا پہنچائیں، انہیں قید میں ڈالیں اور شہید کریں، ان کے گھروں اور مساجد پر بمباری کریں۔ پھر یہ گروہ قاتلاں اس قابل ہے کہ ان کو قانونی تحفظ فراہم کیا جائے؟ انہیں کھلی چھوٹ مل جائے اور وہ بھی ان کے بنیادی حق کے طور پر۔ پھر دعوی ہے کہ ہم افغان فرزند ہیں؟ کس دلیل، کونسی فہم اور کس افغان روایت کی بنیاد پر؟

***

امریکہ کیسا افغانستان چاہتا ہے؟

(محمد عادل)

روسی افواج بے آبرو ہو کر جب دریائے آمو کے پار اتر گئیں تو افغان مجاہدین کے پاس چونکہ کوئی ایسا رہنما موجود نہیں تھا جو تمام جہادی کمانڈروں کے نزدیک اس حد تک محترم ہو کہ اس کی بات فیصلہ کن تصور کی جائے۔ لہٰذا عدم مرکزیت کی وجہ سے یہ جہادی کمانڈر اپنے آپ کو حکومت کا اہل اور اصل حقدار سمجھتے ہوئے ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہو گئے۔ اِس وجہ سے خطہ افغانستان بدامنی اور فساد سے فوری پاک نہ ہو سکا بلکہ تنظیمات کے اس دور میں بعض ایسے قبیح افعال رواج پکڑ گئے کہ ان کا تصور بھی کسی شریف الطبع انسان کے رونگٹے کھڑے کر دے۔ یہ حالات دگرگوں ہوتے گئے اور قریب تھا کہ قہر الٰہی کا کوڑا ان مسائل کی وجہ سے اِس خطے پر برس پڑے مگر سرزمین افغانستان میں موجود چند اللہ والے درویشوں کے طفیل ربِ کریم کی طرف سے یہ سزا نافذ نہ کی گئی۔ ان ناگفتہ بہ حالات میں سدھار لانے کے لیے ولی کامل، امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کی سرکردگی میں چند عالی ہمت نوجوانوں نے اللہ پر توکل کرتے ہوئے قندھار کے مضافات میں موجود ایک فسادی جنگجو سردار کو قرار واقعی سزا سے دوچار کیا۔ نیتوں کی پاکی وخلوص اور دلوں کے تقویٰ وللہیت کی بدولت ملنے والی نصرتِ الٰہی سے اس پہلی کامیابی کو ایسی قبولیتِ عامہ حاصل ہوئی کہ نہایت تھوڑے عرصے میں طالبانِ عالی شان نے افغانستان کے ایک بڑے حصے پر شریعت کی حاکمیت قائم کر دی۔ امارت اسلامیہ افغانستان کے قیام نے خطہ افغانستان میں رائج فاسد نظام کی بساط ایسی لپیٹی کہ پوری دنیا کو اپنے پنجہ استبداد میں دبوچنے والے سرمایہ دارانہ جمہوری نظام کی کسی بھی اکائی کے پنپنے کے لیے یہ علاقہ مکمل طور پر غیر موزوں ہو گیا۔

اب افغانستان کے اکثریتی علاقے پر طالبان کی اسلامی حکومت قائم ہو گئی تو انھوں نے اسلام اور مسلمانوں کے مصالح پر قدغنیں لگانے والے اقوام متحدہ کے منشور(Charter of United Nations) کے برخلاف پوری دنیا کے مہاجرین ومجاہدین کے لیے انصار بننے کی پیش کش کی اور عملاً بھی کچھ ہوا۔ لہٰذا اگر یہ شرعی نظام کتابوں سے نکل کر اس مرئی صورت میں اسی طرح دنیا کے نقشے پر ابھرا رہتا تو کفر وفساد کے منبع امریکہ کے لیے ایک ڈراؤنا خواب تھا۔ چنانچہ امریکہ کی سرکردگی میں مغربی طاقتوں نے افغانستان کے ہمسایہ ممالک کو سمجھانا شروع کر دیا کہ وہ اس " جدید ریاستی نظام " کے ایک ذمہ دار رکن کی حیثیت سے اپنا فرض ادا کریں اور طالبان کے اِس "غیر مہذب" اور "ترقی دشمن" طرز حکومت کو ختم کرے۔ یہ صلاح مشورے چلتے رہے اور انھی حالات میں جرمنی میں ہونے والے ایک اجلاس کے اندر امریکہ نے اپنے اتحادیوں کو سال 2001ء کی پہلی برف باری سے قبل افغانستان پر حملہ کرنے کے لیے اعتماد میں لے لیا۔

تاریخ سے سبق نہ سیکھنے کی غلطی کر کے مغضوبین پر نشانہ باندھے اللہ کے ترکشوں میں سے ایک ترکش اور بادشاہتوں کے قبرستان(Grave Yard of Empires)اِسی افغانستان پر امریکہ، نیٹو اور اس کے نان نیٹو اتحادیوں کو حملہ آور ہوئے 11 سال ہونے کو ہیں لیکن کیفیت اسی پیاسے صحرائی مسافر کی سی ہے جو سراب کے پیچھے دوڑتا ہے اور بالآخر اسی بھاگ دوڑ میں جان کی بازی ہار جاتا ہے۔

زیر نظر مضمون کے عنوان میں قائم کیے گئے سوال کہ "امریکہ کیسا افغانستان چاہتا ہے؟" کا جائزہ لیا جائے تو اس کا مختصر جواب تو یہی ہے کہ " ایک ایسا افغانستان جو اسلام کے بالمقابل دورِ جدید کے غیر شرعی سرمایہ دارانہ جمہوری نظم حکومت اور اس کے جملہ لوازمات کو پورا کرتا ہو۔" اس اجمال کی تفصیل مندرجہ ذیل سطور میں ملاحظہ فرمائیں۔

خلافتِ عثمانیہ کی کمزوری اور بالآخر سقوط کے بعد جب استعماری طاقتوں نے بلادِ اسلامیہ پر اپنا قبضہ مستحکم کر لیا تو یہاں پر کفار نے اپنے قوانین نافذ کر کے صرف عائلی قوانین جیسی بعض جزئیات باقی رہنے دیں۔ ازاں بعد وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کمزور ہوتی استعماری طاقتیں جب اپنے غاصبانہ قبضے کو دیرپا نہ بنا سکیں تو انھوں نے مجازی لباس اوڑھنے کی سازش تیار کی۔ چنانچہ جاتے جاتے جمہوری نظم حکومت اور "اداروں کے استحکام" کے گھن چکر میں پھنسا کر غیر اسلامی آئین ودستور کی بالادستی سے لے کر تعلیمی اور عدالتی نظام تک کا "لنڈا" بھی بلادِ اسلامیہ کو عطیہ کر گئے، جسے اب تک ہم اسلامی بنائے سینے سے لگائے بیٹھے ہیں۔ المیہ یہ ہے کہ اِس "اُترن" کو شرعی حوالوں کے ساتھ اتار پھینکنے کی بات کرنے والے "اسلامی سلطنت" کے باغی قرار پاتے ہیں۔

آج کے افغانستان کی منظر کشی بھی کچھ ایسی ہی ہے۔ طالبان نے اپنے دور حکومت میں اس اُترن کو اتار پھینکا تھا اوران ابطالِ امت کی شریعت کی یہ پاسداری دیکھ کر دوسرے بلادِ اسلامیہ کے باسی بھی متاثر ہوئے اور وہ بھی اپنے اپنے خطوں میں ان غیر اسلامی چیزوں کو دیس نکالا دینے کے خواب دیکھنا اوران کی تعبیریں لکھنا شروع ہو گئے۔اس سب کی روک تھام کے لیے امریکہ نے حملہ کیا اور امارتِ اسلامیہ کے سقوط کے بعد اپنے غلام، حامد کرزئی کی سر کردگی میں اپنا وہی مغربی نظام نافذ کر دیا۔ چنانچہ پچھلی صدی کی استعماری طاقتوں کی طرح اب امریکہ بھی شکست پر منتج ہوتی اپنی رسوائی کے بعد افغانستان سے جاتے ہوئے اپنی تمنا کے مطابق افغانستان کو بنانے کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات (یہی کچھ امریکہ نے عراق میں کیا ہے) کی کامیابی چاہتا ہے۔

میر جعفر اور میر صادق کی تلاش:

امارتِ اسلامی کے سقوط کے بعد حرص وہوس کے پجاریوں نے اپنی خدمات کی منڈیاں سجالیں اور غاصب حکمرانوں کی صورت میں آنے والے بیوپاریوں کے ساتھ اپنے دین وایمان کا سودا کرلیا۔ دوستم ایسے ازلی بکاؤ مال کے ساتھ اب کی دریافت حامد کرزئی تھا، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کرزئی کی یہ دریافت اچانک نہیں تھی بلکہ وہ اس سے قبل بھی طالبان دور میں امریکی خفیہ ایجنسی(CIA) کے لیے خفیہ اطلاعات کی فراہمی کو یقینی بنانے کا نیٹ ورک چلاتا تھا۔ کرزئی کی ''عوام'' میں مقبولیت کی کمی کی وجہ سے امریکہ اب کوئی نیا مہرا تلاش کرنا چاہتا ہے، بلکہ یہ تو امریکہ کا پرانا اصول ہے کہ وہ کچھ عرصے کے بعد اپنے غلاموں کا چہرہ بدل لیتا ہے تاکہ اس ملک میں پائے جانے والے عوامی اضطراب کو ٹھنڈا کیا جاسکے۔ اس مقصد کے لیے وہ بہت ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ دولت کی ریل پیل سے طالبان کی صفوں میں سے بھی لوگوں کو خریدنے کی ناکام کوششیں کی جارہی ہیں لیکن تاحال میڈیا پر تمام تر پروپیگنڈے (کہ تمام طالبان امیر المومنین، ملا محمد عمر مجاہد نصرہُ اللہ کو اپنا امیر نہیں مانتے، بہت سے طالبان ہتھیار ڈالنا چاہتے ہیں، جو طالبان القاعدہ سے تعلق توڑلیں ان سے بات ہوسکتی ہے وغیرہ وغیرہ) کے باوجود وہ طالبان کی صفوں میں سے کسی کو اپنے ساتھ دکھانے میں ناکام رہا ہے۔ دوسری طرف گلبدین حکمت یار کے لوگوں نے بھی مذاکرات شروع کر دیے ہیں، گو آراء کے اختلاف کی وجہ سے اونٹ ابھی کسی کروٹ بیٹھتا نظر نہیں آتا۔ اب امریکہ چاہ رہا ہے کہ کرزئی کی طرح کا کوئی طفیلی حکمران اُسے مل جائے تو عوامی غضب کے سامنے کوئی نیا چہرہ پیش کر دیا جائے۔

مقامی گروہوں کو مقابلے کے لیے کھڑا کرنا:

غداروں کی تلاش کے بعد اگلا مرحلہ دائمی استعماری ہتھکنڈوں، پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو(Divide and Rule) کے ذریعے معاشرے کے اندر نفوذ اور اپنائیت رکھنے والی قوت کے خلاف اُسی معاشرے کے اندر سے ایسے گروہ تشکیل دینا ہے جو غاصب حملہ آوروں کے ہراول کا کام دے سکیں۔ اس مرحلے پر وہی صورت حال پیدا ہوئی جو انگریزی استعمار نے برصغیر آمد کے بعد بنائی تھی کہ مناسب معاشرتی ساکھ رکھنے والے افراد کے ذمہ لگایا کہ تم اپنے علاقے میں بغاوت اور مزاحمت (جہاد) کو قابو کرلو تو وہ تمام علاقہ تمھاری جاگیر اور تم اس کے نواب (ان میں سے کئی نواب اُن ملکوں کی آنے والی نسلوں کو ہیرو بنا کر دکھائے گئے جو حقیقت میں اسلام اور امت کے غدار تھے) چنانچہ یہاں بھی ان قبائلی سرداروں کی سرکردگی میں طالبان مخالف مقامی لشکر تشکیل دیئے گئے اوران سرداروں کو حکومت میں عہدے اور وزارتیں دی گئیں۔ اِن لشکروں سے طالبان کی مخبری اور جاسوسی سمیت ہر وہ کام لیا جارہا ہے جو خطے میں امریکی منصوبے کو تکمیل تک پہنچادے۔

جمہوریت کا قیام:

مذہب سرمایہ داری(Capitalism) کے سیاسی نظام، جمہوریت کے قیام کے امریکی نعرے سے دنیا کا امن حقیقی خطرے میں ہے بلکہ عقل سلیم کی حامل اقدار ''تباہی'' کے دھانے پر کھڑی ہیں۔ چنانچہ خواہش نفس کے تابع اس نظام کے علم برداروں کو افغانستان میں شرعی اسلامی نظام حکومت کیسے منظور ہو سکتا تھا جو وسائل واسباب کے اعتبار سے تہی دامن ہونے کے باوجود ان باطل اور غالب قوتوں کی بالادستی کا نہ صرف انکاری تھا بلکہ ان کو پست اور ذلیل کر دینے کا عزم لیے ہوئے تھا۔

چنانچہ اس نظام کو ختم کرنے کے لیے اس کی ضد جمہوریت کا قیام ہی واحد کارگر ہتھیار تھا۔ لہٰذا اس مقصد کے حصول کے لیے امریکہ نے نظم حکومت کا نقشہ اپنی نگرانی میں تشکیل دیا۔ اس نقشے میں پارٹیوں کی تشکیل بھی اپنی مرضی سے کی کہ جیت ہو یا ہار دونوں صورتوں میں امریکی مفادات کو پورا کرنے والے ہی حکومت میں آئیں۔ چنانچہ پہلے سے طے شدہ نتائج کے حصول کے لیے انتخابات کا ڈھونگ رچا کر اپنے مہروں کو ایک جمہوری طریقے سے سامنے لایا گیا اور دین وامت کے ان غداروں کو ''عوام کے منتخب نمائندوں'' کے معتبر نام کے ساتھ بساط پر بچھادیا گیا۔

مغربی نظام تعلیم:

طالبان نے اپنے دور حکومت میں ایسا نظام حکومت رائج کیا تھا جو انسان کو عبدیت کے دائرے میں رکھتا ہے۔ اس کے برعکس اہل مغرب کا پورا نظام چونکہ خواہش نفس کے تابع اور حیا سے عاری ہے لہٰذا امریکہ چاہتا ہے کہ یہاں نظام تعلیم بھی ایسا ہو جس میں طالبانِ علم، خواہ لڑکا ہو خواہ لڑکی، شرم وحیا اور عفت وعصمت کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھیں اور اس نظام کے تحت تعلیم

امارتِ اسلامیہ کے سقوط کے بعد امریکہ نے اسلام کے نظام عدل کی جگہ اپنے آئینی ڈھانچے کی بنیاد پر افغانستان کا آئین تشکیل دلوایا اور آزادی اور حقوق انسانی کے کفریہ تصورات کو اسلام کا پیوند لگا دیا گیا ہے۔ اسلام کے سادہ سے قانونی نظام کو ختم کر کے حدود سے "پاک" امریکی طرز پر دیوانی اور فوجداری قوانین نافذ کیے گئے ہیں جو بحیثیت قانون کفر واسلام کا ملغوبہ ہیں اور حصول انصاف میں عملی طور پر ذلت وخواری کا مظہر ہے۔

حاصل کرنے والے لوگ اس غلط نظام کو بدلنے کی سوچ ہی سے عاری ہو جائیں ۔پیسے کے حصول کی دوڑ میں لگا دینے والے مضامین یہاں رائج کر دیے جائیں اور اسلامی علوم اور مدارس کے نظام تعلیم کو یہاں سے رخصت کر دیا جائے۔

بقول اقبالؒ:

افغانیوں کی غیرت دیں کا ہے یہ علاج

ملا کو ان کے کوہ ودمن سے نکال دو

کفر والے سمجھ گئے ہیں کہ ایسا ہو جائے تو تب ہی یہ قوم تہی دامن ہونے کے باوجود اپنے دین، عزت اور زمین کے تحفظ کی خاطر ہر حملہ آور سپر پاور کے گریبان کو ہاتھ ڈالنے سے باز رہ سکتی ہے۔

اس حقیقت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن افغانستان کے اپنے حالیہ دورے سے واپسی پر جب کانگریس کے سامنے پیش ہوئی تو اس سے بڑے بڑے تلخ سوالات کیے گئے کہ گیارہ سال ہو گئے ہیں ہمیں افغانستان میں جنگ لڑتے تو ہم نے کیا حاصل کیا ہے؟ اتنا روپیہ ضائع کر دیا ہے اور طالبان اور القاعدہ ابھی تک "مہذب" دنیا کے لیے خطرہ ہیں! اس کے جواب میں ہیلری کلنٹن نے اپنی کئی طرح کی عسکری "کامیابیاں" گنوائیں کہ ہم نے طالبان اور القاعدہ کے اوپر سے لے کر نیچے تک کی ہر سطح کے اتنے زیادہ رہنما گرفتار اور "ہلاک" کر دیے ہیں، ان کے محفوظ ٹھکانے تقریباً ختم کر دیے ہیں وغیرہ وغیرہ! مگر ہیلری کے یہ تمام جوابات کانگریس کو مطمئن نہ کر سکے! اپنی بریفنگ کے آخر میں کامیابی کی طرف پیش قدمی کے بارے میں حتمی دلیل دیتے ہوئے ہیلری نے کہا کہ ہم افغانستان میں بنیادی فتح (Bench Mark Success) حاصل کر چکے ہیں۔ اس نے کہا "ستر لاکھ افغان بچے سکول جا رہے ہیں اور ساٹھ فی صد افغان لڑکیاں سکول جا رہی ہیں۔"

وہی جو شاعر مشرق نے کہا تھا:

تعلیم کے تیزاب میں ڈال اس کی خودی کو

ہو جائے ملائم تو جدھر چاہے اسے پھیر

اب اکبرؔ کی زبانی اس نظام تعلیم کے بارے میں سن لیجیے:

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا

افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

ہیلری نے جب یہ کہا تو تب جا کر کہیں کانگریس والے اس کی بریفنگ سے مطمئن ہوئے کہ ہاں اب تم نے جو پیش رفت بتائی ہے یہ اصل کامیابی کی طرف پہلا قدم ہے۔ اس کے بعد ہم اپنے مطلوبہ مقاصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

لارڈ میکالے کے نظام تعلیم کا جوہر لیے دنیا بھر کے نظام ہائے تعلیم کے تحت کام کرنے والے سکول، کالج اور یونی ورسٹیاں اس بنیادی وصف کو ہی ختم کر دیتی ہیں جس کی بدولت کسی زندہ دل مسلم نوجوان کے اندر وہ درد پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ آج امت کی تکلیف کو اپنی تکلیف اور عصر حاضر میں اسلام کی سیاسی اور عسکری مغلوبی کو اپنی مغلوبی سمجھتا ہے۔ یہ درد تو اسی نظام کے اندر پیدا ہوتا ہے جو ریا، کبر، ہوسِ مال اور حب جاہ جیسے رزائل نفس کو دلوں سے دھو ڈالتا ہے۔ اس بات کو ایک مجاہد شاعر نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

میکالے کے مکتب میں کہاں درد کی دولت؟

یہ مینا و بادہ ہے کسی اور جہاں میں!

پس امریکہ افغانستان میں ایسا نظام تعلیم چاہتا ہے جو توحید پہ مر مٹنے والے غیور افغان مسلمانوں سے یہ درد چھین لے اور وہ بھی روٹی، کپڑا، مکان اور بینک بیلنس جیسے حقیر مقاصد کے پیچھے ہلکان ہوتے رہیں۔

معاشی نظام:

انسان الٰہی رشد وہدایت کو پس پشت ڈال کر جب بھی سوچے گا تو اس کی سوچ معاش کے تابع ہی ہو گی۔ چنانچہ غاصب قوتوں کی خواہش ہے کہ افغانستان میں بھی وہی سودی نظام رائج ہو جس نے دنیا بھر کی معیشت کو اپنی گرفت میں لیا ہوا ہے۔ اس جال میں سرمائے کا تمام بہاؤ امریکہ کی طرف ہوتا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے اس نے اپنے سودی معاشی نظام کے آلہ کار بینکوں کا ایک جال افغانستان میں بچھا دیا ہے۔ کاروبار اور خرید وفروخت کے اصول بھی اسی مغربی نظام کے تحت طے کیے گئے ہیں۔ اس معاشی نظام کو نافذ کر کے امریکہ چاہتا ہے کہ مذکورہ بالا نظام تعلیم کے ذریعے جو مقاصد مثلاً خدا سے دوری، حرص و ہوس کی پوجا اور پیسے کی لامتناہی دوڑ وغیرہ حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے وہ اپنی عملی صورت میں آ جائے گی۔

یہ بھی اقبالؒ کی زبان سے ہی سن لیں:

عصر حاضر ملک الموت ہے تیرا، جس نے

قبض کی روح تیری، دے کے تجھے فکر معاش

آئینی اور قانونی نظام:

امارتِ اسلامیہ افغانستان کے مبارک دور میں شریعتِ محمدی ﷺ کی برکتوں سے افغانستان امن کا گہوارہ تھا۔ رات کی تاریکی میں اجاڑ رستوں میں سفر کرتے مسافر ہوں یا دن کے اجالے میں کسی سڑک کے قدمی رستے (Foot Path) پر بیٹھے منی چینیجرز کی غیر موجودگی میں ان کی صرف کپڑے سے ڈھکی رقوم ہوں، کسی کو بھی چوری اور ڈکیتی کا خدشہ نہ ہوتا تھا۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ اسلام کا نظامِ عدل اپنی اصل روح کے ساتھ اس خطے میں رائج و نافذ تھا۔ حدود، قصاص اور تعزیرات کے نفاذ میں کسی سے کوئی رعایت نہیں کی جاتی تھی۔ قانون کی نظر میں امیر اور غریب سب برابر تھے۔ طالبان کے دور میں عدل و انصاف کی فوری فراہمی کے بے شمار محیر العقول واقعات ہیں لیکن یہاں ہم بوجوہ پاکستانی صحافی اوریا مقبول جان کے روایت کردہ صرف ایک واقعے کا ہی تذکرہ کریں گے۔ '' طالبان کے دور میں پاک افغان سرحد پر ایک نالے کے پانی کا مسئلہ بن گیا۔ نالہ افغانستان سے آتا تھا مگر اب اس کو افغان زمین دار نے بند کر دیا۔ لوگوں نے مجھ (اس دور میں متعلقہ علاقے میں ڈپٹی کمشنر) سے شکایت کی میں نے طالبان کے اس علاقے کے گورنر سے رابطہ کیا تو انھوں نے مجھے بھی اس جگہ بلالیا اور خود بھی آگئے۔ اس زمین دار اور پاکستانی کاشت کاروں سے مسئلہ سن کر ساتھ آئے قاضی صاحب (جج) سے پوچھا کہ شریعت اس مسئلے میں کیا کہتی ہے؟ اس پر انھوں نے جواب دیا کہ شریعت اس زمین دار کو پانی روکنے کی اجازت نہیں دیتی تو انھوں نے کدال پکڑی اور زمین دار کو دی کہ پہلا ہاتھ خود چلاؤ اس بند کو توڑنے کے لیے۔ اس طرح آناً فاناً اس مسئلہ میں انصاف کی فراہمی کر دی گئی۔

دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے یہی وہ قابلِ تقلید مثال تھی جو عالم کفر کے گلے کی پھانس بنتی جا رہی تھی اور اسی کے خاتمے کے لیے امریکہ کی سرکردگی میں ملتِ کفر افغانستان پر حملہ آور ہوئی۔ امارتِ اسلامیہ کے سقوط کے بعد امریکہ نے اسلام کے نظامِ عدل کی جگہ اپنے آئینی ڈھانچے کی بنیاد پر افغانستان کا آئین تشکیل دلوایا اور آزادی اور حقوقِ انسانی کے کفریہ تصورات کو اسلام کا پیوند لگا دیا گیا ہے۔ اسلام کے سادہ سے قانونی نظام کو ختم کر کے حدود سے ''پاک'' امریکی طرز پر دیوانی اور فوجداری قوانین نافذ کیے گئے ہیں جو بحیثیت قانون کفر و اسلام کا ملغوبہ ہیں اور حصولِ انصاف میں عملی طور پر ذلت و خواری کا مظہر ہے۔

معاشرتی نظام:

افغان مسلمانوں کے رگ و ریشے میں بسی دینی غیرت و حمیت وہ جوہری وصف ہے جو ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیتا ہے جس کے خواص (Cream) اپنے اعلیٰ و ارفع مقاصد کو پانے کے لیے وقت کی سپر پاورز کو نکیل ڈال دیتے ہیں۔ ان اوصاف کی بدولت ایسا معاشرہ تشکیل پاتا ہے کہ ''تہذیبِ مغرب' بے پردگی، شہوت پرستی اور بے حمیتی کے بیج بونے کے لیے کوئی نرم اور زرخیز زمین پانے سے محروم ہو جاتی ہے۔ امریکہ چاہ رہا ہے کہ وہ یہاں سے جاتے جاتے ایسا معاشرتی ڈھانچہ تشکیل دے جائے جو افغانستان کو اس کے اس معاشرتی خاصے سے تہی دامن کر دے تاکہ دجالیت کے معاصر نظام میں دنیا بھر کے مسلمانوں کو اسلام کے عملی نمونے کی جھلک دوبارہ کہیں نظر نہ آئے۔

اس ایک نشست میں یہ ہلکا سا خاکہ ہے اُس افغانستان کا جو امریکہ یہاں کسی حد تک بنا چکا ہے اور اس خاکے کے نامکمل رہ جانے والے نقوش میں اپنے مقامی اور غیر مقامی اتحادیوں سمیت مزید رنگ بھرنے میں دن رات مصروف ہے۔ امریکہ افغانستان سے اخلاق و اقدار کی ہر وہ اکائی مٹا دینا چاہتا ہے جس کی بدولت اس خطے کے باسیوں کی غیرت اور حمیت باقی ہے۔ اسلام کی ہر اُس تعبیر سے امریکہ اِس خطے کے مسلمانوں کو محروم کر دینا چاہتا ہے جو معاصر دجالیت میں چراغِ راہ ثابت ہو اور دجال اور اس کے لشکریوں کی شکست کا سامان کرنے کے قابل ہو۔

احسان دانش کی زبانی آج کی صورتِ حال یہ ہے:

یہ مرا الملک یہ اخلاق کی کشتِ زرخیز
اِن کے ہاتھوں سے زبوں حال ہوئی جاتی ہے

لیکن امریکہ، اس کے حواری و اتحادی اور مشیران یہ بھول رہے ہیں کہ ہماری آسمانی کتاب میں کفر والوں کے عزائم اور منصوبوں کے خلاف ہمارے 'قدرت والے، زبردست اور منتقم رب نے یہ کہہ کر ہماری ہمت قیامت کی صبح تک کے لیے بندھا دی ہے کہ:

واللہ خیر الماکرین

''اور اللہ سب سے بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔''

عظیم مبلغ، جید عالم دین جناب مولانا محمد امیر بجلی گھر صاحب کے وفات کے بابت تعزیتی پیغام

امارت اسلامیہ افغانستان کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد حفظہ اللہ

افسوسناک خبر ملی ہے کہ خیبر پشتونخوا کے عظیم مبلغ،داعی اسلام اور معروف عالم دین حضرت مولانا محمد امیر بجلی گھر پشاور میں اتوار کے روز شدید علالت کے بعد انتقال فرما گئے،انااللہ واناالیہ راجعون۔

مرحوم مولانا بجلی گھر صاحب علاقائی سطح پر دینی ومذہبی عالم اور معروف ترین شخصیت تھے۔ موصوف علاقے اور جنوبی ایشاء کے بعض اسلامی ممالک میں عظیم مبلغ اور داعی اسلام کے حیثیت سے مقبول ترین شخصیت کے حامل تھے۔ان کے خطاب کے پرمسرت لہجے کے پاکستان ،افغانستان اور دنیا کے دیگر ممالک میں کثیر تعداد میں لوگ مداح تھے۔

مرحوم نے ہمیشہ راہ حق کے منبر سے اپنے جراتمندانہ تقاریر میں اسلام اور مسلمانوں کا مضبوط دفاع کیا،جہاں بھی مظلوم مسلمانوں پر ظلم ہوا،موصوف نے نہایت جرأت سے اس کی مذمت فرمائی۔

افغانستان پر روسی جارحیت کے دوران مولانا مرحوم جہاد اور مجاہدین کے مضبوط حامی تھے،اسی طرح موجودہ جارحیت کے خلاف بھی اکثر تقاریر میں اپنی رائے کا اظہار کیا کرتے تھے۔

امارت اسلامیہ افغانستان موجودہ حالات میں مرحوم کی وفات کو علمی اور دعوتی حلقوں کے لیے ناقابل تلافی خلاء تصور کرتی ہے۔ ہم مرحوم کے خاندان،شاگردوں اور تمام احباب ومتعلقین کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ مرحوم کو جنت میں اعلی مقام اور خاندان کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔

ذبیح اللہ مجاہد

ترجمان امارت اسلامیہ افغانستان

20/صفر المظفر 1434ھ

بمطابق

02/جنوری 2013ء

بقیہ از: صوبہ فاریاب کے معاون مولانا عبدالباقی سے گفتگو

اور اکثر مقامات پر بہت سے علاقے مجاہدین کے پاس ہیں۔علاقوں پر ان کا تسلط ہے اور ان کا سکہ اقتدار وہاں چلتا ہے۔ المار، قیصار، جالگزئی، دولت آباد اور پشتون کوٹ میں مجاہدین سب سے زیادہ قوی حالت میں ہیں۔ دشمن کا وجود محض اپنے مراکز تک محدود ہے۔ اندخوئی اور خان چارباغ کی طرح فاریاب کے کچھ علاقے ایسے بھی ہیں جہاں مجاہدین گوریلا کارروائیاں خفیہ طریقے سے کرتے ہیں۔ فاریاب کے مرکز میں مجاہدین کی گوریلا کارروائیاں انتہائی فعال ہیں۔اب تک انتہائی سخت کارروائیاں کی گئی ہیں اور دشمن سخت گھبراہٹ کا شکار ہے۔

سوال:صوبہ فاریاب میں خارجی موجود ہیں؟اور کیا وہ آپریشن میں حصہ لیتے ہیں؟

جواب: پہلے یہاں صوبہ فاریاب کے ضلع قیصار، اور مرکزی شہر میمنہ میں 35 کیمپوں اور ہوائی اڈوں میں خارجی فوجی موجود تھے۔ مگر گذشتہ دو ماہ سے مکمل طور پر فاریاب سے نکل گئے ہیں اور اپنے کیمپ اور اڈے نیشنل آرمی کے حوالے کردیے ہیں۔ مگر آپریشنز کے دوران جارحیت پسند خارجی فوجی جن میں اکثریت امریکیوں کی ہوتی ہے اس میں حصہ لیتے ہیں۔ جیسا کہ حالیہ آپریشن میں بھی امریکی زمینی اور ہوائی فوج نے حصہ لیا تھا۔

سوال :فاریاب میں مجاہدین کے ساتھ لوگوں کے تعاون اور ہمدردی کے متعلق تھوڑا سا بتائیں؟

جواب : فاریاب کے عوام سب کے سب مجاہد مزاج کے لوگ ہیں۔ عہد وپیمان کے پابند اور دین ووطن پر جان فدا لوگ ہیں۔ان لوگوں نے تاریخ کے مختلف ادوار میں اسلام کے لیے مختلف قربانیاں دیں۔ اب بھی انتہائی مضبوطی سے مجاہدین کی صفوں میں کھڑے ہیں۔نہ صرف اندرونی اضلاع میں بلکہ مرکزی شہر میمنہ میں بھی جہاں دشمن کا کنٹرول انتہائی مضبوط ہے اس کے باوجود انتہائی شجاعت سے ہمارے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔

عوامی تعاون کی برکت ہی سے مجاہدین اپنے جہادی سلسلوں کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ ہمارے مجاہدین اگر پوری کامیابی سے جہادی کارروائیاں جاری رکھے ہوئے ہیں اور دشمن کا کوئی وار کامیاب نہیں جاتا تو یہ مجاہدین کے ساتھ عوامی تعاون کا سب سے بڑا اور واضح ثبوت ہے۔

محترم مولوی صاحب فاریاب کے مجاہدین کی نمائندگی کے ساتھ گفتگو کے لئے آپ کی تشریف آوری اور ذرہ نوازی پر آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں اللہ تعالی جہادی کاموں میں آپ کو کامیاب وسرفراز رکھے۔

—— آپ کا بھی بہت بہت شکریہ،اللہ سلامت رکھے۔

◈◈◈

گفتگو: حبیب مجاہد

صوبہ فاریاب کے معاون مولانا عبدالباقی سے گفتگو

یادداشت:

کچھ عرصہ قبل 24 اکتوبر 2012ء امارت اسلامیہ کی طرف سے فاریاب کے جہادی ذمہ دار مولوی یار محمد ضلع پشتون کوٹ میں دشمن کے خلاف آمنے سامنے معرکے میں شہید ہوگئے، اسی طرح اس واقعے کے بعد دشمن نے فاریاب کے اسی ضلع اور اس کے علاوہ دیگر اضلاع میں بھی مختلف آپریشن کئے اور بار بار مجاہدین کی شہادت اور اپنی کامیابیوں کے دعوے کیے۔ دشمن کے ان دعوؤں میں کتنی حقیقت ہے اور اب فاریاب کے حالات کیسے ہیں اسی حوالے سے صوبہ فاریاب کے معاون ذمہ دار مولانا عبدالباقی صاحب سے گفتگو ہوئی، جس کے لیے قارئین کی توجہ چاہتے ہیں۔ {ادارہ}

سوال: محترم مولوی صاحب الامارہ ویب سائٹ کے کارکنوں کی نمائندگی کرتے ہوئے خوش آمدید کہتا ہوں۔ سب سے پہلے صوبہ فاریاب کے حالیہ واقعات اور تازہ حالات کے متعلق بتائیں؟

جواب: نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد: سب سے پہلے آپ اور آپ کے ساتھیوں کو سلام واحترام عرض کرتا ہوں۔ آپ کے سوال کے متعلق کہوں گا کہ فاریاب میں جہادی سرگرمیاں للہ الحمد معمول کے مطابق جاری ہیں۔ حال میں کچھ حادثات ہوئے۔ ہمارے جہادی ذمہ دار مولانا یار محمد شہید ہوگئے۔ اسی طرح اور بھی کچھ ساتھی شہید ہوگئے۔ مگر ان حالات سے ہمارے جہادی حالات پر کچھ بھی برا اثر نہیں پڑا بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ ان حادثات کے بعد ہم نے اور بھی زیادہ اہم کارروائیاں کیں، دشمن کے بہت زیادہ آدمیوں کا خاتمہ کیا۔ ہم نے دشمن کے آپریشنوں کو شکست دے کر پیچھے دھکیل دیا اور انہیں سخت نقصانات سے دوچار کیا۔ یہ سب فتوحات میں اپنے شہداء کی قربانیوں کی برکت سمجھتا ہوں۔

سوال: آپ نے مجاہدین کی فتوحات اور کامیابیوں کا ذکر کیا، اس حوالے سے اگر تفصیلی معلومات فراہم کریں؟

جواب: حال ہی میں صوبہ فاریاب کے مختلف علاقوں مثلاً پشتون کوٹ کے علاقے تیلان، میان درہ، سایر اور کتہ لبی میں اسی طرح میمنہ شہر کے اندر اور فاریاب کے دیگر اضلاع میں مجاہدین نے انتہائی اہم آپریشن کئے۔ پشتون کوٹ کا ضلع جو ایک اہم علاقہ ہے، صوبائی مرکز میمنہ کے پڑوس میں واقع ہے اس کے کئی علاقے مجاہدین نے دشمن کے وجود سے صاف کردیے ہیں۔ پولیس اور اربکیوں کے کئی چیک پوسٹیں فتح ہوگئیں۔ جس سے دشمن کو وسیع پیمانے پر جانی نقصانات کے علاوہ مجاہدین کو وسیع پیمانے پر مال غنیمت بھی ہاتھ آیا۔

میان درہ کی جنگ میں مجاہدین نے دشمن کی 5 چیک پوسٹوں کا مکمل طور پر خاتمہ کردیا۔ 35 اربکی اجیروں کو قتل اور بہت زیادہ جنگی ونقل وحمل کے وسائل مجاہدین کے ہاتھ آئے۔ ضلع گورزوان کے علاقوں پریش اور کیکاووس میں حال ہی میں مجاہدین نے اربکیوں کے خاتمے کے لیے آپریشن کیے جس کے نتیجے میں دشمن کے 4 افراد ہلاک اور 3 زخمی ہوگئے۔ مال غنیمت میں ایک مشین گن، ایک راکٹ لانچر اور 4 کلاشنکوف مجاہدین کے ہاتھ آئے اس کے علاوہ مرکزی شہر میمنہ میں ہماری گوریلا کارروائیوں میں دشمن کے انتہائی اہم افراد ہمارے حملوں میں ہلاک ہوگئے۔ اس سال فاریاب میں مجاہدین کے حملوں میں 15 اہم افراد مجاہدین کے ٹارگٹ حملوں کا نشانہ بنے جن میں سے بہت سے افراد میمنہ شہر میں مجاہدین کے حملوں کا نشانہ بنے۔

پشتون کوٹ کا رہائشی اور پارلیمانی کارکن وکیل احمد، انٹیلی جنس کا کارندہ حمداللہ، سیکیورٹی فورسز کے سید امیر اور بابر، جنبش ملی تنظیم کا ایک فعال رہنما اور حکومتی مبلغ بسم اللہ، حکومتی کارندہ نعمت اللہ اپنے محافظین سمیت، ایک اور حکومتی کارندہ غیاث ارباب، اینٹی ٹیررازم کا سربراہ ضابط گل، اربکی کمانڈر شاہ محمد، اربکیوں کا رہنما نظر اور اس کے علاوہ اور بہت سے حکومتی افراد جنہیں مجاہدین نے ٹارگٹ کیا تھا اور بالآخر ان کا خاتمہ کردیا۔

سوال: آپ نے کہا مرکزی شہر میمنہ اور اس کے قریبی علاقوں پشتون کوٹ وغیرہ میں مجاہدین قوی حیثیت کے ساتھ موجود ہیں فاریاب کے دیگر اضلاع میں آپ کی سرگرمیاں کیسی ہیں؟

جواب: فاریاب کے 16 اضلاع میں سے 14 میں ہماری سرگرمیاں انتہائی موثر انداز میں جاری ہیں، یعنی مجاہدین کی ساری تشکیلات فعال ہیں اور

بقیہ صفحہ نمبر 35 پر ملاحظہ فرمالیں۔

سنجیدہ مزاح

ملا عبدالرحمٰن

سنجیدہ سے لے کر رنجیدہ تک کوئی مقام یا موضوع ہو، اگر اس میں کوئی ایک بات یا واقعہ، چٹکلہ زار یا لطیفہ صفت ہو تو بے اختیار لبوں پر ہنسی رینگ جاتی ہے اور دہن کشادہ سے قہقہے برآمد ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ کوئی ضروری نہیں ہے کہ ہنسنے کے مواقع لطیفوں کی مجلسوں یا کتابوں کے اوراق میں ہی پوشیدہ ہوں۔ نا ہی یہ پتھر پر لکیر ہے کہ واقعات ہائے تبسم دیوانوں کے "دیوان" میں پائے جاتے ہیں۔ قہقہہ، ہنسی، مسکراہٹ اور تبسم خیز ہنگامے میدانِ جنگ کے ہنگام میں بھی پھوٹتے رہتے ہیں۔ آج آپ کو افغانستان کے محاذ پر پیش آنے والے کچھ ایسے ہی دل چسپ اور لطیفہ صفت واقعات سناتے ہیں۔

صوبہ فراہ میں مجاہدین کے ایک انتہائی دلیر، بہادر اور شجاع کمانڈر ہیں۔ وہ اب بھی بفضلہ تعالیٰ حیات ہیں اور میدانِ کارزار میں دادِ شجاعت دے رہے ہیں۔ وہ اللہ کے دشمنوں کے لیے قیامت، تباہ کن طوفان اور استعارۂ قہر بنے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنے انڈر کمانڈ زون میں موجود افغان پولیس کی چیک پوسٹیں، اتحادی اور امریکی ٹڈی دل کے بیسز اور سرکاری عمارات میں مقیم اہل کاروں کو کبھی چین و سکون کی نیند نہیں لینے دی۔ ان کے ایک بھائی بھی انہی کے ساتھ شریک جہاد تھے۔ ایک دن وہ بھائی کسی ضرورت کی وجہ سے بازار گئے تو وہاں موجود کٹھ پتلی افغان فوج نے انہیں پہچان کے گرفتار کر لیا۔ امریکی غلام ویسے ہی ان کے کمانڈر بھائی سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ چناں چہ اس کامیابی پر خوشی کے شادیانے بجانے کے ساتھ ساتھ بغلیں بھی بجانے لگے۔ خوشی ایسی اچانک اور یکایک ملی تھی کہ سنبھالے سنبھل نہیں رہی تھی۔ فوجیوں کو کمانڈر صاحب کو ٹریس کرنے کا ٹوٹکا ہاتھ لگ گیا تھا۔ لہذا انہیں ہراساں اور خوف زدہ کرنے کے لیے فون کھڑکا دیا۔ شوخیاں بگھارتے ہوئے کہنے لگے: جناب! دیکھو، ہم نے آپ کے بھائی کو گرفتار کر لیا ہے۔ کمانڈر صاحب بھی بڑے سیانے تھے۔ وہ کون سا کچی گولیاں کھیل کر اس وادیِ خارزار میں آئے ہوئے تھے۔ ان کی چال سمجھ گئے۔ وہ ترپ کا پتہ کھیلتے ہوئے کہنے لگے: ارے! تم لوگوں نے بہت اچھا کیا ہے۔ یہ اسی قابل تھا۔ اسے قید میں ڈال دو اور نکالنا مت۔ یہ جہاد نہیں کرتا۔ میں بھی اس کی یہی سزا چاہتا ہوں۔

افغان فوجیوں کی اسکیم فیل ہو چکی تھی۔ ان کے چہرے تو ایسے مرجھا گئے جیسے "چھوئی موئی" کو چھوئیں تو وہ پل بھر میں مرجھا جاتی ہے۔ فوجیوں نے اب اس قیدی سے کیا لینا دینا تھا، لہذا رہا کر دیا۔ اب خوشی کے شادیانے بجانے کی باری کمانڈر صاحب کی تھی۔

ایک موقع پر جنگ ختم ہوئی تو ایک مجاہد کے قدموں میں امریکی بوٹ تھے۔ زخمی اور شہید ساتھیوں کو سنبھالنے کی وجہ سے اس کے کپڑے خون میں لتھڑے ہوئے تھے۔ امریکی بھی قریب ہی تھے۔ مجاہد نے جب محسوس کیا کہ اسے گرفتار کرنے کے لیے امریکی اب آئے کہ تب آئے تو مجاہد جی نے اسلحہ پھینکا اور پاگل خانوں کے رہائشیوں جیسی حرکات کرنا شروع کر دیں۔ اوپر سے چلاتے ہوئے مطالبہ بھی کر بیٹھے کہ "میری بکریاں کہاں ہیں، ابھی تو میرا ریوڑ یہاں ہی تھا؟!" خیر سے الزام بھی دھر دیا کہ تم ہی لے گئے ہو۔ امریکی اس اول فول پر کہاں کان دھرنے والے تھے، ویسے بھی وہ جگہ نقار خانہ تھی۔ لہذا اٹھایا اور گاڑی میں ڈال کر بگرام جیل لے گئے۔ وہاں بھی مجاہد جی نے وہی ڈھنگ اپنائے رکھا۔ "نامعلوم بکریوں" کے غم میں غزلیں گنگناتا۔ پاگل پن کی انتہا کر دی۔ امریکیوں نے بھی بہت مارا پیٹا کہ شاید دیوانگی کا یہ "دورہ" مصنوعی ہو اور ہمیں دیکھ کر ہی پڑا ہو!! لیکن وہ بھی بڑا گھاگ تھا۔ جتنا پیٹا اس کا جنون اتنا ہی بڑھتا گیا۔ گویا مرض بڑھتا ہی گیا جوں جوں دوا کی والا معاملہ تھا۔ بلکہ اب تو نوبت امریکیوں پر کچرا اور گند، بلا پھینکنے تک آ پہنچی تھی۔ کوئی بڑی چیز ملتی تو ڈھول بنا لیتا، ورنہ ڈگڈگی تو کہیں گئی ہی نہیں ناں۔ امریکیوں کے آرام کے وقت "زوردار" شعر و شاعری کا دیوانہ پن ظاہر کرتا۔ اور نامعلوم کہاں کہاں کے "نعرہ ہائے تنگ کردن" جمع کر کے آوازے بلند کرتا۔ اس نے امریکیوں کی ناک میں دم کر کے رکھ دیا تھا۔ بالآخر اسے "ان فیررسٹ" سمجھ کر رہا کرنا چاہا تو وہ اداکاری مکمل کرنے کے لیے اڑی میں آ گیا کہ نہیں! میں اس طرح تھوڑی جاوں گا۔ پہلے میری بکریاں دو۔ میں اپنی بکریوں کے بغیر ایک قدم بھی یہاں سے باہر نہیں نکالوں گا۔ اب امریکیوں کو سو فیصد یقین ہو گیا تھا کہ پاگل پن کا یہ دورہ مصنوعی اور عارضی نہیں ہے، بلکہ حقیقی اور دائمی ہے۔ لہذا اسے زبردستی گاڑی میں ڈالا اور دور کہیں چھوڑ آئے، کہیں گھر بلیوبلی کی طرح بکریاں مانگنے واپس ہی نہ آ جائے۔ یوں وہ مجاہد رہا ہو گیا۔ مزے کی بات یہ ہے کہ وہ مجاہد صاحب ہلمند میں مجاہدین کے ایک گروپ کے کمانڈر بھی تھے۔

امریکہ کی جارحیت کے ابتدائی ایام تھے۔ امریکہ بہادر نے علاقے کو اپنے کنٹرول میں رکھنے کی خاطر جگہ جگہ چیک پوسٹیں بنا رکھی تھیں۔ قندھار میں دس بارہ مجاہدین تھے۔ انہوں نے ایک دل چسپ منصوبہ بنایا اور اس پر عمل درآمد شروع کر دیا۔ پلان کے مطابق انہوں نے دو پولیس وین لیں اور دو کے علاوہ سب نے افغان پولیس کی وردی زیب تن کر لی۔ جب کہ باقی جو تھے، وہ "رنگ و قامت اور شکل و صورت" سے امریکن لگتے تھے۔ انہوں نے امریکی فوجی وردی پہن لی۔ چناں چہ گاڑیاں ایک چیک پوسٹ کی طرف روانہ ہو گئیں۔ وہ دونوں "نقلی امریکن" آگے ڈرائیور کے ساتھ "بیٹھا" دیے گئے۔ جب شکاری گروپ "شکار گاہ" پہنچ گیا تو وہاں موجود چوکیدار دوڑا آیا۔ جناب! آپ کون، کہاں سے تشریف لائے اور کیا کام ہے؟ مجاہدین نے بتایا ہمارا فلاں یونٹ اور فلاں کمپنی سے تعلق ہے اور یہ "دونوں امریکی"

ہمیں لے کر اس چیک پوسٹ کا معائنہ کرنے آئے ہیں۔ چوکیدار انہیں اندر لے گیا تو انہوں نے دیکھا ایک اہل کار امریکہ کی طرف سے عائد فرض کی ادائیگی کے لیے جاگ رہا ہے، جب کہ باقی غفلت کے مرتکب ہوئے گھوڑے، گدھے، خچر سب کچھ بیچ بچا کر نیند کی وادیوں کی سیر کو گئے ہوئے ہیں۔ اس چیک پوسٹ میں کل پندرہ پولیس اہل کار تھے۔ فرض شناس اہل کار نے ان سوئے ہوئے "شیروں" کو ٹھوکریں مار مار کر جگایا کہ اونا ہنجارو! امریکی آئے ہوئے ہیں ، جلدی اٹھو۔ وہ امریکیوں کا نام سن کر ہڑبڑا کر اٹھے اور حواس باختگی کے عالم میں جیسے تیسے انتظامات سنبھالے۔ ادھر ان " امریکیوں نے اپنے ایک " پولیس اہل کار" کو اپنا "ترجمان " بنایا ہوا تھا، حالانکہ خود ان کو انگلش آتی نہیں تھی۔ لیکن یہ ان کے لیے کوئی پریشان کن بات نہیں تھی۔ اس کا حل انہوں نے من گھڑت الفاظ اور تھیاں، تھیوں ، تھوں کو ذرا منہ ٹیڑھا کر کے بولنے میں نکال لیا۔ اور اس سے "راز" فاش ہونے کا بھی کوئی خدشہ نہیں تھا۔ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ یہ کس طرح!؟ ارے جناب! وہ اس طرح کہ جن کے سامنے انگلش بولنا تھی، وہ بھی تو انہی جیسے ہی تھے۔ انہوں نے کون سا ہارورڈ اور کیمبرج یونیورسٹی یا اٹلی ورشیا کی "انگلش دانیوں" میں رہ کر انگریزی سیکھی ہوئی تھی!!! چناں چہ جب ان امریکی وردی پوشوں نے بے معنی اور مہمل تھیاں تھوں کی تو ترجمان نے بڑے ادب سے سر ہلا دیا، جیسے سمجھ گیا ہو۔ پھر چیک پوسٹ اہل کاروں سے کہنے لگا کہ یہ امریکی کہہ رہے ہیں :ان سے پوچھو، تمہیں یہاں سونے کے لیے پولیس میں بھرتی کیا گیا ہے ؟ ہڈ حرامو، تنخواہ کس کام کی لیتے ہو ؟ تمہاری بہت سی شکایات ہم تک پہنچی ہیں۔ چیک پوسٹ اہل کار، ترجمان کی بات سن کر کانپنے لگے۔ ادھر جب خود ساختہ امریکیوں نے دیکھا کہ لوہا گرم ہے، اب اس پر چاٹ کرنی چاہیے تو انہوں نے تھیاں، تھیوں، تھوں کے ساتھ پیاں، پیوں، پوں جیسے مہملات بھی شامل کر لیے اور لگے اہل کاروں پر برسنے۔ (واضح رہے، وہ صرف گرجے تھے، برسنے کی نوبت نہیں آئی تھی۔) رنگ تو ویسے ہی امریکیوں جیسا تھا۔ جب مصنوعی غصے کا لیبل بھی چڑھا لیا تو لال بھبھوکا ہو گئے یہ بھلے اور گئے وقتوں کی بات ہے، اس وقت امریکیوں کا کوئی بھرم بھی ہوا کرتا تھا۔ اب تو یہ ساری چیزیں قصۂ پارینہ بن گئی ہیں بس پھر کیا تھا، وہ لگے تھر تھرانے۔ خود ساختہ ترجمان نے اس پگھلے ہوئے لوہے کو منصوبے کے مطابق ڈھالنے کے لیے سانچے میں ڈالنے کے لیے شوشہ چھوڑا کہ یہ امریکی کہہ رہے ہیں ان سب کو قندھار پولیس چیف کے پاس لے چلو۔ اب آپ کو ہمارے ساتھ جانا ہو گا۔ پھر ان سے اسلحہ وغیرہ سب کچھ لے لیا۔ جب وہ اہل کار "مومن کے زیور" سے تہی دست ہو گئے تو انہیں گن پوائنٹ پر رسیوں میں جکڑ دیا۔ تب مجاہدین نے اسٹیج کردہ اس ڈرامے کا بھانڈہ بیچ چوراہے میں پھوڑا اور اس کا ڈراپ سین اسلحہ و مالِ غنیمت سمیت ان تمام اہلکاروں کو قندھار اپنے ٹھکانے پر لے آنے پر کیا یوں یہ منصوبہ عملی جامہ پہن کر مزاحیہ تاریخ کے میدان میں گھومنے پھرنے لگا۔

ہلمند کے ضلع سنگین میں امریکی فوجی جب پہلی مرتبہ آئے تو انہوں نے دیکھا، یہاں کے دیہاتوں میں تو گدھے اس وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں جیسے امریکہ میں امریکی وہ ان پر سواری کرتے اور مزے سے جھولے لیتے۔ وہ ہاتھ دھو کر گدھوں کے پیچھے اس طرح پڑ گئے جیسے پہلی بار زیارت ہوئی ہو۔ شاید سچ ہی ہو۔ ہو سکتا ہے آج تک انہوں نے صرف ری پبلکن" کے انتخابی نشان کے طور پر ہی دیکھا ہو۔ ان کو گدھوں سے دلی لگاؤ ہو گیا۔ جب بھی دیکھتے چینڈو بچوں کی طرح ان پر چڑھ دوڑتے اور گھومتے جھومتے جب مجاہدین نے یہ صورت حال دیکھی تو ان کے دماغ میں ایک اچھوتی چال نے جنم لیا اور اس پر عمل شروع کر دیا۔ انہوں نے ایک گدھے پر بارود و بم وغیرہ باندھا اور اس پر گھاس ڈال کر امریکی بیس کے قریب چھوڑ دیا۔ ریموٹ ان کے ہاتھ میں تھا۔ جب امریکیوں نے دیکھا کہ ہماری "دجالی سواری" آگئی ہے، تو وہ شیدائیوں کی طرح اس کی طرف لپکے۔ ہر ایک کی کوشش یہ تھی کہ پہلے میں جھولا لوں وہ کافی سارے تھے۔ گدھے کے آس پاس کھڑے ہو گئے۔ مجاہدین پس پردہ بیٹھے یہ سارا تماشا دیکھ رہے تھے اور تاک میں تھے۔ انہوں نے ریموٹ کا بٹن دبا دیا۔ امریکی تو واصل جہنم ہوئے ہی، لیکن گدھے نے بھی قربانی دے کر اپنی ہم جنس ڈھینچوں ڈھینچوں برادری کی جان کی امان حاصل کر لی۔ اس کے بعد کوئی امریکی گدھے کے پاس نہیں گیا۔ ایسے ہی موقعوں کے بارے کہا گیا ہے: ایک تیر سے دو شکار۔ ایک پنتھ، دو کاج۔ یہ یک کرشمہ، دو کار۔

زابل میں ایک کمانڈر تھے۔ بہت غضب اور جلالی طبیعت والے تھے۔ امریکہ کی آمدِ نامعقول کے بعد ان کی زندگی کا مقصد اور مشن ہی امریکیوں کو لاشوں میں تبدیل کرنا ہو گیا تھا۔ انہوں نے امریکہ کو تگنی کا ایسا ناچ نچایا کہ انہیں چھٹی کا دودھ یاد آگیا۔ ان کے دل خوف، دہشت اور ہولناکی سے لبالب بھر گئے۔ ادھر امریکی بھی اپنے مورال کے لئے سم قاتل بن جانے والی اس نازک صورت حال سے سخت نالاں رہنے لگے تھے۔ انہوں نے اس کمانڈر کے لیے یہ طے کر لیا کہ اسے موت کی نیند سلا دیا جائے یا اسیر زنداں بنا دیا جائے ۔ وہ جب تفتیش کی غرض سے کمانڈر صاحب کے گاؤں آئے تو بچوں، جوانوں اور بوڑھوں سمیت تمام اہل قریہ سے ان کے حلیے، رہن سہن اور مع معروفیات آمد و رفت کے بارے پوچھتے پھرتے تھے۔ کمانڈر صاحب کی بستی میں بسنے والے باسی بھی ان ہی کے حامی تھے۔ وہ امریکیوں کو خوب الو بلکہ الو کا پٹھا بناتے تھے۔ وہ کہتے: ہاں ہاں، وہ مجاہد یہاں آتا ہے ۔ اس کے بڑے بڑے اور سیاہ گھنے بال ہیں۔ سارا چہرہ انہی بالوں میں چھپا رہتا ہے۔ جس سے وہ بہت ڈراونا لگتا ہے۔ اور قد ایسا بڑا اور وحشت ناک ہے ہم نے آج تک ایسا قد و قامت والا انسان نہیں دیکھا۔ ہمیں تو وہ کوئی جن لگتا ہے، جو ویرانے سے اٹھ کر یہاں انسانی آبادی میں آبسا ہے۔ اس کے پاس عجیب و غریب ہیئت کا موٹر سائیکل ہے، بلکہ وہ عجیب زیادہ اور غریب کم ہے۔ معلوم نہیں، کہاں سے لے آیا ہے ؟ شاید جنوں کا ہی بنایا ہوا ہو! ؟ وہ خود بھی بڑے غصہ، دہشت اور غضب ناک مزاج والا

ہے۔ آنے کا پتہ چلتا ہے نہ ہی جانے کا۔ جنوں کی طرح بری طرح چیختا ہوا آتا ہے اور جنوں ہی کی طرح چلاتا ہوا چلا جاتا ہے۔ لیکن آنکھوں ہی آنکھوں ایسے غائب ہو جاتا ہے جیسے تھا ہی نہیں۔

یہ قصہ میرے ایک دوست نے سنایا تھا، جو خود بھی اسی گاوں کا رہنے والا تھا۔ (گذشتہ برس دل کے عارضے میں مبتلا ہو کر دارِ فانی سے کوچ کر گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں۔ آمین) دوست نے بتایا کہ یہ باتیں خوف سے بھرے امریکیوں کے دماغ پر کسی ہتھوڑے سے کم نہیں برستی تھیں۔ یہ نام نہاد سٹوری دہشت زدہ امریکیوں کی حالت کو ایسا غیر کرتی کہ وہ دھاڑیں مار مار کر روتے۔ خوف سے کانپتے، گرتے پڑتے، دُم دبا کر بھاگ جاتے۔ ڈرپوک کہیں کے سچ ہے اللہ کے شیروں کا رعب ایسا ہی ہوتا ہے۔ سمجھ آتا ہے کہ اس خود ساختہ کہانی سے دشمنِ خدا ایسا کانپتا اور لرزتا ہے تو سچی اور حقیقی کیفیت سے مالامال قرنِ اولیٰ کے مسلمانوں، خاص کر غیرتِ ایمانی، شجاعت و بہادری اور "أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ" کے کردار سے متصف مسلم حکمرانوں سے روم و فارس کے قیصر و کسریٰ کس طرح تھرّاتے اور ڈگمگاتے ہوں گے؟!

***

بقیہ از: افغانستان میں دسمبر 2012 کا مہینہ

وحشت اور مظالم کا اعتراف:

گیارہ برس سے انسانیت سوز مظالم، مشکلات اور گرفتاریوں کے بعد 8 دسمبر کو امریکی درندوں نے اپنی ایک رپورٹ میں اعتراف کیا کہ ان کے ساتھ باگرام جیل میں 200 سے زائد بچے قید ہیں۔

داکوار جو امریکہ میں انسانی حقوق کی تنظیم کے سربراہ ہے نے کہا ہے کہ ان قیدوں کی عمریں 13 اور 14 سال کے درمیان ہیں اور تحقیقات کے دوران انہیں تشدد کا نشانہ بھی بنایا گیا۔

تینا فوسٹر نامی خاتون جو انسانی حقوق کے فعال خاتون ہے نے کہا ہے کہ باگرام میں انہوں نے 11 اور 12 سال کے بچو کو دیکھا ہے، اس کے مطابق قیدوں کی تعداد 200 سے بھی زائد ہے مگر امریکی حکام نے انہیں قیدوں کی عمریں درج کرنے کی اجازت نہیں دی۔

معدنیات کی چوری:

افغانستان پر یلغار سے لے کر آج تک اس کی معدنیات کو لوٹتے جا رہے ہیں، معدنیات کو اپنے قبضے میں لینا افغانستان پر امریکی یلغار کا ایک سبب تھا، ذخائر اور معدنیات کو لوٹنے کے حوالے سے 16 دسمبر کو نیویارک ٹائمز نے ایک خبر شائع کی کہ افغانستان کا سونا خفیہ طریقے سے منتقل کیا جا رہا ہے، ٹائمز نے کابل ائرپورٹ کے بعض حکام کے حوالے سے لکھا تھا کہ اکتوبر 2012 میں کم از کم 560 طلائی پونڈ جو 14 لاکھ ڈالر کی معدنیات ہیں کو کابل کے راستے سے باہر منتقل کر دیئے گئے۔

امریکی فوجی عدالتوں سے بری الذمہ:

اگرچہ غیر ملکی فوجی افغان حکومت کی عدالت میں بری الذمہ ہیں اور افغانیوں کے مقابلے میں ان کے سنگین جرائم کے باوجود کبھی سزا نہیں ملی مگر پھر بھی کابل حکومت نے 14 دسمبر کو اعلان کیا کہ کرزئی دورہ امریکہ کے دوران اپنے آقا کے ساتھ ان فوجیوں سے متعلق بات کریں گے جو 2014 کے بعد افغانستان میں موجود رہیں گی۔

غاصب اہلکار ہمیشہ ظلم اور قتل کے مرتکب ہوئے ہیں مگر عدالت کی جانب سے کبھی انہیں سزا نہیں ملی 20 دسمبر کو امریکہ کے ایک عدالت میں فوجی حکام نے 16 معصوم افغانوں کے قاتل رابرٹ بیلز کی پھانسی کا مطالبہ کیا، بیلز نے مارچ میں قندہار کے ضلع پنجوائی میں اپنے اڈے سے نکل کر 16 نہتے شہریوں کو رات کی تاریکی میں شہید کر دیا، امریکی عدالت کے دس سالہ تجربہ سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ افغانیوں کے قتل کی سزا میں اپنے شہری کو پھانسی دینے کا فیصلہ کرے گی۔

21 دسمبر کو امریکی عدالت نے ایک امریکی فوجی کو 30 دن قید کی سزا سنائی جس نے مردوں کی بے حرمتی کی تھی، یہ جو اس نے اپنے اتنے بڑے جرم کا اعتراف بھی کیا ہے پھر بھی صرف دن کی معمولی سزا دینے سے ثابت ہوا ہے کہ رابرٹ بیلز کی سزا بھی اسی طرح معمولی سی ہو گی۔ اس سے پہلے امریکی عدالتیں بچوں اور عوارتوں کو قتل کرنے کی سزا دیتی تھیں مگر اب کابل حکومت کے کٹھ پتلی صدر کرزئی کے دورہ امریکہ کے دوران چاہتا ہے کہ مجرم امریکی فوجیوں کی سزا معاف کرنے کے معاہدے پر بھی دستخط کریں۔

آقاکی ناشکری:

22 دسمبر کو کٹھ پتلی صدر کرزئی نے افغانستان میں اتحادیوں کو رشوت اور فساد کے جرائم کے اصل محرکین قرار دیا اور کہا کہ غیر ملکیوں کے افغانستان سے انخلاء کے بعد فساد اور رشوت ختم ہو جائیگی۔ اس میں شک نہیں کہ اتحادی فوجیوں کی موجودگی ملک میں بدامنی کی اصل وجہ ہے مگر افغان حکومت نے کا بھی اس میں اہم رول ہے، کرزئی کا یہ عندیہ بھی درست ہے کیونکہ غاصب قوتوں کے انخلاء کے بعد ان کی بنائی ہوئی حکومت بھی ختم ہو جائے گی اور رشوت اور فساد کا سلسلہ بھی ختم ہو جائے گا۔

*ذرائع: ویب سائٹس، امارت اسلامیہ کے جلب اور جذب کمیشن ک ماہانہ رپورٹ، الامارہ ویب سائٹ میں عوامی نقصانات کی رپورٹ اور ہفتے کے اہم واقعات خالد غزنوی کے قلم مجزہ سے۔

□□□

جنگی جرائم

{دسمبر 2012}

سید سعید

3دسمبر 2012ء کو فراہ کے ضلع گلستان کے علاقے غنی مرغ میں جارحیت پسندوں نے آپریشن کے دوران چار ملکی افراد کو گرفتار کیا۔

5دسمبر کو جارحیت پسندوں نے بغیر پائلٹ طیارے کی بمباری سے صوبہ نورستان ضلع کامدیش کے گاؤں بازگل کے قریب 9افراد کو نشانہ بناکر شہید کردیا جن میں 5خواتین بھی شامل ہیں۔مذکورہ افراد عام راہرو لوگ تھے جو کہیں سفر کررہے تھے۔ صوبہ نورستان کے حاکموں نے بھی اس واقعے کی تصدیق کی مگر واقعے کی جزئیات بتانے سے گریز کیا۔

5دسمبر کو جارحیت پسندوں اور داخلی فوجیوں نے صوبہ نیمروز ضلع خاشرود کے رباط عبدالخالق کے علاقے میں آپریشن کے دوران 1خاتون کو زخمی اور 5عام افراد کو گرفتار کرلیا۔

6دسمبر کو قابض جارحیت پسندوں نے صوبہ نورستان وانت وایگل میں 5افراد کو شہید کردیا۔اس واقعے اور اس میں عام افراد کے نقصانات کی تصدیق نورستان کے گورنر تمیم نورستانی نے بھی کی۔

8دسمبر کو جارحیت پسند فوجیوں نے صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانو کے علاقے ترمی میں چھاپے کے دوران 2عام افراد کو شہید کردیا۔اسی دن اسی صوبے کے ضلع شیرزادو کے علاقے سترہ ترمہ میں تلاشی لی گئی۔لوگوں کو وسیع پیمانے پر مالی نقصان پہنچایا گیا۔ تین عام افراد کو شہید اور کئی لوگوں کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔

8دسمبر کو ذرائع ابلاغ نے امریکی فوجیوں کے حوالے سے خبر دی کہ 200افغان بچے بگرام کی جیل میں قید ہیں، لیکن انسانی حقوق کی ایک تنظیم کے مطابق بگرام کی جیل میں مذکورہ تعداد سے زیادہ قیدی بچے بگرام جیل میں دیکھے گئے ہیں۔ مگر امریکی فوجیوں نے ان کے نام لکھنے کی اجازت نہیں دی۔

8دسمبر کو اربکی ملیشیا نے صوبہ تخار ضلع فرخار کے خسدی کے گاؤں میں عام لوگوں کے گھروں پر یلغار کرکے لوگوں کو مالی نقصانات پہنچائے اور 2بچوں کو زخمی کردیا۔

10دسمبر کو اربکیوں نے قندہار ضلع میوند کرماوک مشک کاریز کے علاقے میں 1گیارہ سالہ بچے کو شہید کردیا گیا۔

10دسمبر ہی کو صوبہ کاپیسا ضلع تگاب کے نوروز خیل کے علاقے میں داخلی اور خارجی فوجیوں کے کیمپ سے داغا گیا مارٹر کا گولہ ایک گھر پر آگرا جس میں 4عام افراد زخمی ہوگئے۔

12دسمبر کو غاصب فوجیوں نے صوبہ غزنی کے مرکز کے مضافاتی علاقے قرباغ میں ایک عام آدمی کے گھر چھاپہ مارا۔ تلاشی کے دوران مذکورہ گھر سے کوئی جنگی سامان برآمد نہیں ہوا پھر بھی والد سمیت تین بیٹوں کو گرفتار کرکے لے جایا گیا۔

14دسمبر کو جارحیت پسندوں نے صوبہ قندہار ضلع خاکریز و ضلع شاولیکوٹ کے درمیان واقع گرگی کے علاقے میں طالبان سے معرکے کے بعد 9عام ملکی لوگوں کو شہید کردیا جن میں سے 5افراد وہ تھے جو ایک ٹریکٹر میں بیٹھے کہیں جارہے تھے ۔بقیہ چار افراد کو گھروں سے نکال کر شہید کیا گیا۔

20دسمبر کو اربکی ملیشیا نے صوبہ غزنی ضلع شلگر کے علاقے علم خیل میں امام مسجد مولانا غلام علی صاحب کے گھر پر چھاپہ مارا۔ تلاشی کے دوران نقدی اور زیورات چوری کیے اور پھر مولوی صاحب موصوف کو شہید کردیا۔

21دسمبر کو قابض جارحین نے اروزگان ضلع چہار چینو میں خودناوی کے علاقے میں چھاپہ مارا۔3عام لوگوں کو پہلے تشدد کا نشانہ بنایا گیا پھر گرفتار کرکے لے جایا گیا ۔گاؤں کی مسجد میں مقیم 1دینی طالب علم کو شہید اور 2کو زخمی کردیا۔

24دسمبر کو صوبہ سرپل ضلع صیاد کے علاقے قرہ خوال میں اربکیوں کے کمانڈر سیف اللہ کے غنڈوں نے ایک دوشیزہ اور اس کی والدہ کو شہید کردیا۔خبر میں بتایا گیا کہ ایک اربکی غنڈے نے گاؤں کے ایک عام آدمی مومن نامی شخص سے اس کی بیٹی کا رشتہ مانگا۔ مومن نے اپنی بیٹی کا رشتہ دینے سے انکار کردیا جس پر مذکورہ اربکی کمانڈر کے غنڈوں نے اس کے گھر پر حملہ کرکے اس کی بیٹی اور بیوی کو شہید کردیا۔

24دسمبر کو جارحیت پسندوں نے صوبہ کنڑ ضلع شیگل کے گاؤں موڑی پر یلغار کے عام لوگوں کے گھروں کی تلاشی لی۔انہیں مالی نقصان سے دوچار کیا۔5افراد کو گرفتار کرکے نامعلوم مقام پر لے گئے۔

25دسمبر کو جارحیت پسندوں نے صوبہ ہلمند ضلع ناد علی کے علاقے باری گل بازار پر چھاپہ مار کر 3عام ملکی افراد کو گرفتار کرکے قید کردیا۔

28دسمبر کو اربکی ملیشیا نے ضابط شیرین کی قیادت میں صوبہ کاپیسا ضلع تگاب کے علاقے جوبیار میں ملکی عام افراد آغا گل ، طوطی اور امراللہ کے گھروں کے دروازے پر راکٹ فائر کیے بعد ازاں ان کے گھروں کو آگ لگادی گئی۔

بقیہ صفحہ نمبر 23 پر ملاحظہ فرمائیں۔

افغانستان میں دسمبر 2012 کا مہینہ

احمد سلمان فارسی

(واضح رہے کہ اس تحریر میں ان واقعات اور نقصانات کی جانب اشارہ کیاگیاہے جن کا دشمن نے خود اعتراف کیاہے مگر حقیقی نقصانات جاننے کے لئے امارت اسلامیہ کی ویب سائٹ اور دوسرے ذرائع ابلاغ ملاحظہ ہو)

2012 کا آخری مہینہ بھی دوسرے مہینوں کی طرح مجاہدین کی کامیابی اور دشمن کے لئے جان لیوا ثابت رہا، اس مہینے میں مجاہدین نے اپنے بیرونی اور ملکی دشمن پر شدید حملے کرتے رہے جن سے دشمن کو بھاری جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑا۔

ان حملوں کی تفصیلات اور نقصانات درج ذیل ہیں:

جانی نقصانات: چونکہ دسمبر میں موسم سرما کے باعث سردی کی لہر آتی ہے اس مہینے میں دشمن اپنے اڈوں سے نکلنے کی بجائے وہاں اندر رہنے کو ترجیح دیتے ہیں تو اس لئے جنگی معرکوں میں سامنے لڑائی اور بم دھماکوں کے واقعات میں کمی آتی ہے مگر اس کے باوجود مجاہدین نے جہادی محاذوں کو اپنے گرم لہو سے ٹھنڈا نہیں ہونے دی، اس مہینے میں دشمن نے اگرچہ اپنے 14 فوجیوں کی ہلاکتوں کا اعتراف کیا ہے مگر اصل حقائق کچھ اور ہیں جس میں ہلاکتوں کی تعداد اس سے زیادہ ہے جو درجہ ذیل سطور میں ملاحظہ ہو۔

اگر دشمن کے ان جانی نقصانات پر غور کیا جائے جن کا انہوں نے خود اعتراف کیا ہے تو گزشتہ سالوں کے دسمبر کے مہینوں کے مقابلے میں دسمبر 2012 کے مہینے میں ہلاکتوں کی تعداد زیادہ ہے جس کا مطلب ہے کہ یہ مہینہ ان کے لئے گزشتہ برسوں سے زیادہ جان لیوا ثابت ہوا ہے، 2001 سے 2007 کے دسمبر کے مہینوں میں انہوں نے اپنے ایک سے نو تک ہلاکتوں کا اعتراف کرچکا ہے مگر 2008 سے 2011 کے دسمبر کے مہینوں میں اس کے اعتراف کے مطابق ہلاکتوں کی تعداد اس دسمبر سے زیادہ تھی۔

اگرچہ دشمن اس تنزلی کی حالت سے استفادہ کرتے ہوئے یہ دعوی کرتا ہے کہ اس پر گزشتہ برسوں کے مقابلے میں حملوں میں کمی آئی ہے لیکن حقیقت میں اس کی دو وجوہات ہیں جن کا ذکر پچھلی تحریروں میں بھی کرچکا ہوں پہلا سبب ان کا یہ فیصلہ ہے کہ نقصانات کو چھپانا ہے اور دوسرا سبب یہ ہے کہ 2012 میں افغانستان سے 50000 فوجی اہلکاروں نے راہ فرار اختیار کرچکے ہیں، دوسری جانب یہ وجہ بھی ہے کہ کئی صوبوں اور علاقوں سے ان کی فوجی نکل چکے ہیں وہ صرف شہروں میں اپنے اڈوں تک محصور ہو کر رہ گئے ہیں۔

بہر حال اس کے اعتراف کے مطابق ان 14 اہلکاروں کی ہلاکتوں کے ساتھ پورے سال میں ہلاکتوں کی تعداد 405 تک پہنچتی ہے جن میں 310 امریکی فوجی اور دیگر اتحادی اہلکار شامل ہیں جبکہ 2001 سے اب تک افغانستان میں 3252 غیر ملکی فوجی ہلاک ہوچکے ہیں جن میں 2174 امریکی، 438 انگریز اور 640 دوسرے ممالک کے فوجی اہلکار شامل ہیں، اسی طرح گیارہ سالہ جنگ کے دوران دشمن کے اعتراف کے مطابق اب تک 17674 امریکی فوجی زخمی ہوئے ہیں مگر کہا جاتا ہے کہ حقیقی اعداد و شمار ان ہلاکتوں، زخمیوں اور معیوب ہونے والی تعداد سے کئی گنا زیادہ ہے۔

مالی نقصانات:

اسی مہینے میں دشمن کو بھاری مالی نقصان بھی اٹھانا پڑا، سیں کڑوں فوجی گاڑیاں، ٹینکر، ٹینک اور دوسرے عسکری سامان تباہ ہوئے، جبکہ 11 دسمبر کو صوبہ ہلمند میں دشمن کا ایک جاسوسی طیارہ مجاہدین نے مار گرایا، واضح رہے کہ افغانستان میں دشمن کے طیارے گرانے کے واقعات میں اضافہ آیا ہے۔

افغان فورسز کے نقصانات:

افغان سیکورٹی فورسز کی ہلاکتوں کے صحیح اعداد و شمار تاحال موصول نہیں ہوئے لیکن دشمن نے خود اعتراف کیا ہے کہ ان کی ہلاکتوں میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے، ان کے مطابق 2012 میں 1056 افغان آرمی اہلکار مارے جاچکے ہیں باوجود یکہ ان کے ساتھ اتحادیوں کا بھرپور تعاون بھی انہیں حاصل ہے، مذکورہ اعداد و شمار سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ افغان فورسز غیر ملکی افواج کے انخلاء کے بعد مجاہدین کے مقابلے کی اہلیت نہیں رکھتے، وہ مرنے کی بجائے راہ فرار اختیار کرنے کو ترجیح دیں گے۔

جس طرح اوپر لکھا گیا کہ افغان فورسز کی ہلاکتوں کی حقیقی تعداد کا علم نہیں ہے البتہ مختصر طور پر کرزئی انتظامیہ کے درمیانے درجے کے رہنماؤں کو قتل کرنے کی تفصیل درجہ ذیل ملاحظہ ہو۔

9 دسمبر کو صوبہ ہرات کے ضلع گلستان کے سابق گورنر نیمروز کے چار محافظوں سمیت مجاہدین کے حملے میں مارے گئے۔

10 دسمبر کو صوبہ لغمان کے امور خواتین کی سربراہ اور صوبہ نیمروز کے پولیس چیف دو الگ الگ حملوں میں ابدی نیند سلادئے گئے۔

11 دسمبر کو صوبہ پروان کے ضلع باگرام کے کمانڈر اپنے تین ساتھیوں سمیت اپنی جانوں سے ہاتھ دھوبیٹھے۔

28 دسمبر کو صوبہ روزگان میں ایک مقامی پولیس سربراہ کو ہلاک اور اس کے دو ساتھیوں کو زخمی کردیا۔ اسی طرح واقعہ ضلع چار چینو میں بھی پیش آیا۔ یہ واقعات اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ کرزئی انتظامیہ کے اعلی حکام بھی متعدد محافظ ساتھ رکھنے کے باوجود مجاہدین کے جان لیوا حملوں میں محفوظ نہیں رہ سکتے۔

دشمن کے دل پرواز:

مقتدر قوتیں کسی ملک کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں اور ان پر کامیاب حملے ان کی

ناکامی سمجھی جاتی ہے کابل انتظامیہ کروڑوں ڈالر خرچ کرنے اور دنیا کی جدید ٹیکنالوجی کے باوجود خفیہ معلومات حاصل کرنے میں ناکام رہی ہے، 6دسمبر کو انٹیلی جنس ادارے کے سربراہ اسد اللہ خالد پر فدائی حملہ ہوا جس میں وہ شدید زخمی ہوا اور پھر انہیں کومہ کی حالت میں طبی امداد کے لئے امریکہ روانہ منتقل کردیا گیا بتایا گیا ہے کہ وہ مفلوج ہوگیا ہے، اس واقعے جو کابل میں پیش آیا نے اتحادیوں اور افغان حکام کو ذہنی چھوٹ دی، اس واقعہ میں دوسرے سیکورٹی اہلکار جو اس کے ساتھ تھے بھی قتل اور زخمی ہوئے، اگرچہ دشمن نے حقیقی تعداد بتانے سے گریز کیا مگر کابل انتظامیہ کے ترجمان نے میڈیا سے گفتگو میں کہا کہ واقعہ میں پولیس اہلکاروں کی بڑی تعداد زخمی ہے لیکن صحیح تعداد معلوم نہیں، یہ واقعہ مجاہدین کی کامیابی اور دشمن کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

آپس میں اختلافات کا اعتراف:

بھاری جانی اور مالی نقصانات اٹھانے کے بعد دشمن نے بعض حقائق کے اعتراف کرنے پر مجبور ہوا، 4دسمبر کو وزیر داخلہ نے پولیس پر تنظیموں سے تعلق رکھنے کا اقرار کیا اور کہا کہ پولیس مختلف تنظیموں سے تعلق کی بنا پر ان کی مفادات کا تحفظ کرتی ہے۔

عوامی نقصانات:

معمول کے مطابق اتحادیوں اور افغان فورسز کی جانب سے شہریوں کو مارنے کا سلسلہ جاری ہے چند واقعات پیش خدمت ہے۔5دسمبر کو اتحادیوں نے فضائی حملے متعدد لوگوں کو نشانہ بنا کر شہید کردئے، صوبہ نورستان میں افغان فورسز نے اعتراف کیا کہ ضلع وانت اںگل میں اتحادیوں کے فضائی حملے میں ایک خاندان کے 5افراد شہید ہوئے۔

5دسمبر کو صوبہ بغلان کے ضلع نہرین میں عوام نے مظاہرے میں برملا کیا کہ کابل حکومت کی حمایت سے مسلح جنگجو نے ان کا جینا دوبھر کردیا ہے اور درجنوں افراد کو تشدد کا نشانہ بنا کر زخمی کردئے ہیں، تاجر اور دکانداران کی جانب سے بھتہ لینے سے تنگ آگئے ہیں۔

7دسمبر کو اتحادیوں اور افغان فورسز نے ننگرہار کے ضلع خوگیانو میں وحشیانہ آپریشن کے دوران کم از کم 7افراد شہید، ایک زخمی اور 7افراد کو گرفتار کرلیا۔

8دسمبر کو سویڈین این جی او نے اتحادیوں پر الزام لگایا کہ وہ ہسپتالوں پر حملے کرتے ہیں جو عالمی قوانین کی خلاف ورزی ہے۔رپورٹ کے مطابق 23اکتوبر2012کو صوبہ وردگ کے سیواک علاقے میں اتحادی فوجیوں نے ایک پرائیوٹ کلنک کو تین دن تک اپنے قبضے میں لے رکھا، مذکورہ این جی او کے سربراہ اندریاس سینٹانسن نے کہا کہ ان واقعات سے عوام کا اعتماد صحت کے مراکز سے کم ہورہا ہے۔

غیر ملکی فوجیوں نے پہلے بھی مدرسوں، اسکولوں اور مسجدوں سے مورچے کا کام لیا ہے مگر اب تک کسی بھی ادارے نے اس کے خلاف آواز نہیں اٹھائی ہے۔

11دسمبر کو کرزئی نے ایک کمیٹی بنائی کہ وہ صوبہ وردگ میں امریکی وحشت اور ظلم کا نوٹس لے، ایک ہفتہ قبل میدان وردگ کے عوام نے ایک مظاہرے میں ان تمام جرائم سے پردہ اٹھایا جو اتحادیوں کی جانب سے ہورہے تھے۔گیارہ سال بعد کرزئی کی جانب سے عوام پر اتحادیوں کے مظالم کی حقیقت معلوم کرنے لئے کمیٹی کی تشکیل محض ڈھونگ ہے کمیٹی برائے نام ہے جو عوام کو تسلی کے وعدے دیکر ان کا اعتماد بحال کرنے کی چال ہے۔

24دسمبر کو صوبہ کاپیسا کے الہ سائی میں افغان فورسز نے ایک حملے میں 7افراد کو زخمی کردیا۔

اقوام متحدہ جو ان واقعات کی حمایت کررہی ہے نے 15اگست کو ایک رپورٹ میں مجاہدین پر الزام عائد کیا کہ وہ افغان عوام کے قتل عام میں ملوث ہیں، رپورٹ کے مطابق گزشتہ سال شہریوں کے قتل عام میں 48فیصد اضافہ آیا ہے، امارت اسلامیہ نے اقوام متحدہ اور انسانی حقوق کے دیگر بین الاقوامی تنظیموں سے بار بار مطالبہ کیا ہے کہ غیر جانبدار اور مستقل کمیٹی تشکیل دیں تاکہ وہ تحقیقات کرکے عوام کے قاتلین کو سامنے لائے۔

موصولہ رپورٹوں کے مطابق گزشتہ دسمبر میں اتحادیوں اور افغان فورسز کے حملوں میں 32شہری شہید، 18زخمی اور 69کو گرفتار ہوئے۔

اتحادیوں سے نفرت اور مجاہدین سے ملنا:

کابل انتظامیہ اور امریکیوں کے مظالم، عوامی نقصانات اور شکست وہ تمام اسباب ہیں کہ جن سے عوام زمینی حقائق کا ادراک کرکے کابل حکومت اور غیر ملکیوں سے نفرت کرنے لگے، اس سلسلے میں چند واقعات پیش خدمت ہیں۔

8دسمبر کو صوبہ قندہار کے ضلع سپین بولدک میں ایک افغان اہلکار نے اپنے 8ساتھیوں کو ماردیا۔24دسمبر کو نرگس نامی ایک افغان خاتون نے کابل میں ایک امریکی آفیسر کو فائرنگ کرکے مارڈالا، افغان حکام نے کہا کہ خاتون ایرانی ہے مگر سوال یہ ہے کہ کیسا ایک غیر ملکی خاتون پولیس میں 5سال تک خدمات انجام دے کر آخر کار ایک امریکی آفیسر کو قتل کرنے میں کامیاب ہوئی۔

26دسمبر کو ایک خبر رساں ادارے نے افغانستان میں گزشتہ سال افغان اہلکاروں کے ہاتھوں 61غیر ملکی فوجیوں کی ہلاکت کی رپورٹ دی۔

اسی تاریخ کو صوبہ بادغیس کے ضلع آب کمری میں 13افغان پولیس اہلکار مجاہدین کو اسلحہ سمیت تسلیم ہوئے، صوبائی انتظامیہ کے مطابق اس ضلع امن وامان کا کوئی مسئلہ نہیں ہے اور نہ ہی مجاہدین اس ضلع میں ہیں مگر حالیہ واقعہ ان کے دعوے کو جھوٹ قرار دیتا ہے۔

31دسمبر کو صوبہ ہرات کے ضلع کرخ میں دو باحساس افغان آرمی اہلکاروں نے 4اتحادی فوجیوں کو فائرنگ کرکے ماردیئے، تفصیلات کے مطابق واقعے میں دو ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

افغان پولیس، فوج اور انٹیلی جنس میں مجاہدین گھس گئے ہیں جو اتحادیوں پر حملے کررہے ہیں اور ان بڑھتے ہوئے واقعات نے دشمن کو شدید پریشان کردیا ہے اور ان حملوں کی روک تھام کا کوئی حل ان کے پاس نہیں۔

دوسری جانب امارت اسلامیہ کے دعوت اور ارشاد یا جلب وجذب کمیشن کی کوششوں سے گزشتہ دسمبر میں دشمن کی صفوں سے 711اہلکار بھاری اسلحہ سمیت مجاہدین سے آملے ہیں۔

الفاروق آپریشن:

الفاروق کامیاب کارروائیوں کے سلسلے میں 2دسمبر کو صوبہ ننگرہار کے جلال آباد شہر میں امریکیوں کے فوجی اڈے پر مجاہدین نے شدید حملہ کیا جس میں 18امریکی فوجی ہلاک اور40امریکی اور افغان اہلکار زخمی ہوئے۔اس کے علاوہ دشمن کے دو جہاز بھی تباہ ہوئے،اگرچہ دشمن نے حملہ کو ناکام قرار دیا اور صرف چند فوجیوں کے زخمی ہونے کا بیان دیا مگر دوسرے دن افغانستان میں ایساف کے ترجمان جرنل گونتر کٹس نے پریس کانفرنس میں کہا کہ یہ حملہ افغانستان میں اتحادیوں کے اڈوں پر دوسرا بڑا حملہ تھا۔

13دسمبر کو صوبہ قندہار میں ایک استشہاف=ی حملے میں 8اتحادی فوجی ہلاک ہوئے اور ایک ٹینک تباہ ہوا،یہ حملہ ائرپورٹ کے دروازے پر اس وقت کیا گیا کہ جب ائرپورٹ کے اندر امریکہ کے وزیر دفاع بھی موجود تھا اور سخت سیکورٹی انتظامات کئے گئے تھے،حملے درجنوں افغان اور اتحادی فوجی زخمی ہوئے۔

17دسمبر کو کابل کے پلچرخی میں امریکی فوجی قافلے پر استشہادی حملہ کیا جس میں فوجی یونٹ کے سربراہ اپنے اہلخانہ اور درجنوں فوجیوں سمیت ہلاک ہوگئے جبکہ اس کے علاوہ بھاری مالی نقصان بھی پہنچایا۔

26دسمبر کو امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے صوبہ خوست کے ائرپورٹ میں سی آئی آئی کے اہم مرکز کو نشانہ بنایا"چاپمن کیمپ"کے نام سے یہ مرکز دو سال پہلے بھی حملے کا نشانہ بنایا گیا تھا جس میں سی آئی آئی کے اہم اہلکار مارے گئے۔26دسمبر کے حملے میں سو سے زائد افغان اور اتحادی فوجی ہلاک ہوئے۔

عوامی حمایت اورمجاہدین کی کامیابی کا اعتراف:

12دسمبر کو صوبہ غزنی کے مشاورتی کونسل کے سربراہ اور اساتذہ نے پریس کانفرنس میں بتایا کہ صوبے کے 70فیصد اسکول اور مدرسے طالبان چلا رہے ہیں اس سے پہلے بھی کابل انتظامیہ کے بعض حکام نے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے مگر پھر بھی اسلام دشمن عناصر مجاہدین پر اسکولوں کو جلانے کے الزامات لگا رہے ہیں جو حقیقت کے منافی ہے۔

23دسمبر کو افغان ذرائع ابلاغ نے خبر شائع کی غزنی کی اکثریت اپنے فیصلوں کو کابل حکومت سے حل کرنے کی بجائے طالبان سے حل کرنے کو ترجیح دیتی ہے خبر میں مزید کہا گیا ہے کہ اس کا بنیادی سبب حکومتی اوارے میں رشوت اور کرپشن کی بڑھتی ہوئی لہر ہے۔

گزشتہ ہفتہ امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے اعلان کیا کہ نورستان کے دواب علاقہ اپنا زیر کنٹرول لایا ہے مگر کٹھ پتلی اوارے نے اس کی تردید کی لیکن چند دن بعد25دسمبر کو صوبائی پولیس ترجمان نے دعوی کیا کہ دواب کو طالبان سے واپس آزاد کرلیا جو مجاہدین کے دعوے کی تصدیق ہے۔

مشترکہ کانفرنس اوراپناموقف کااظہار:

20دسمبر کو فرانس میں مختلف افغان گرہوں نے افغانستان کے مستقبل کے حوالے سے کانفرنس میں شرکت کی جس میں طالبان نمائندوں نے بھی شرکت کی اور کانفرنس کے شرکا سے خطاب میں طالبان کی فتح،دشمن کی شکست اور دنیا سے متعلق اپنا موقف واضح کیا۔

خودکشی اوراستعفاء :

24دسمبر کو روزگان میں امریکہ کے اہم فوجی کمانڈر نے خودکشی کی ،کمانڈر "جاب پرایس" جنگ کے میدان میں پے درپے شکست اور دوسرے عوامل کے باعث خودکشی پر مجبور ہوا اس سے پہلے بھی افغانستان میں امریکہ کے فوجی کمانڈروں نے خودکشیاں کی ہیں۔ گزشتہ ماہ کابل میں اتحادی فوجیوں کے کمانڈر نے ذہنی دباو کے باعث اس سے قبل کے خودکشی کرلیں اپنے عہدے سے استعفی دیا۔

ذہنی توازن کھوبیٹھنا:

اتحادی فوجی اہلکار جو نہ صرف یہ کہ وہ خودکشی کررہے ہیں اور یاان کے دل پر سکتہ طاری ہورہا ہے بلکہ بعض اوقات جنگے دوران اپنا ذہنی توازن بھی کھو بیٹھتے ہیں 18دسمبر کو امریکہ کے وزیر دفاع جو افغانستان میں اپنے دوستوں کے ہمراہ شدید دباو کا شکار ہیں نے اپنا توازن کھو بیٹھا ہے اور جب وہ افغانستان سے واپس گئے تو اعلان کیا کہ افغانستان میں امریکی کمانڈروں اور اتحادیوں کو یہ یقین ہے کہ گیارہ سالہ جنگ کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ جنگ کے توازن کو اپنے مفادات سے تغیر دیں یہ اعلان اس وقت کیا جارہا ہے کہ افغانستان میں غیر ملکیوں کے نقصانات میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے اور وقت سے پہلے انخلاء پر مجبور ہو رہے ہیں۔

راہ فرار:

گیارہ سال جنگ کے بعد غاصب قوتیں شکست سے دوچار ہیں اور فرار ہونے کے لئے بہانے تراش رہے ہیں،راہ فرار اختیار کرنے کے سلسلے میں 15دسمبر کو فرانسوی فوجیوں کے آخری دستے بھی افغانستان سے نکل گئے،17دسمبر کو فرانسوی فوجیوں کی پیروی کرتے ہوئے برطانوی وزیر اعظم نے بھی افغانستان سے اپنی فوجیوں کے انخلاء کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ اگلے تین مہینوں میں افغانستان سے 4500فوجیوں کو نکالیں گے اور2014کے بعد صرف 500فوجی افغانستان میں موجود رہیں گے۔28دسمبر کو اسٹریلیائی فوجیوں نے بھی افغانستان سے انخلاء شروع کردیا،وسطی ایشیا میں اسٹرالیا کے جرنل کمانڈر مایکل کریپن نے صحافیوں سے گفتگو میں کہا کہ ہمارا منصوبہ ہے کہ 2013کے وسط تک اپنی تمام 1550فوجیوں کو افغانستان سے نکال لیں.

افغانستان کے ترقی پسندرہنماوں فرار:

نہ صرف غیر ملکی بلکہ ان کے تنخواہ دار افغان اہلکاروں نے بھی افغانستان کی ترقی اور خدمت کے نام پر ملکی خزانوں کو لوٹ کر رقم کو بیرونی ممالک منتقل کردیئے،19دسمبر کو افغانستان کی ترقی کے بہانے پر امریکہ اور دوسرے یورپی ممالک کے این جی اوسے ڈالر حاصل کرنے والے افغان رہنماوں نے اعلان کیا کہ کابل انتظامیہ اور غیر ملکی فوجیوں کی جانب سے ان کے ساتھ نامناسب روی اختیار کہا جارہاہے جس کے باعث وہ افغانستان چھوڑنے پر مجبور ہورہے ہیں یہ فرار اس وقت کیا جارہا ہے کہ جب افغان اور اتحادیوں کی جانب سے کامیابی کے دعوے ہورہے ہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 39پر ملاحظہ فرمالیں

صفر المظفر میں ہونے والی کارروائیوں کا جدول

نمبر شمار	صوبہ	کاروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے مالی اور جانی نقصانات					عام شہریوں اور مجاہدین کی جانی نقصانات	
				صلیبیوں کی اموات	صلیبیوں کے زخمی	افغان فوجیوں کی ہلاکتیں	افغان فوجیوں کے زخمی	فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی	مجاہدین کے شہداء	مجاہدین کے زخمی
1-	قندہار	85	1	32	20	125	74	28	2	0
2-	ہلمند	102	0	37	13	135	62	37	4	9
3-	غزنی	11	0	7	6	2	4	1	0	0
4-	خوست	19	1	15	18	61	52	9	1	0
5-	نورستان	11	0	0	0	12	8	1	0	0
6-	میدان وردگ	9	0	0	0	15	9	0	1	1
7-	کونڑ	51	0	11	3	74	55	16	0	0
8-	پکتیکا	3	0	0	0	9	0	1	0	0
9-	زابل	11	1	0	0	9	1	3	1	0
10-	لوگر	19	0	5	10	28	24	4	4	0
11-	کاپیسا	21	0	4	0	22	20	3	0	0
12-	روزگان	34	0	0	0	29	9	12	1	0
13-	فراہ	7	0	0	0	17	12	6	0	0
14-	کابل	8	1	55	1	51	0	9	1	0
15-	ننگرہار	52	0	26	13	68	53	43	2	2
16-	لغمان	72	0	9	5	120	101	11	0	3
17-	ہرات	20	0	8	0	16	8	3	1	0
18-	نیمروز	20	0	0	0	43	7	15	0	0
19-	بادغیس	8	0	2	3	12	9	4	1	1
20-	قندوز	5	0	0	0	5	8	1	0	0
21-	بغلان	6	0	2	0	8	4	3	0	0
22-	فاریاب	9	0	0	0	14	8	3	0	0
23-	پروان	7	0	0	0	2	7	0	0	0
24-	تخار	3	0	0	0	2	3	0	0	0
25-	سمنگان	2	0	0	0	0	0	1	0	0
26-	بدخشان	2	0	0	0	3	4	0	0	1
27-	بلخ	1	0	0	0	0	0	2	0	0
28-	جوزجان	6	0	0	0	3	9	2	0	0
29-	دائی کنڈی	3	0	0	0	3	3	4	0	0
مجموعہ		607	4	213	92	888	554	222	19	17

فرمان امیرالمؤمنین

ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ

مسلمانوں کو چاہئے کہ اس گھناؤنے جرم پر محض زبانی احتجاج پر اکتفاء نہ کریں، بلکہ اپنے مقدس دین کو مضبوطی سے تھامے رکھیں، اور سنت نبویہ علی صاحبہا افضل الصلاۃ والسلام سے اپنی زندگیوں میں مطابقت پیدا کریں۔ ایک دوسرے کے دست وبازو بن جائیں اور ناجائز قبضے اور جارحیت کے خلاف جہاد پر کمربستہ ہوجائیں۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا (21) (الاحزاب)

تم لوگوں کے لیے یعنی ایسے شخص کے لیے جو اللہ اور روز آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکر اللہ کرتا ہو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا۔ (یعنی جہاد میں شرکت)

بیشک یاد رہے کہ ہم نے کسی پر حملہ نہیں کیا اور نہ ہی کسی کی زمین پر ہم نے قبضہ کیا ہے، ہم تو ان غاصبوں کے خلاف بھرپور انداز میں جہاد جاری رکھے ہوئے ہیں جنہوں نے ہم پر جارحیت کی ہے۔ ہم نے گیارہ سال پہلے بھی دشمن سے کہا تھا کہ تمہارا یہاں آنا تو آسان ہے لیکن یہاں رہنے یا واپس جانے میں تمہیں بہت سی مشکلات کا سامنا ہوگا۔ آج ایسی ہی صورت حال سے دشمن دوچار ہے۔

ہمارے پاس جہاد جاری رکھنے کے لیے ضروری وسائل موجود ہیں اور نہ ہی ہم حواس باختگی کا شکار ہیں، ہمیں اپنے پروردگار پر پورا یقین ہے، اور ہمارے پاس اس کام کو جاری رکھنے کے لیے وافر افرادی قوت موجود ہے۔ یہ ساری چیزیں ہم نے نہ تو کسی سے قرض لی ہیں اور نہ ہی ہم کسی کے زیر احسان ہیں، حقیقت یہی ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالی کا فضل ہی ہے اور اللہ کے اذن سے ہی ہم اپنی پوری کوشش اور تدابیر سے دشمن کے منصوبے خاک میں ملادیں گے۔

ہمارا جہادی قافلہ اللہ کے فضل سے اب ایسی منزل پر پہنچ چکا ہے کہ عالم اسلام کی وسیع حمایت، عوامی ہمدردی اور مناسب وسائل کے حصول کے بعد ہم اس قابل ہیں کہ مستقبل میں دشمن کو عسکری میدان میں ناقابل برداشت اور حیرت انگیز صورتحال سے دوچار کرسکیں۔ ان شاء اللہ۔

SHARIAT

Monthly Islamic Magazine

1st Year February 2013

طالبان میڈیا کی کہانی